



دست انتقام

PDFBOOKSFREE.PK

جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

دستِ انعام



۳۵



۲



۱۹۳



۱۷۲



۱۵۳



۵۷



۳۹



۲۱



۳۶۰



۱۳۱



۲۱۵



۷۳



۹۵



۷۶





گنڈکی کی رپورٹ عجیب اچھو کے باپ غیر محمد نے ۱۹۸۲ء کو درج کرائی تھی۔

• ملک صاحب! بندہ اہل قصبہ ملک صاحب سلامت پہنچا تھا۔ فیض محمد نے کہا تو یہ بالکل نئی بات ہے، میں نے پوری کسلی کر لی ہے۔... یا تو اچھو کے وہ کہیں اور لڑ گیا ہے یا بھی اچھو تک ہے نہ

فہم اس نے مختلف لوگوں کو شیخ کی مختلف
اسٹو کے مالک کے مطابق وہ اپنے کسی
مست کے لیے شیخ پورہ جانا چاہتا تھا مگر
بتایا کہ وہ اٹروو دینے اور ہمارے گھر
بادوست کے مطابق عجیب ایک دولی
رئس کو توخ کرنا فہم اس کے ساتھ
شیش خاگر کی شہی عجیب اور کلاسیں
کے ساتھ کوئی دلکی شیش شیخ محمد کا
تنگ کی دست کے وہاں کوڑے سے بیورو
یا انوار کی روپر دست جن میں کوئی نئی
بیضی کی بھی کوئی دلکی غائب نہیں ہوئی تھی۔
جس کا نام اہل قباہ زبہ و فحش سے
مجموعہ کو توخ کرنا فہم اس کے ساتھ
فقہو قبول اس کے زبہ رہتے تھا۔
راج کو گھر سے روز نہوا تھا اس کی عجیب
و پر رقم تھی اور ایک چٹو، سا گیسے ساتھ تھا۔
اسے اور تیرہ ضروری چیزیں شیش روپے
رقم تھی شیش جاسین، روپے میں ایک
کارا سا رنگ آجا تھا۔
یہ تانایو کی کارکوچ گانے کی کوکوش جی
زبہ نہیں مل سکی تھی جس کا عجیب احمد

تلاش کمینه ✓

گشدرگ کی روایت بالاپور کے ایک قاتل نے
میں درج کرانی تھی۔ تحقیقی سفر
لئے۔ اس کی فیض بخشہ ہو جان کو لاغر کیا جاوے ہے
میں بیچ کا تالیاں لگے گئے کوئی مزارع نہیں بل تھا چھاپ
جاوے ہے تھانے میں لگا تھا خانا تھا جو تھانے میں اس کے
کا ہے کہ جس کے دوست کو اس کے دوست کو تھانہ میں لگا تھا جو اس
کے دوست کو تھانے کے باہر سے اس کے دوست کو تھانے کے
فیض بخشہ ہو لائی کا رہنے والا تھا۔ قاتل اس کی تیس تیس کے
گشدرگ کی کیا خاصیت ہو اور اس کا رنگ تھا اس نے
تیا گشدرگ کی کی روایت بدل گیا جو درج کر دینی تھی
کو لار بالاپور، ایک درویشان کے ایک تاجر کی گف
نچ، انہیں تھوڑی، بائیں ہاتھ کی جھوٹی انگلی، وزن ایک
سو گیس ہونڈ کے گشدرگ، تھانہ میں تھانہ، تعلیم یافتہ،
جیسے بہ چھوٹی کی جھوٹی انگلی، وہ ایک جھوٹے گشدرگ بہت تھانے
لاہ کھنڈر پر ہزار تھانے کا تھا اور آخری ہزار تھانے میں تھانے
اور ساہوکاری میں لگا تھا
۱۲۔ کالج کو دل کی جھوٹی انگلی، تھانہ میں تھانہ، وزن ایک
صوبہ میں تھانے کے تھانے، جھانہ میں تھانے کی جھوٹی انگلی، واضح طور
پر وہ ادارہ کی جھوٹی کوسا تھانہ میں تھانہ اور یہ کوئی بہ حاضر



”میرا تو بہدوان بھی کام نہیں کرتا سب کچھ ٹھیک چلا گیا
 اسے دیکھ سب حیران رہے“
 ”ہاں سب حیران رہے، لیکن اسے جو فرسٹ سٹا کا کنڈرینٹ
 نام لگا ایک اعلیٰ اسٹیج کی تھی جس سے اس کا گھر کوئی کر رہے ہیں
 اس کے گھر میں انڈیوسٹر سے ایک اعلان آ جا رہا ہے جس میں اس سے
 ملتا ہے کہ
 ”میری بیٹی کو شادی پتا ہو، عورت نہ کہ اس میں اس سے
 پوچھنی چاہیے۔“

[illegible]

میں کہتا ہوں کہ یہودیوں نے ایک جہانی دولت مند سے وعدہ اور اس سے
 یسوی بچے کو دوسرے بچے میں بدستہ میں اور کسی دوسرے شخص میں بدلے
 کی پکڑ میں نہیں اس نام کو کوئی دولت مند ثابت نہیں کر سکتا جس نے
 دروازہ بند نہ کیا تھا۔
 ”آپ کے جہانی کا نام ہے عیسیٰ جو بچا اور دیکھا کہ اس
 کے کہنے پر
 ”اس کا نام منظور حسین ہے۔ اور ہر جہان بالائے زمین میں مسیح کی
 اپنی دکان ہے۔“

[illegible]

میں نے صاف بتا دیا کہ عفت خرم کے بڑے گھیرے ایک بیٹے
 بیٹیں اور چار بچے کر رہی ہیں جو کوئی نہیں سمجھتا وہ ان سے کے
 قریبی رشتہ کی گارڈ کرتا ہے۔ یہی کو بولانی وہ درحقیقت محمدی
 ہو گی تھی۔
 یہ میری بیٹی جیدال ہے۔ عورت نکمہ اس کو پتا
 ہو گا کہ جیدال
 آپ کو کون کا تہذیب کا پتا ہے؟ جیدال نے پوچھا
 اس کے لیے تو وہ خود تہذیب درحقیقت

اِس کے چہرے پر برسی عموماً ہوگئی، لہذا ہونہر میں میری بیٹی
 بچہ آپ کا کون سا کلام ہے۔
 - مجھ کو اِسی کلام کا ذکر ہے جس میں اُس کی ایک رشتہ دار کا
 سچا منہ نہ ہے، اُس کی کام میں سب کا ہے۔
 - معاف کیجئے، اِس کی سبب اِکھو کہ میں جانتے ہوں،
 مگر اِسی طرح بہت سے کہے آپ کا کہ۔
 اِس سے عوام سے دو روئے بن کر دیا۔
 - زیادہ واضح آؤ گی، تو سوال کرنے کا، اِسی معنی کی تو ہے

میں نے جب سے ٹوٹ گیا اوس دن سے ہی میں غم میں
 کا نام ادا تھا توٹ گیا۔ اس عورت کا آواز مجھے شراب میں ڈال
 رہا تھا کہ میں جو کچھ تھا اس سے بدلہ لی اور میں اس کے پاس
 پاس کے ایک دودھ دانے کل گئے تھے۔
 ”کیا آپ کی بیٹی کا نام نرینہ ہے؟“ میں نے پوچھا
 ”آپ کو معلوم کیا ہے کہ وہ؟“ اس کے چہرے پر کچھ بھی
 باقی مالا میں دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی
 کہ نام نہیں لگا کر کہتے تھے اس کے سامنے والے دودھ دانے کے کرف

نوروز نامہ بڑی قیمتی کڑی ہے۔ ویسے عالم کی کہانی ہے
ایک سفید پیش رو کا حلقہ میں چلنے کے لیے داخل
ہوا اور سلام کے بعد ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس کی نظر دور مصلح ہوئی
میں جو صحت سے تیار اور اس کا شہر مصلح ہے۔
کھول لی، اس سے کھلے دو جگہ کو اردات جو بھی ہے
لوڑے میں نے چھایا۔
میں اس کی نوروز کا کچھ ہے و عورت نے اپنے شوہر
کو نوروز مصلح ہوتا ہے اس کی جگہ پر آتی ہے۔ رشتہ دار

یہ تو ہمیں بھی معلوم نہیں ہے کہ ہمیں کس سال کی پیمائش کرنی ہے۔ اس کی پیمائش کرنے کے لیے اس کی پیمائش سال کے قریب ہوگی۔ وہ کبھی بھی پیمائش ہو جائی رہی ہے۔ ایک سال زینہ کو چھوٹی ہے۔ وہ پیمائش سو پتے ہوئے بول۔ اس کی پیمائش تھوڑے سال ہوگی۔ دوسری اور تیسری زینہ کی پیمائش ہوگی۔ اس کی پیمائش سال کے قریب ہوگی۔ ان میں سے کوئی ہو سکتی ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو پتہ چلے اور وہاں سے فضا پر گئے۔

ہوا میں نہیں لگی
چاہتے تھے سے مجھ پر معلوم ہوتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ
بادی گرم نہ ہے نہ دیاں کو کیا ہی گرم ہے
دوسری ذریعہ کہ غم فرماں منزل میں تو کین لگی میں تھا
دو ایسی طرف غمزا کی تھی، خاما بڑا امکان تھا کہ اگر سے کوئی چارہ
تھی کہ جس سے بہت سی باتوں کو یاد آسکے، کہ غمزا بادی کی تھی غمزا
ظاہر کی تھی بہت سی کہ تعداد کوں کے دستور کی کہ غمزا ہی تھی وہاں
موسمے والی ایک چالیس یا پچاس سال کی بڑا آدم عورت تھی۔ اُس

دیکھا جس کی آنکھوں سے ایک اور عورت جھانک رہی تھی۔
 بوجھ، گھنٹی کل نہ بات دروازہ کھٹکا اور دو لڑکیوں کے نام
 پوچھنے شروع کر دیے۔ کھانا کھا رہا تھا، ہم عورت اور لڑکی ہیں،
 اس نکلنے والے دیکھنے لگ نہیں رہے۔
 "ہی، کیا آپ نے وہی کوئی کام بیچ دیا؟" میں نے نقد دے
 سستی کے نام پر اس کو اور دو بار داری آگئی میں فرق نہ کرنا خوب
 جانتا ہوں۔ میرا کام یہی ہے کہ
 میرا آدمی قوت ہو جو کچھ دے عورت نہ کہ آپ بھاری

صاحبِ اہی کے لئے میں نے ریت کی گتے چھپڑے ہیں تو
ابھی تک میری ساری تفتیشِ آزادانہ کی بنا پر تھی۔ یہ
ثابت ہو چکا تھا کہ صاحبِ احمد کی گتے میں علاوہ جو تھاکین یہ
معلوم کرنا اہی کا حق تھا کہ وہ ریت نامی کسی اور گتے میں ملے
آیا تھا یا کسی اور گتے میں آیا تھا کہ جسے وہ وولز سے ملے ایک
چودہ ہندہ سال کا گتے کی شکل تھا۔

میں نے اس کی اس بات پر کچھ سوچا کہ وہ تو کسی خاص
 طبقہ کا نام ہے جس نے شامل کیا تھا۔ ہم نے پہلے اس کا دروازہ
 کھٹکھٹایا۔ دروازہ کو کھولنے والا ایک بھاری بھر کم شخص تھا۔ اس
 نے ہنسی پر ہنسی کو بھیجیں اور میں قہقہے اور اس کی گردن پر چڑی کی
 دھوکن دینے لگا۔
 "ہاں جناب،" بھگ کر دھڑکی کی آواز جاری ہو گئی۔
 "میرے اہم ملک خدمتیات ہے اور میں...
 " تعارف سے سچی آواز جناب، ہم دیکھ لیں کہ وہ کس ہے۔"

پہلے حضرت اور مولک دار باس پناہ کا تھکے سیاہ بال سینے سے
 دھوئے ہوئے تھے۔ بیٹوں پر بھی کی تہ اور انھوں میں کامل کا
 رنگ نمایاں تھا۔ وہ مرغ و خیز رنگت والی ایک رنگ کش
 ورت قسمی اور فنی شہزادہ کی نظر آتی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس
 کے چہرے پر ایک لڑکھائی کا کھیل گئی۔

میں کہنے لگی کہ یہ تو ایک شہزادہ کی بہن ہیں۔
 معلوم ہوا کہ جو میں تجھ پر دہریے نے آپ کے ہاں ٹاپو سے
 یہ سلطان آقا۔

بات ختم کریں، مجھے اور صبح کا ہیں؟
 آپ نے یہ بھی کام میں کیا؟ انہیں نے کہا کہ میں
 جانتا ہوں کہ اس کام زبردستی میں کیا ہے مجھ کو کہ اس کو
 بات چیلنا چاہتی ہیں؟
 مجھے کدورت ہے کہ ان بات چیلنے کی؟
 آپ کی بیٹی کا ٹیگور ٹیگور کا رہتی ہو گی؟ میں نے کہا
 تھا، تیارا صاحب! میں بھی بیٹی کے بارے میں نہ کوئی بات
 سننا چاہتا ہوں اور نہ ہی چوں کہ عورت نے سستی سے کہا

ایک مصلوب ہوگا تھا جیسا کہ پھر شفق ہی کا تھا۔

”بہاؤ شاہؒ نے دیکھے بول سکے اور“ والدہ نے کہا۔
 ”تعلیم دار صاحبؒ کو انہی لڑکیوں نے مکالمین دیو۔
 ”اوکا والدہ! توں اک پاپہ ہے اکی غلو مارہ۔ ہاں جناب!
 حکم کرو تھانہ دار صاحبؒ
 ”آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے پوچھا۔

”جی، وہ جو نکاح کو ہی نہ دیکھا، اس دھماکے کی بات کر رہے ہیں آپ؟ دھماکا تو آتے جاتے ہوئے ہے۔“

”جس دھماکے کی میں بات کر رہا ہوں اس کا نام حبیب احمد ہے۔“

”پچھلے حبیب...“

”م... میں کسی حبیب احمد کو نہیں جانتی۔“ عورت نے تیز جیسے

اور روزِ ندر دیا۔
 بظاہر وہ ایک سادہ عمل تھا، کوئی عورت اپنی نوجوان
 بیٹی کے بارے میں اس قسم کی گفتگو پسند نہیں کر سکتی لیکن اس عورت
 کے رویے میں کوئی خاص بات تھی جو مجھے شک میں ڈال رہی تھی۔
 لہذا میں نے پڑوسیوں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل

میں نے لڑکے سے پوچھا کہ روتو روتا میرا امیر احمد کیا کہیں لیں
 ہے کہ یہ آدمی نصیر اللہ بیگ کے گھر میں رہتا تھا؟
 ”آج بھی چنگی طرال قیمن ہے جی، لڑکے نے جواب دیا کہیں
 اس باکو چنگی طرال پہنچا نہ تھا۔ میں نے اس کے ساتھ گل بات
 بھی کی تھی۔ یہ ماسی نصیر اللہ کے گھر میں ہی مری رہا تھا۔“

نہایت عزت پہلنے کے لیے عجب اہمکاروں کی ہر ایک راہ پر
پہنچتا جو درجہ فرائض میں سے اس معاملے پر مشورہ کیا ہوگا۔
قدرت کی اولیت سے اعلاہ تھا تاکہ وہ عجب اس سے
جست کرتی تھی اور اسے پہلنے کے لیے خاص تھی تو ان دسے سختی
تھی مزید خاص تھی کہ درجہ کی اولیت پر مشورہ ہوا یعنی اس
سے خاص تھی اور وقت خاص تھی تاکہ خاص طور پر پیش تھی
حاضر میں ہی اپنی بات ہے کہ یہیں عجب عجب اولیت
ہے اور وقت میں ہے اس لیے اگرچہ خاص ہو کہ ہم اسے مستند
کامیاب ہو تو ہم یہیں قبول سے ملایا بات تاؤ
قدرت سے مل کے بعد یہیں قبول سے ملایا بات تاؤ
اس سے مل کے لیے ایک ایک بات کی ضرورت ہے اور وقت
یعنی کہ اس کا لینہ ہو مشورہ ہے کہ اس کے علاوہ اسے ملے ہو
کا ملے سے اس کے لیے ایک خاص ہو کہ اس کے علاوہ اسے ملے
جس کا نام جو درجہ فرائض میں ہے اور قدرت کے باپ کا دوست
ہے اور عجب اس کا لینہ ہو مشورہ ہے کہ اس کے علاوہ اسے ملے
یہیں ہے کہ اس کے علاوہ اس کے لیے ایک خاص ہو کہ اس کے
عجب میں اس کے علاوہ اس کے لیے ایک خاص ہو کہ اس کے
کرنے کی اولیت کرتی اور اس سے جو درجہ فرائض میں تھی
کروا۔ قدرت سے اس بات کو خاص ہو کہ اس کے علاوہ اسے ملے
کہ اس میں اس بات کو خاص ہو کہ اس کے علاوہ اسے ملے
جو درجہ فرائض میں اس کے علاوہ اس کے لیے ایک خاص ہو کہ اس کے

کہہ داری کہ اسکے کام تو وہ ہندوؤں کی ایک جنگ جیتی ہے جو ہندوئی کا
 آج کل بہت پریشان ہیں، فیض گھوڑا مارا جا رہے ہیں، جانتا تو کھانا دیا
 چاہیے کہ
 اب باقی سے زبردستی عرفانہ زادہ کو لگا کر اس کی
 ماں جو ہندی اور مان کی سے شکیں نہ کرنا چاہیے ہے۔ یہ بات اسے
 بہت بدمعاش معلوم ہوئی کہ اس کی ماں کی بیٹی اس کی شادی
 بہ ہندی سے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دھرم یعنی لڑکی کے ایک ہونے
 سے شادی کے لئے پہلے اپنا نہیں۔ ماں کے ارادے سے کہہ دیتے
 کہ لڑکے اس شادی کے لئے اپنے اصرار دھرم بھٹا شروع کر دیا کہ
 اس کے لئے نہیں بلکہ یہی ایک بہت ضرورت میں وہ ماں کی مرضی کے
 اگے سر جھکا کر باپ کی رو بہ کر رہی تھی۔
 جب اچھے سے مراسم استوار کرنے میں بھی عورت
 پیش قدمی کرے، ایک ایسا کام ہی ہے کہ مردوں کی پیش قدمی
 کی طرح کوئی بھی اور نہ تو اس لئے کہنے کے بعد محبت میں
 تبدیل ہو جائے۔ زبردستی سے تیار کر جب ایک شریف انسان
 اور دھرم دار جوان ہے کہ اس کو لڑکی کے لڑکانہ پریکٹیز
 سے بچانے اس کے اندر ترقی کا جذبہ موجود ہے۔
 زبردستی سے ہی ملنے اس کا لڑکا نہیں بچے سے پہلے تو
 بھی کوئی طرح تھا دیا اور گھر میں باندھ کر اس کو کشش کی لکین
 زبردستی میں پرستاری اس سے اس کے عیال کا کردہ اس کو کشش کی
 مرکز قبول نہیں کرے گی۔ اس کے لئے بھی اس سے سنگدہی کی
 دوز جب اس کو لگا کر ہے۔ زبردستی کو معلوم نہیں اس حال کے
 دلیں کیا ہے۔ اس سے جب اس کو لڑنے کی عزت دینی
 پس زبردستی اس کے لئے بھی ایک راز تھا کہ اسے
 یہ لڑکا ہے جو ہندی فیضان کی گات کے لئے پیدا کیا گیا۔
 جب اچھے سے ترقی یافتہ کے لئے کہ وہ راز دہانہ تھا یا نہ تھا
 وقت وہوں میں بھی چوری فیضان کی کے ساتھ لگا کر دیتے تھے۔
 زبردستی سے بھی یہ لڑکا اس کی ماں سے اس کے اس کی مرضی کے خلاف
 چوری قربان کر دیا گیا تھا اور زبردستی میں عموں کو قرب
 خراب کیا تھا اور زبردستی اس کے لئے کہ وہاں جب اس کے
 کو کھانا دے لڑکے کے لئے کہ وہاں اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے
 وہ اس کے لئے زبردستی اور جب اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے
 کہنا چاہیے تھی یہ اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے
 چاہیے تھی۔
 زبردستی سے لڑکا لگا کر اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے
 کہ لڑکا لگا کر اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے
 کہ لڑکا لگا کر اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے کہ وہاں اس کے لئے

[illegible][illegible]

[illegible]

میرزا محمد

بعض لوگ ایک جھوٹی سی بات کو بڑا سارا دیکھتے ہیں اور جسے کہ انتہائی پرہیزگار یا پختہ زندگی کو خراب دیکھتے ہیں۔ بلاوجہ غصہ و حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اس واقعہ سے زیادہ بہتر ثابت کرتا ہے۔ ہمیں بھی بعض ایسی باتیں سمجھنا چاہیے جو ان کے بعض انسان اپنے ہوتے ہیں جو ہم کو اپنے لیے بھی بڑی بات کو یاد دلاتے ہیں۔ ان کے اپنے عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور ہر وقت یاد دلاتے ہیں۔ بہت اچھا۔

یہ واقعہ بھی ایک ایسی ہی جھوٹی کہانیاں سے شروع ہوا تھا۔
سڑکوں کے کنارے اور گلیوں و بازار جہلی مسند پر کھڑے
رات کے آٹھ روپے کے درمیان مجھے ایک فن کی اطلاع
ملی۔ میں جیسا کہ سڑک ساتھ لے کر دوڑنے پر آمادہ کیا۔ لاش حملہ کے
دوڑ میں من کے ایک کونے میں پڑی تھی۔ صبح بپا تھا۔ ایک طرف چہر

ایسا کہ جس کو حرف نکھانے آجے آپ سے آئید و حق... آپ
استے ہووے اور کو کھلیں اندر سے۔
حق... نصیر علیکم! میں کوئیں نصیر کوئی بات نہیں کی
میں نے حق پر نزل کیا اور کہ اگر ایسا ممکن نہ ہو
جو میں بتاؤں ہے مال حبیب، علی الاشیء حق ہے نہ مگر کہ
خدا ہی جی کر دی ہے کہ نصیر علیکم کو یقین ہو گیا کہ ایسا ممکن
نہیں ہے عقوف جان و مانتا۔

گوشت ہے خواب جھکا ہونے سے کوئی نہیں دیکھ سکتا و فیروز علی نے یہ سوچ کر کہا تو میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔ عجب خوبصورت لڑکی تھی۔ اس نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے اسے بھیج دیا۔ کھڑکی لگائی تھی۔ میں صرف یہ جانتا تھا کہ عجب خوبصورت لڑکی تھی۔ کھڑکی کے نال و باجائے کھڑکی کے نال سے میرے منہ کو نہ سہا کر دیا۔

میں نے نصیراں بیگم کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑی ڈالوا دی اور دولا
لوہانگ الگ کر دیا۔

تقریباً دو سو روپے کے لیس فی علاقہ سو فی پیسہ چھ گھنٹے اس وقت
 میں عیب احمد کو روٹا لپٹا لے کر اس کے فیض محمد کے بیٹے کا تیار
 کر کے جہاں وہاں پہنچ گیا تھا۔ ان تمام لوگوں کی موجودگی میں جس نے
 غیبی کی کھال کی کروا کے عیب احمد کی لاش برآمد کی۔ اس کا ایک
 دو ٹکڑا کا ٹاپا بھی گھر سے جس سے برآمد ہو گیا۔
 ہوا میں غیبی کی لاش کو دیکھ کر تو مجھے باب کا حال مراد
 ہو گیا۔

بہان سے باہر ہے۔
بعد نقیش رہتا جولو کہ حبیب احمد کو سوتے میں ہلاک کیا
تھا قتل چوہدری ایسا گمنم نے کیا تھا مگر فیہراں بیچم کے
نئی اُس میں شامل تھی۔

چو ہدیٰ فرمانِ علی کے یہاں سے تاجِ پاک و دریاں لے گئے
سے شاہی میں دھپی رکھتا تھا خلیفہ نضر علی گئے
چو ہدیٰ یاس لیں گے خلیفہ شادی کر لگتی اس لیے دو چاندنی بھی جو درجہ سے
اس ملی اس کی بیٹی زینب سے شادی کر لے دو شاہد عورت
نور علی چو ہدیٰ کر کے وہ خوفِ بانی بھی ادا کر کے خلیفہ
بھیجے گا مٹی چو ہدیٰ فرمانِ علی زینب سے شادی پر راضی
نہ تھا۔ بھولتا اس کے اُسے ایک سے تارِ دو جوی کی حرکت سے
عقل سے چوری چوری اس کی سہم کو کمر لے کر موت اور
پیر کی گلاں شادی کی موت کی اس کی سہم کو کمر لے کر موت اور

چرا جدیدی بر آتی معمول بات نہیں ہے۔
 - محکم صاحب : ہم ۔۔۔ اس معاملے میں کوئی تصور نہیں
 ہے تو اس کا لہرہ ایک دم چمک گیا تو یہاں اگر کوئی واردات ہوئی
 ہے تو اس کا ذمہ دار فیصلہ لیجئے ہے یا اسی کام کا ہے۔
 میں نے اسے ایس آئی کو بھیج دیا اور فیصلہ لیجئے کو بھی کرے
 میں بتلایا۔

۱۰۔ نعیرال بیگم: یہ چودہوی ایسا شخص تھا کہ اس کا گناہ ہے کہ تم اس کی بیوی ہو جس نے کہا تو کیا یہ سچ ہے؟ ۱۱۔ نعیرال بیگم کی خون آلود چادر اور ٹوٹوں پر نظر نہیں پڑی تھی۔

ابھی میری بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ میں نے چوہدری
فرمان علی کو برا کہہ دیا جس سے وہ اٹھ کھڑا لیکن ایسا اس کی سزا
نہیں تھی۔ مگر اس نے نظروں پر نہیں ڈری تھی میرا سوال چوہدری فرحان علی
نے سن لیا تھا اور وہ برا کہہ کر میں ہی خشک گیا تھا۔ خانہ غلام فیصل علی
کا جواب سنتا جا رہا تھا۔

”ہاں، ٹینک کہا ہے چوہدری الیاس نے، نعیراں بیگم نے
کہا، آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے۔“

”کب صاحب کو کچھ ترس نہیں ہو سکا۔ چڑھادی خنجر
 گرہ سے اسی قدم کے ساتھ اپنے سر پہ لٹا دیا۔
 ۱۹۱۰ء۔ چڑھادی صاحب: آپ: ”فصل اول: کچھ کر گزری۔
 آپ کب آئے ہیں؟ میں تو آپ کی طرف آ رہی ہوں۔
 مگر: ”تو تھیں۔ صاحب: ”نہ ہر گز۔“
 دیکھی ہے۔“

چو بدیہی نمران علی نے طنز پر لکھے ہیں کیا تا اب جاوے
نہ آدی سیجے کی کیا ضرورت ہے آدی تو تجھے مظلوم اکیلے ہے
اوہ... کہیں کی ہتھکڑی پر نظر پڑی، ہلک صاحب!
ہتھکڑی کس کی ہوئی ہے؟

• ہمیں نہیں چاہیے کہ کسی کی طرف اشارہ کیا جائے یا چھاپا جائے
آگے بڑھ کر معجزہ گاہوں کی ضرورت بھی مٹی ہو چکی ہے
میرا دل بھی تمہارا وہ فیصلہ نہیں کرے جو ہر دلی گمنام کتاب ہے کہ
عجب احمد کو تم نے قتل کیا ہے۔ مجھ نے یہ خون اودھوا دیا۔ یہ
نیکو کھانا غلاف اور عیب احمد کے بوٹ اسی کے اشارے پر
سنا گیا ہے۔
فیصلہ نہیں کرے۔ منکرہ چیزوں کی طرف دیکھا تو اس کے
پیرے رخسار پر آگیا۔

”ملک صاحب! مجھ کو تہ بولیں۔ یہ... یہ چیز کی آپ
کا آدمی امداد سے نکال کر لایا ہے وہ گھمن نے کہا۔
گھمن صاحب...“ نصیر الہاجم نے بھی بھٹی نظروں سے



[illegible][illegible][illegible][illegible]

3

وجہ کچھ اور تھی۔

”کیا وجہ تھی تمہیں نے پوچھا۔“

[illegible]

میں نے اس کے لیے ایک مختصر انٹرویو کر لیا اور اسے دوسرے ایک کانفرنس پر بھیجا۔ میں نے یہ بھی بتا دیا کہ ان کے لیے کیا ہے۔

پھر یہ شیفٹ اسی سے کہیں کہیں دیکھنا ہے۔

وہ پھر میرے پاس تھا۔ وہ لاہور کے ایک اسپتال سے

لاہور آیا تھا۔ اس نے شیفٹ کے مطابق کیل شام کو کھانا کھا

اور لاہور میں اس کے ایک دوست کو پتہ چلا کہ وہ لاہور کے

عالمی بینک میں ایک ایئر کونڈیشننگ کے کام پر تھا۔

میں سنا ہی تھا کہ وہ لاہور میں ہے۔ پھر اس نے شیفٹ

عالم غیب ہے۔
غیب بات ہے کہ پہلے پانچ سو اسی سال پہلے میں
ہم نے شامہ کو شادی کر لی تو اس کے ساتھ بیکہ نہیں تھا۔
وہ وقت اس کی عمرات آٹھ سال کے تھے۔ پہلی شامہ نے
ہم سے کہا کہ اس کے پاس چار ڈاڑھی ہیں جیسے اس کے پاس
ہم کو پانچ ہیں۔ اس کے بارے میں اس کے تاجداروں نے
سوال کیا تو ان کے پاس سے کہیں کوئی نہیں سیکھ سکا
تو بولے کہ پہلے اس کے بارے میں اس کے تاجداروں نے
سوال کیا تو ان کے پاس سے کہیں کوئی نہیں سیکھ سکا
پھر اسے حقائق کو پیش کیا تو انہیں سے ملک صاحب اگر وہ

سچ بول دیتا تو مجھے اسی پر کوئی شک نہ ہوتا میں بوڑھا آدمی ہوں اُن کے بیٹے کو بھی قبول کر لیتا لیکن اُس نے جس صورت بول کر مجھے اپنی پوزیشن پر مزاحمت کر دی ہے۔

”یہ سرٹیفیکیٹ آپ کو کس نے دیا ہے؟ ایم کے نے پوچھا۔
 میری توقع کے مطابق اک نے جواب دیا۔ یہ سرٹیفیکیٹ
 مجھے فاروق نے لکھ دیا تھا۔“

[illegible]

لافظ شام شاہد ہے کہ ہر گھنٹہ پر گھبراہٹ کی نصیحت کر رہا ہے انسان
 اپنے آپ کو کم کے لیے کرتا ہے شجاعت میں پڑنے کے لیے نہیں کرتا
 "خدا تے سینا کیا ہے شام کو ہر بات میں تھی کہ
 شہر میں شام کی آپ کو فار کرنے سے گوردا تھا
 میں گفتگو کر رہا ہوں میں ہوں۔ نادانی ہے مجھے سے وعدہ کیا تھا
 شام کے ساتھ اس کی ڈانٹ کر دیا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کرنا
 یاد رکھنا کہ شام کے ساتھ کے ساتھ نہیں کیا
 "یاد رکھنا کہ شام کے ساتھ اس کی ہر بات شام کی شادی سے پہلے
 ملا کر تھی کہ شام کے ساتھ اس کی ہر بات شام کی شادی سے پہلے

مجھے بتا دو کہ پہلے سے حالات کا کچھ معلوم ہو اسی نے جو بیڑہ
 وطن کے کعبہ پر حملہ کر رہا تھا کہ وہ ناقص سے ہی نہ رہی تھی۔
 آپ کو اس کی طرف سے کچھ خبر ہو کر رہا ہوگا اور آپ کو بھی اندازہ
 ہو گا کہ ناقص نے آپ کو کون اپنی بیوی سے بڑی کیا تھا۔
 ملک صاحب! آپ نے یہ جو کچھ میرا پاس کوئی کہہ سکا ہے سنا ہے تھی
 اس کی بڑی بڑی کامیابیوں کا ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ بات میری تھوڑی سی
 باتوں پر مبنی ہے کہ آپ کو بھی پتہ چلا ہو گا۔

ابستہ یہ جو دردہ لڑائی کے میں داخل ہوا اور ایک طرف سے
 روکھ کر خانہ سے واپس چلی گئی۔ یہ میں مدد کو اس کی کمرے

یہ کھرا کہ نبی ہوں مسلمان رکھی تھی۔

حضرت حسینؑ! میں نے سنا ہے کہ آپ کو اپنے فیصلے پر افسوس ہوا
 ہے اور آپ شاید کدو بارہ اپنے گھر میں آباؤ کا ناپا جانتے ہیں مگر کیا یہ
 جتنا ہے؟
 ”خیرین حجاب! میری مائے کوئی خواہش نہیں ہے۔ سچر آپ جلتے ہی
 زمین طلاق کے بعد میری کدو اویس لئے کا طریقہ لکھا مگر وہ ہے؟“

کیا آپ کا شاہد ہے کہ اس کا نام ہے؟
 ہاں، میں کسی ایسی ہی شخص کو دیکھ چکا ہوں۔
 کیا آپ فاروق سے کچھ جانتے تھے؟
 "فاروق میرے سزا کا کارڈ نہیں تھا۔ اس نے اپنا کیس
 اپنے جیسے ہی مل جلایا تھا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے ملے آیا
 تھا اور میرے کمرے میں آکر بیٹھ گیا تھا۔"
 قتل کی واردات، فروری میں ہوئی تھی۔ غالباً فروری کے ابتدائی
 دنوں میں۔ وہ ایک عرصہ تک اس کے ساتھ رہا۔ اس کے بعد اس نے

[illegible]

چاہتے ہوئے لولا۔ میرا خیال ہے کہ کینت تاریخ کو میں لاہور گیا ہوں گا وہاں میں نے اپنی ایک بی بی کا قبولِ انکشاف پشپ مرخت کے لئے لاہور اتھا، وہ نے کینت تھا۔ میرے پاس مرخت کی رسید بھی ہوگی۔ یہ۔ یہاں بھی خرید اتھا۔“

[illegible][illegible]

نور و دلہندہ غنائی کرتے والوں نے میرے اہل خانہ دیکھ کر شادی کے لیے جو بے واپس آگئی ہے میرے تاجیاں لکھ کر دیں والے کی بھی اذیت خانوشی سے گھر پہنچی تھی۔ اہل خانہ میرے شام کے وقت میں میرا چار پانچ سو کیڑا سا ساتھ سے کر کے گھر کے کھسبہ پہنچ گیا۔ دو آدھوں کو میں نے پھیلے دو تانے بڑا دو دو کمان کے کوٹے پر گھر کر دیا۔ میری دھمک کے جواب میں حسب سابق شاہدہ کا کمال سواہر یکم

”معلوم ہو چکا ہے کہ آپ نے سارے جلسے میں بار بار ہی گھر و گھر لیا ہے۔ اس نے تیر کی طرح ڈرائی ہو گیا کہ کیا ہے؟“
”مجھے تو چاہیے کہ شہدادہ لاہور سے واپس آگئی ہے۔“ میں نے کہا۔
”میں اس سے بات...“
”آگئی ہے تو کیا برا ہے آپ اس ترمیم کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟“
وہ ابھی نہیں اس سبب تب تک کہتی ہوئی ہے۔

وہ عورت کہیں کوئی بڑا دراستہ کوڑا نہیں لے سکتی تھی۔
 مٹنے کو دیتے تھے۔ کماؤ کوئی اتالی گروہ نہیں ہوتی ہے۔ قوم کا کماؤ
 انہیں نہیں کیوں میرے پاس رکھو ایک اور بھی موجود رہی ہے۔
 شاہد انہیں میرے لیے بھیجی کہیں کوئی بھی۔ وہ سانسے گئی۔ ماں کو
 ایک طرف مٹاتے ہوئے پوچھی۔ "اب نہ راجا نہیں۔"

شیشک میں قدم رکھنے کے بعد میری ساری کا جائزہ لیا۔ شاہد نے
 میرے اس کی عمر میں میں اس کی بھی ساری کے لیے دو چار حالت میں کی تھی کچھ

[illegible]

سے اصل قابل کون ہے۔ ذرا سوچ کر تاؤ جب عنایت حسینے
 دیار پھانڈ کر حویلی میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں کیا چیز تھی بگڑا سا
 خنجر؟

”اُس کے ہاتھ میں گنداسا بھائی کی بیٹی نے اپنی عمر دیکھا تھا۔
 قریبی دیوار کھڑی سے چھ ساتھ تدم کے فاصلے پر تھی۔ اس
 ت کا کوئی ارکان نہیں تھا کہ وہ اخنت کارنے کھڑی پر پڑا ہوا لڑا سا
 ٹھاٹھا تھا اور شاہد کو بتا میں جلا تھا۔ لہذا ربات سراسر سمجھتی تھی کہ
 وہی مقصود دیوار پر بیکار اندر داخل ہوا تھا۔

”شاید بلی ایہ بتاؤ کہ حب تم نے ایک پڑا سر رکھیں کو
 لڑکے سے فاروق پر حملہ کرتے دیکھا تو تم نے یہ نہیں کیوں نہ نہیں؟
 ”جی... جی! تم نے یہ نہیں ماری تھیں۔ بہت زور سے نہیں
 رکھی تھیں۔“

یہ بھی جھوٹ تھا کہ جسے چھوڑ کر آواز سنائی دے گی۔
 "شاہد بی بی! بتاؤ اگر تم نے کسی گھر گزرنے والے کو گولت
 پڑھو تو کووار دات کے بارے میں بتانا؟"
 "میں... میں خوفزدہ ہو چکی تھی۔ میری کچھ بھی یاد نہ رہا تھا۔"
 "تم نے اپنے زخم کے بارے میں جھوٹ کھلایا؟"
 "جھوٹ! ام... میں نے صبر کرنا نہیں سیکھا!"

[illegible]

وہ بچپن میں روزِ بیکاری کی طرح قریبِ سرِ میٹھی۔
 میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا میں نے تمہارے قازق خانہ
 کے لیے سرج و دارِ نشتہ حاصل کر لیے ہیں۔ تمہیں بھی بے گھر ہے
 خونِ اوتوئیر نے تمہارے گھر سے براہِ روجواں کر کے۔ شاید لیڈی اوتو
 غلامِ قتل کو اس کے بیٹا سے تمہارے غلامِ کافے سے زیادہ شادمان
 اچھی ہو جائے گی۔ ان شادمانوں کی بنا پر ہی تمہارے غلامِ عینِ سودا کو
 بے چراغ کا سنا ہوں۔ مجھے بھی بتا کر کہنے کے نافرمان کو قتلِ شہساز

اواز سے بدبو پھیل گیا۔ ایک سپاہی کو بھیج کر خونخوار کا بھی منگوا لیا۔ سردار سپہ سالار نے میر سے تھوڑے دیر کے بعد پوچھ لیا۔

میں نے کہا: سرورِ عظیم! میں تمہاری کجی کو ناراضی میں رکھنے کے الزام کو غور کرنا کہتا ہوں یہی ہے کہ کوئی قیام نہ کرے باہر سے اور دیکھو۔ آج کی شورش نہ لگتا ہوں کہ اس ساتھ میں تمہیں بھی لگے کہ لوں گا اگر تم چاہتی ہو کہ یہ کام خاموشی سے چھوٹے لڑکی صاحبہ پر دو!

شاہدہ دروازے میں نمودار ہوئی اور مڑی حاجت سے بولی۔
 صاحبہ ایک منٹ کے لیے اندر آجائیں!

[illegible]

کے چار سال تک وہ ملازم رہے جس میں کھڑی پھر روئے گئے۔
 وہ بڑے بھائی کے ساتھ گویں اٹھا لیا اور پہلے لڑکے کو کشت
 کیڑوں میں بھی کھروں سے نکال کر تھے سردار کا بچہ نے
 اس کو اپنے گھر کا خیال رکھنے کی تاکید کی اور شاہد کے ہمراہ
 رہا۔

[illegible]

میں نے شاید جسے کہا "شاہدہ! اب میں اصل کمانی بننا چاہتی ہوں۔"

عربی زبان یاد رکھیں۔ یہ درسی کتاب کی مدد بھی ہے۔
یاد رکھیں کہ ہوش کو نگاہ کی طرح دوا دینا
یعنی چادر زردی کو گرم دالیں کھائے۔ یہ ایک کھجور بھی
دہ باہر چلے۔ آپ نے جاکر کچھ کھجور کھائی
یاد رکھیں کہ تاریخ کو ہم نے کھانڈوں کے کچھ کھجور
تھے۔“

یوں اس کے پاس واقعہ موجود ہو نہ اس کے پاس کیا رہد پر
 تاریخ درج تھی۔ میرے استفسار پر اس نے کہا
 وہ میرے اس دن میں گھر گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ آپ
 نے یہ ٹھوس پروفیشنل دلائل دیوں، انجینئر پمپ کے
 لیے دو تاریخ کو ذکر کیا تھا۔ میں نے وہیں چار تاریخ کو
 ایک میڈل لکھا، ہر میڈل کے ساتھ ایک تاریخ لکھی تھی،
 یہ میڈل اس کے لیے تھے کہ وہ تاریخ کو ذکر کیا تھا۔ میں نے
 کہا کہ میں نے یہ تاریخیں لکھی تھیں، یہ تاریخیں لکھی تھیں۔

[illegible]

وہ لوگ کی کیا منت ہیں جن کے لیے جسے کامیاب کرنا چاہتا ہے؟
 جو کہ جسے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے؟
 بڑی خوبی ہے تفتیش کر کے جواب دینے کے لیے کہہ سکیں
 نہ ملے تو کونسی دکان کے دروازے پر جھونکیں مائل مائل
 ہے پر دروازے پر چھوڑ دوں گا تو کونسی ہے جو چھوڑے گی...
 میں نے کہا کہ آج کی رات آپ
 گزارنا پڑے گا۔
 میں نے کہا کہ آج کی رات آپ
 گزارنا پڑے گا۔

”خدا کے لئے جہاد میں کئی باتیں ہیں جن کی ضمانت میں آپ، دوزخ و جہنم کے اندر آپ، اور اچھا کھانے والے گاہک آپ کو گرفتار کر لیں۔“

”خدا کے لئے جہاد کے بعد میں نے خود اعلان کر دیا ہے کہ میں جہاد میں کئی باتیں ہیں جو اچھی طرح جانتا ہوں۔“ خود اعلان نے کہا۔

”میں اس کو سکتا ہوں کہ جہاد میں کئی باتیں ہیں جو اچھی طرح جانتا ہوں۔“ خود اعلان نے کہا۔

”خدا کے لئے جہاد میں کئی باتیں ہیں جو اچھی طرح جانتا ہوں۔“ خود اعلان نے کہا۔

یہ دیکھ کر اچھا لگا کسی کیسے تو میری چھوڑ گئے ادا کا
اور پوچھ کر میں نے کہا: ”جی ہاں!“
خود کو کہیں میں نے کہا: ”جی ہاں!“
میرے پاس میں نے کہا: ”جی ہاں!“
یہ سب دیکھ کر میں نے کہا: ”جی ہاں!“
خود کو کہیں میں نے کہا: ”جی ہاں!“

اس کے لئے کہ تم کو ہم کا شاہنشاہ ہوگا۔ میں نے یہ سب
 دوفرکریا کر کے اس کے لئے کہاں یہ کیا اس چھری سے آؤ چھین کے دوران
 کیسے گئے؟
 پینٹ ہوئے۔
 تھے۔
 عمارت سے۔

[illegible][illegible]

سستے فاروق کو مل کر دیا۔
 ادب انرا خفا سے دل سے سوچیں۔ میری فاروق
 کو ملنے میں غمی۔ اگر ملنے سے خیر نہ ہو جسے ملے
 تانورہ صبراً۔ غمناک نہ ہو کہ وہ میرا کوڑو نہ ہو چھوڑا۔
 دراز محمد کو ملے۔
 میری غمی
 یہ کسی کو ملے۔
 اگر

اچھے اور برے تہہ در تہہ جگہ سے ملنے میں پائے جاتے
ہیں مگر جو ایک اور شخص میں شریف النفس اور ہمدرد
فہم کے لوگ ایک فی صفت زیادہ نہیں ملے

شہدہ

وہ بوم گمراہ کی ایک خوشگوار شاخ میں بیٹھ کر
کوڑھ کے کان میں پندرہ دے ادا کر کے ہر دن بیٹھا
باجی کر رہا تھا۔ اس دن بھی ایک شخص جس نے کبھی کی ایک بار گمراہ شاخ
اندازاً جھک کر کچھ سونام لیا اور ایک خالی کریم بیج لیا۔ اس نے
چادر میں اسے نہر بیچ لیا تھا۔ تاہم اس کی کسی بیچوں کی جھلک
میں نے دیکھ لی تھی۔ گریوں کے موسم میں چادر اوڑھنے کا مطلب یہ



”تم نے اگلے دن سنا کہ خانہ گلیا ہے۔ یہ شادی کے لئے تیار ہو کر
لے کر بہت ساری خلیا لے کر اور بہت سی لکھنوی خلیا لے کر
اس میں بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر
اور بہت سے لوگ اس خانہ میں لے کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر بیٹھ کر
”خانیہ نے خاصے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے“

شاہدہ کا خیال غمگین ناروق نے سنتے ہی خوشی سے اچھل پڑے
”کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص میں ایک گھوڑا ایک گھوڑا سے تک پیچیدہ
پچھلے چھانے“ تم نے فیصلہ کیا ہے کہ تم مجھے سے شادی کی درخواست
کر رہی ہو؟

شاہدہ نے ناروق کو اس جھپٹ کی خوشی سے محروم رکھنا سب
دیکھا اور کہا: ”تم مجھے کس طرح ناروق! یہ دعا تھا جس نے تم سے
شادی کی درخواست کی۔ کیونکہ میں نے دعا کی درخواست کی تھی
چکی ہوں۔ لہذا میں تم سے شادی کی درخواست کرتی ہوں۔“

یہ سن کر ناروق کا چہرہ ایکسٹرا ایسی ناروق کی خوشی سے متاثر ہوا
”شاہدہ! یہ بہت خوشی ہوں تا کہ اس کے لئے“ بے انتہا خوش
مجھے بھی تھا کہ میں یہ چور روز سنوں گا اور اس یقین کا وہ میرے آرا
تک زندہ ہوں۔ درحقیقت یہ کہ میرا کیا ہوتا ہے۔“

”ناروق! اس شادی کا نام تو اس سے کرنا ہوگا۔ کیونکہ تم جانے
ہی ہو کر۔“
”شادی کا تبادلہ نے فریاد ہے جسے میں کہتا ہوں۔ کسی شادی کی بات
کہہ ہی ہو؟“

”کیا؟ شاہدہ بھئی“ ناروق تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیونکہ
کہہ رہے ہو؟“
”جیسے کہ خوشی اس بات کہ تم نے مجھے سے شادی
کی درخواست کی ہے۔“ ناروق نے ایک ایک لفظ چھپا کر کہا

”اور وہ میری خوشی... جو بہت بڑی خوشی ہے وہ ہے کہ میں
تمہارے ساتھ شادی سے انکار کر رہا ہوں۔ تم میرا کیا ہو کر؟ اور
غور! میرا جان! دولت کی بیکار۔ ناروق تمہارے کسی خود پسند
اور سن فرور کو اس صورت سے بہت پسند ہے۔“

شاہدہ نے مجھے بتا کر کہ وہ بڑی گھٹیا ہوئی۔ اس پر پوچھا
خاری ہو گیا۔ ”کہنے کے قریب بڑا ہوا گھٹیا نا تھا۔... اور اس کے
بہنہ سے کیا باتیں ہو کر اس کے لئے کیا کہنا“

شاہدہ پر دو سال مقدمہ چلے گی اور اس نے ستر تہہ
کی سزا دی۔ بعد میں اس کی گورنر نے کچھ سال بعد عریضہ کو دس سال
قید محض میں تبدیل کر دیا۔



عزت قبل کیا ہے یا کسے میرے بے عزت۔ اس بات کا یقین
میں تھا۔ بیان سننے کے بعد ہی کر سکتا ہوں۔“
میں اسے سارا دن تانوں کا باکیاں لکھا رہا۔ رات کے اس
بجائے اس نے قبل پر کر لیا۔ میں نے اس پر کوئی تفریق نہیں کیا
محنت جو اسے کیا تھا۔

اس نے دیکھ کر ہونے جو واقعہ میرے سامنے بیان کیا وہ
میں اپنے ان افلاکوں میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔
شاہدہ نے مجھے بتا کر کہ وہ ایک انسان اور بہت سے دوست تھا
یہ کہنے سے نہ کہتا تھا۔ میرے ان کے خاندان میں کافی پتلی کیونکہ وہ اپنے

باپ کے گھر کے لئے سے بھر پور تھا۔ میں نے سنا تھا۔ شاہدہ کو ایک
اچھا شہر میں ایک نیک انسان کی طرح دیکھا تھا۔ شاہدہ کو ایک
ناروق کو اپنے گھر کے لئے باوجود اس سے شادی پر راضی نہ ہوں۔
اسے ناروق کی بات سب سے اچھی تھی۔ یہ کہہ کر ناروق نے اس

کے اگلا ناروق دیکھ کر باوجود اس کے لئے میں بھی نہیں
کہا تھا۔ وہ بہت محنت اور محنت کے ساتھ تھا۔ وہ بہت محنت
گھر کے بارگاہ کے دروازے سے بھی اس کے لئے کھلے رکھتا تھا۔ یہ بات
شاہدہ بہت اچھی لگتی تھی۔

یہ بات واقعی شاہدہ نے کئی کئی بار وہ ایک غمی دستہ دنگل
قلبی کے ساتھ شادی کر کے اپنی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لہذا
نے اس بات پر رد عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔

شاہدہ نے بتا کر کہ ناروق اسے دیکھا تو شادی کا بیجا مروت
رہتا تھا۔ اس کی سب کی سب باتیں سننے سے ٹھیک ہوتی تو ناروق نے
شادی کی بارگاہ رات کو نہات نہیں کی۔ حالانکہ شاہدہ نے اسے بھی طرح
چاہتی تھی۔ ناروق نے بہت محنت اس کی وجہ سے شادی نہیں کی تھی۔

محنت میں سے غلامی جانے کے بعد شاہدہ نے میری کیا کر
دو بچوں اور دو افلاکوں کو وہ سب اسے ناروق سے بہتر کوئی
رشتہ نہیں ہے۔ لہذا وہ اس بات کا انکار کرتی تھی۔ یہ کہ ناروق اسے
شادی کا بیجا مروت دیکھ کر اسے ناروق سے کسی تیل و جنت کے بعد راضی

ہو جائے۔ ناروق کی یہ غرض اور مثال موت ہے اس کے دل میں غم
ساگندہ نہیں پیدا کر دیا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ شاہدہ شادی کے لیے
ہاں کرے گی تو ناروق پر اس کا سنا سنا اور ناروق خوشی سے نہ

ہو جائے گا۔
”میں فروری کو اسے اس کے لئے ناروق سے کہا۔
ناروق! آج میں تمہیں ایک بہت بڑی خوشی سنا رہا ہوں۔ یہ
جو جو؟“
ناروق نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ تم نے شادی کا فیصلہ
کر لیا ہے۔“

ہے کہ تمہارا پیشہ ڈکیتی ہے مگر میرا دل کتاب ہے کہ تم مجھے یا دوس نہیں کہ
گئے۔ میں نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے کہ تم طیار اور وعدہ وفا کرنے والے

مرد و عورتیں جنھوں پر بھیجے تھے، تاکہ وہ اپنی سرپرستی میں قبول فرمائیں۔ یہ نوکرانہ کی بات، جسے خدا سادہ مشعر ہے۔ یہی سچا چاہی ہو، تم مجھے اور میرا ذکر، اور نوکر کو سو قلع میں قیام فراہم کر دوں گی؟
 عقیقہ اور رجا کو انھوں نے ان کی بات کو لے کر لے کر کہا: "ہاں؟"
 یہی سچا چاہی ہو، تم مجھے اور میرا ذکر، اور نوکر کو سو قلع میں قیام فراہم کر دوں گی؟
 عقیقہ اور رجا کو انھوں نے ان کی بات کو لے کر لے کر کہا: "ہاں؟"
 یہی سچا چاہی ہو، تم مجھے اور میرا ذکر، اور نوکر کو سو قلع میں قیام فراہم کر دوں گی؟
 عقیقہ اور رجا کو انھوں نے ان کی بات کو لے کر لے کر کہا: "ہاں؟"

خود ہوا قدرتی حکم
 کی نیل کیا کرتا
 سب نے نہاس کے
 اودھ کر لیا۔
 جو دوسرے کے

جہاں چھوڑ دی تھی ہمارے ساتھ کیا تھا؟
 ۱۰۰ سال پہلے، ہم نے اپنے ہاتھ میں ایک سادہ جوتہ

ہو سکتی ہے۔ دوسری بات میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو کاشک جو یہی دوسرے پر جائے۔ ان دونوں چیزوں کی آپس میں بڑی سخت دشمنی ہے۔ شک کو جبر سے دونوں کا آپس میں ضرور ٹکراؤ ہوگا!

دو دنوں کا انوکھا سفر ہو گا؟
 یہاں سے روز قیامے جاؤں گی اندر یہاں سے اس ساتھ ناگے میں وہاں
 آؤں گی۔ یہی تھیں اس نے پہلے ہر کام کے بارے میں دوچار روز پہلے بتا
 گی۔ تم اپنے آدیں کو کھینچنا۔ وہ راستے میں کہیں انوکھا کر لیں۔

[illegible]

جنگجو کے لئے ایک نیا حربہ کارروائی بن گیا۔ ان کے ہاتھوں میں تو کھنجر اور تلوار تھیں، لیکن ان کے دل میں تو گولیوں کی گرج تھی۔ ان کے ہاتھوں میں تو کھنجر اور تلوار تھیں، لیکن ان کے دل میں تو گولیوں کی گرج تھی۔ ان کے ہاتھوں میں تو کھنجر اور تلوار تھیں، لیکن ان کے دل میں تو گولیوں کی گرج تھی۔

[illegible]

مجھے ٹینک میں بٹھایا اور تیار کیا کہ اس کا بیٹا قاتلوں کے چنگل سے چھوٹ کر گھر پہنچ گئے۔

یہاں اس کے سنے آ جا ہوں، میں نے کہا: اُسے یہاں بلاؤ
وہ اندر گیا اور ماہرہ بنو بلو بلا یا اس نے شروع دنگ کا کچھ
سروٹ پس رکھا تھا وہ چپٹیں تانبے کی سال کی ایک سین خاتون تھی۔
تاہم اس کے چہرے پر ایک خالص قسم کا رعب اور بنگالیائی جاتی تھی۔
یہ بنگالی ان حالات کی مروجہ منت معلوم ہوئی تھی جس سے وہ گورکرائی
خبردار ہوئے۔

میں نے کسی کلمات کے بعد کہا "صادقہ بیگم! میں اس کو ان کی کمائی
 سننے آیا ہوں"

وہ چند لمحوں تک سر جھکا کر بیٹھی رہی پھر بولی: "میں ہی اؤٹرن
 کے فضل اور مال باپ کے دعاؤں کے فضل پر کھڑے ہو گئی ہوں۔ لوگوں
 نے ہمارا جو شر کیا ہے، اُسے میں ہی جاتی ہوں۔ کوئی شریت ملے گی انہی

زبان سے یہ کہانی میں سناسنی
 "کہانی تو حسین سنا رہی ہے کہ یہ پولیس کیس بے لور
 دیکھنا بھی ڈاکوؤں کے قبضے میں ہے"
 "اُس کی ایک لنگ قابل دید ہے کہ اس بات کا ذرا بھی احساس نہیں

آپ کو یہ قول معلوم ہی ہو گا کہ ہمیں آپ کو اس طرح اغوا کیا گیا تھا، اس نے کہا: ہاں، جو واقعات میں آدھ میں آپ کو حجاز سے لے کر آج تک کے حالات معلوم ہیں، ان کے پاس رول اور راجہ ہے، ان سے اغوا کرنے کے بعد وہ ہمیں ایک ویران سے ڈیرے پر لے گئے۔

اور ایک ٹھوٹھی میں بند کر دیا۔ ان کی مجلس بڑی خوشحال تھی۔ انھوں نے اپنے ہم وطنوں کو بھی بلایا اور ان کے ساتھ بھی رہ گئے۔

یہ ہے۔ بالوں میں دھواں ڈال کر انھیں خراب کر دیا اور نہ باقی تھوڑے حصے
 کی بنا پر ان کی اجازت نہیں دی۔ وہ اپنے گھوڑے رات کی کوئیں چھوڑ آئے
 تھے۔ ہم نے ان کے علم پر سو فی جاہلوں کے گھونگٹ نکال دیے
 اور خود ان کے پہلو میں بس سوار ہو گئے۔ یہی نذرک وہ وہی محتاط تھوڑے
 حصے پر کرتے تھے۔ ان کی چاک جھیر لائیو میچوں کی طرح ساگول ادا

ہود شمال تھے۔ وہ ہمیں زیادہ تر پہاڑوں میں رکھتے تھے۔ لاہور
سینٹر پر مجھے فرار دینے کا موقع مل گیا۔ وہ ہمیں زمین میں سوار
رانے کے لیے اسٹیشن پر لے گئے تھے۔ میں بیچڑ میں موقع پا کر
ہزار ہو گئی۔ کیا نہ کا مجھے کچھ بتائیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال

یہ دنیا کھڑے ہونے کے لیے ایک تباہ کاری عشت کے گامور ایک ایک حسین و دلکش خلیفہ، جس سے مصروف ہونا آپ یہ پسند نہیں لیکن ان کے لیے جو چشم بہنار کھلتے ہیں، وہ ایک عینیت کا حصہ تھو کہہ نہیں۔

سراجِ حیات

حیات

پیشوا دیکھتے وقت ہوا تو

دولت مند کا عفت والا دینا کا سرشار تھی

یہ کہ ایک کسان کا نام تھا، مگر انھوں نے حوں سے آٹھ لاکھ روپے

بات بول دیا تھے، یہی تعجب کی بات تھی کہ وہ وقت آئے وہ لاکھ اور بھی



ہے۔ یہ جس کے منصوبے کا عمل میں ہے؟

”ایک لمحہ سے دو گنا ہو کر ڈیڑھ گنا زیادہ سزا دینا پڑے گا۔“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”پھر کون سی سزا دیں گی؟“

”مادرِ بیکار کی ایک بھینچ ہو کر میں تمہاری اس کمانی پر یقین کرنا

گاؤ میں ہے۔“

”وچرنگا کی سیر کی طرف دیکھتے گئی، بولی: میں آپ کا مطلب

میں سمجھتی ہوں۔“

”کوسے میں آس کے دل بہانے کا مادہ اس کی بھلائی کا پتہ

تھی۔ یہ سب کچھ میری بات سن کر پریشان ہو گئے تھے۔ وہ لوگ

صادق کے منصوبے سے بے خبر معلوم ہو گئے تھے۔

”میں نے عادیہ کو قتل کر دیا تھا۔“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”جی...“

”اور تم کہاں رہتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔

عباسی ایک دولت مند شخص ہے۔

بجھول جاتے ہیں کہ اُن کا عیش و آرام اسی ہاتھ کے کام ہوں وقت ہے۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ رخصت ہونے والے دن وہ دولت باغ نظر بندوں سے کمانی تھی یا ناگاہاً نظر بندوں سے۔

مجا میں آپ کے حملے نے ایک ایسے ہی بوڑھے شخص کا احوال پیش کرنا چاہتا ہوں۔

[illegible]

دوسری برائی اس کی یہ تھی کہ اس نے ناجائز ذرائع سے دولت
بر جمالی، کوئی انسان نہ تو ملے گا، چھاپوں کا مجموعہ ہے اور
یہ کسی عمل برائینوں کا۔ ان باتوں سے قطع نظر اولاد کا بہرہ صورت یہ
مرض ہے کہ وہ والدین کی بڑھاپے کی خدمت کرے۔
اور جب نیک جمالی کسی سے میر کی پہلی ملاقات اسپتال میں

رات کے نوں سو بجے مجھے اطلاع ملی کہ ایک بوڑھے شخص اس کے گھر والوں نے نہ خرچ نہ دیا ہے اور وہ جان کنی کے عالم میں ہسپتال میں پڑا ہے۔ دو آدمیوں کو ساتھ لے کر فوراً ہسپتال پہنچا۔ فوراً ہی اس کا بعدہ صاف کرنے کے عمل میں مصروف تھے اس لیے میں اس کا کرکٹ پڑا۔ ہسپتال میں عباسی کے چند رشتہ دار موجود تھے اور

ایک بارش شخص جس کی عمر پچیس سال کے گندہک تھی مجھے
 ہارن کے گاؤں اور شہر گمات کے بعد بولوا تھا یہ صاحب امیر
 انور عباسی ہے یہ علی صاحب کا بیٹا بول
 میں نے حیرت سے اس کا جائزہ لیا اس کا لباس بولوا رنگ
 نرول بال زیادہ تر سفید اور صحت حامی کمزور تھی اس کے چہرے
 نرول فانی علامات پانی جاتی تھیں، ملاح کہ مجھے بتایا تھا کہ

عباسی ایک بدولت شخص ہے۔

”تم آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی کوئی بیوی نہ رہ رہ رہا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ آپ نے اسے ترک کر دیا، اس کا یہ کہنا کہ آپ کو اس کی یاد نہیں ہے۔“

”میں نے قریب سے اس کی بات سن لی اور سوچا کہ تمہارا مطلب ہے کہ میری حرکت تمہاری مثال اور تمہارے خیال کی ہے؟“

”میں جانتا ہوں کہ آپ کی مثال اور وہاں کیا ہے؟“ اس نے جھکا سانس دیا

”اے خدا! آپ کو دیکھنا شوق ہے۔“ خداوند نے اس کا دماغ میں دیا

”اس صورت کا؟“ چنانچہ اس نے ہنسی بھر کر سر ہرجائی اس کا نام ہے اس کے

”کا نام ہے۔“ اس نے ہنسی بھر کر لائی۔ ”میں جانتا ہوں کہ آپ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔“

”میں سر ہرجائی ہوں۔“

”اور ہر ماسی ایسے تھکے اے اچھے کے شجر کو نسب سے کٹا کر بیس ہے۔“ محمد نے کہا۔ ”تو کہنے سے اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اگر وہ تھکے ہوئے ماسی مال یا بیس تھے جانی گئے وہ یہ ہے؟“

”ثبوت تو کوئی نہیں ہے۔ جی۔ نہ اس نے جواب دیا۔ نہ کوئی ظاہر ہے کہ وہ کھانا کھا یا بیس کھا۔ نہ ان کے ہاتھ پر کچھ ایسی شے ہے جو ان کو اس سے حرکت کو روکتی ہو۔ بلکہ ان کے ہاتھ پر کوئی شے نہیں ہے۔“

”کھانا پکایا تھا؟“ میں نے پوچھا۔ اور کس نے
 کھلایا تھا؟“

”مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا: ”آجی نے ہمیں جوئی بدر کر رکھا ہے۔ ہم جوئی میں قدم نہیں رکھ سکتے، جم دم بھانی ہیں۔“

عربی میں کون دہا رہتا ہے۔ کیسے بڑی چلچل
عربی میں کون کون کا مانگیں اس کی بولی کیونکہ اور اس کے
عربی میں سنسنی دہا رہتی ہے۔ شاید ایک بڑی مضمی طرز میں ہے شگفتہ
کی ماں کو کسی آجی طلاق ہے کیسے اس کی ماں کا نام بڑی بڑی ہے
اس نے دوسرا آدمی کر لیا ہے شگفتہ ان کے ساتھ کی ہوئے ہے بڑی
اور اس کے چاند کے ساتھ

منامیاجیدہ سلسلہ ہے۔ میں نے کہا: کہ تباہی کے کوئی
 حال نہیں ہے، کیونکہ میرا واسطہ اس کی سوانحی میں مختصر رہی ہے۔
 سرحدوں کا نام نہ نہیں لیا۔ یہ صورت کہاں رہتی ہے؟
 یہ ایک کھلے کانی ہے۔ سرحدوں آج کے ایک سادہ نقشے کے
 ساتھ رہ رہی ہے۔ اب آج کے ساتھ اس کی بنی ہوئی ہے لیکن چوری
 پیچھے چلی جھانسی ہے۔ بکرا زادہ دھرم چند ہے۔

”اور تم کہاں رہتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔
 میں نے اس کے ساتھ گھس رہا ہوں۔ اس نے جواب دیا: ”اُدھر
 فز کے محلے میں ہمارا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔“

[illegible]

ایک روز خیر علی کے کہ قریب ایک سو گواہ
 تھے انھیں جہاد سے بلایا گیا تھا۔ ان کے ساتھ
 تھے ان کے اہل خانہ اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ
 تھے ان کے اہل خانہ اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ
 تھے ان کے اہل خانہ اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ

یہ حال ہے آج کل کی اولاد کا کہ باپ تو ان کے

میرا ہر ایک اہل نوجوانی نے سچا ملک کا سچا ٹماڑا واڑہ کھولا۔

[illegible]

یہاں پر دیکھا تھا عورت کی جو بنیاس سال سے اوپر نظر آتی تھی۔ خاص طور پر عورت معلوم ہوتی تھی وہ مسلسل کڑی نظر سے دیکھ کر کہتے تھے کہ میں نے اس سے پہلے دیکھا ہے۔

پوچھتا ہے: "صبح اگر چہ تین ہفت روزہ کے نام کر رہے ہیں
میں نے ایک سیاہی سے کہا: "خود
ساتھ لے کر چلے آؤ۔"

”حضورِ وِلاۃٔ مسند کیا ہے؟“ فوجیوں میں سے اُس کا گریبان مضبوطی سے تھکس ڈالیں اور کمانڈر کو مسندِ قیوم بننے کی کوشش مت کرو۔ نام کیا ہے تمہارا؟“ دیکھیں جناب! آپ گریبان چھتھو تو نہیں کیا؟ میرا نام عالمگیر عباسی ہے۔“ پھر یہ تاؤ ملے گی بات کیا ہے؟“ بچے پر کیوں غم کرو ہے میں؟“

ابو جحیفہؓ کا ہر روز سحر شروع ہوتا تھا۔

دو تعداد میں سات آٹھ تھے، ان میں غلام شگفتہ، ایک بوڑھی ملازمہ، ایک دو سالہ سالہ مرد شامل تھا، اُس کا نام اشتیاق علی

بنایا گیا کہ وہ ملازم ہے میں وہ گویا ہے
اور ملازم نہیں ملتا تھا
میں نے اسے ایسا آئی کے ہمراہ

لیا وہاں جا کر کمرے میں بیٹھ کر لکھنے لگا۔

سائنس موجود تھا، جیگر میں چند کی لمبی عرصہ

"اسے ایسا آئی ہے کہ" ایک صاحب

بہت بڑی میٹ کے لیے محفوظ کر لینا چاہا

لیکن میرے خیال میں اس کا کچھ نہ

لکھنے میں نہ ہر جتنا توھر کے تمام افراد پر

جس کے کھانے ہاں کی کسی چیز میں لگا

[illegible]

(b)

کواندہ لانا۔ جلد صاحب کا وقت بہت قریب ہے۔
اُس نے گنا کر لئے کالے تھے، ان میں داغ تھا۔ کبھی سے
باہر گیا اور وہ لوہا پر شکر کا تار لایا۔

عاشق نے سہا سون کو گناہ گناہ کرنا دیکھ کر ہاتھ بٹا کر دیکھ کر
معلوم کیا کہ آپ کی سون کے برابر ہے۔ پھر سون نے کہا کہ خدا اور
زادہ کا ہے۔ اس کے برابر ہاں صحت پر شکر کے گناہات میں جو ہیں
آپ کی سون کو یہ دیکھا کہ شکر کے گناہات دیکھ کر یہ تیار ہے کہ
دوسری سون کی ہے، لیکن اس کے ہاں کے برابر ہے۔ اس کے خلاف تھا
یہ دیکھا کہ آپ کا پیغمبر دیکھ کر کہہ دیتا ہے۔
میرے گناہ بہت کم ہیں، لیکن آپ کے گناہ تو بڑے ہیں۔ یہ کہنے سے
کی قدر ہو کر سون کے سامنے کھڑی ہو کر اپنی تھاکر کہہ دیتا ہے۔
کی خاطر ہو کہ بات نہ ہو، مگر کبھی ایک سون نے کہا تھا۔
عاشق نے صحت سنا کر اپنی تھاکر کہہ دیتا ہے۔
پھر خداوند ہوا کی طرف سے کہتا ہے کہ اس کے خلاف ہے۔
کیونکہ شکر کے گناہات میں سون کا ہونا ہے۔ دلائل میں شکر
کرنے کی گنجین ہے۔ دلائل میں شکر کرنے کے کوئی گناہ نہیں
ہاں کہ سون کا ہونا کر دیا۔
عاشق نے دیکھ کر ہوا پر شکر اور اس کا اپنا کوئی پریشان
کھڑا تھا۔

”سرا جلدی کریں“ اُس نے کہا۔ ہمارے گناہات کا شمار ہے کہ
ہو گی۔
”اگر میں عداوت میں ہوں، تو سون کا ہونا، عاشق نے کہا۔
کہنے سے دوسری سون نے کہا۔
اس کا جواب دیکھ کر اس کے خلاف میں ہونے لگی تھی۔
اُسے کوئی تھاکر نہیں مل سکا تھا۔ اُس نے کہا کہ ایک گناہ
شکر کے گناہات میں کیونکہ شکر کرنے سے خوشی ہے۔ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔
اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔
اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔
اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

کی سلسلہ ہے۔
ہو گیا۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

ہو گیا اور شکر کرنے لگا۔
سرا جلدی کریں۔ اُس نے کہا۔ ہمارے گناہات کا شمار ہے کہ
ہو گی۔
”اگر میں عداوت میں ہوں، تو سون کا ہونا، عاشق نے کہا۔
کہنے سے دوسری سون نے کہا۔
اس کا جواب دیکھ کر اس کے خلاف میں ہونے لگی تھی۔
اُسے کوئی تھاکر نہیں مل سکا تھا۔ اُس نے کہا کہ ایک گناہ
شکر کے گناہات میں کیونکہ شکر کرنے سے خوشی ہے۔ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

اُس کے سامنے یہ بہت سی باتیں ہیں کہ کیا چاہا جائے۔
عزت میں کہہ دیتا ہے۔ دلائل میں کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے۔ اُس نے عاشق کو شکر کیا کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے خلاف
کہہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کہہ دیتا ہے۔

فائل نے پہلے سے متعلق کیا اور جب یہ جلیغیں سن کر اس کا شور بہاں پہنچا تو فائل نے اسے بھی قتل کر دیا۔
 "ہاں ایسا ہرگز ممکن ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن یہ فحش اور مکاری والا سلاخہ کچھ نہیں لگتا۔"

میں جتنا کبھی بھی اس دور پر نگاہیں مرکوز کرنا چاہوں کہ اس نے اسے کیا ہی
 موت کی لاش بنیے تھی، اس لیے واضح طور پر پہلے سے نقل کیا گیا تھا
 اسے اس آئی فوٹا جس صورت حال پر کافی غور کرنا تھا کہ وہ بولا۔
 صاحب مہم پر ہوتا ہے کہ حکومت ہانچی خانے میں آگئی تھی...

”اسے مرنے پر بھی نہیں دے لے اسپتال بھجولیا ہے۔“ والدہ
جواب دیا۔ ”اُس کی حالت خطرے سے باہر ہے، نئے دواؤں نے
اُس کے زخم پر پٹی باندھ دی تھی۔“
اُن دنوں نے النہی ہمدردی کا صمیم مظاہر کیا تھا۔ عجز و کسر

ان کو نور نے الہی ہمدردی کا صمیم مظاہر کیا تھا۔ بزم کو سنا
 حالت کا کام ہے اور اگر ہم زخمی ہو تو ہم جہم میں اس کا حق ہے۔
 کل ایسے سانحہ ہو چکے ہیں جسے ہم کہہ سکتے ہیں ایسے ہیڈ ٹرائٹ ہو جا
 تو لوگ ڈرنا شروع ہو چکے کہ مارنا شروع کر دیے ہیں۔ مارا کر دھو
 دیتے ہیں۔ حالانکہ ہر مسکنا کہہ کر قصور اس بچہ کو بوجھ چاک
 کے لئے لایا جاوے۔

بہر حال، حوالہ کی گزرائی ساری بات سننے کے بعد میری
ساتھ لیا اور قوس پر پہنچ گیا۔ وہاں ایک لمبے ایس آئی اور چند
بیلے سے موجود تھے۔ یہاں کے بار خاصہ آوارہ مالگ جھنڈ

مگر کماندے رونے پٹینے کی آوازیں آرہی تھیں۔

اور دوائی کھول کر دیکھی تھی، تمام ہیچمک لاشوں کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکا، کاش کاش خا خا ہٹا دیتا تھا اور باؤچی خانہ ران لاشی کھڑو ہٹ کر رہتا، چارواغ، اس کا سناڑا ایک رو روئیے کے کوسے کے برابر ماسی دور دور ہٹا دیتے اور ایک کھوکھی کی ایک چھوٹی ماس کھوکھی کے کان کی طرف کھلتی تھی، واضح طور پر یہ اہل خانہ کے پڑوسر لائے تھے، شکر اور شکر تھے، اب وقت بیکڑ کی نہ تھی۔

لاشیں نہ نکالتے قتل کے باوجود جانے کے سطر میں چڑھ کر تھیں۔
 قتل میں نہ سننے یا یہ کہہ کر قتل کے لیے دو چیزیں، استعمال کا
 مقصد، ان میں سے ایک کو گوشت کھانے کی غرض سے چھری تھی اور
 دوسری جانے کے ایک کھڑکی تھی۔ وہ دونوں میں خاصی لمبائی کھڑکی
 نہ تھی۔ نہ صرف میں ڈالنے والی تھی۔ اگر قابل ایک تھا تو سہ سے قتل کے
 دو چیزیں کیں استعمال کی تھیں۔

اس مختصر مقصد کے لیے آپ کو لاٹھوں کی کیت سے
 خدمت کی لاٹھوں کی لاٹھ کے نیچے دینی ہوئی تھی۔ پوری طرح بنا
 ہونے والی تھی اور پھر پتہ چل گیا کہ اس کے لیے
 اور پھر پتہ چلتا ہے کہ ہم پر بھیجی گئی تھی اور اس
 اس کی بات سن کر میں کوئی چلا ہوا تھا۔ جتنا کہ پوری مرد کے
 پر بھیجی تھی۔

جرایم کی دنیا بڑی بھیاںک دینا ہے
لیکن اس کے قصے پڑھنے والوں
کو بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ تو ایسے ایک بار مجھ جراحم کی دنیا
میں چلتے ہیں۔ پڑھنے والے اور پرفانی یاد رہے۔

وہ کوہ مبارک سے جتنا دلی وابستہ رہا، دلت سے گراؤ ہو جتنا قدرے
سے بیگانہ نظر کر لیا، ایک دہوارات پر مبنی ہے اور گشت کرنے والی
پایس پلٹنے والی تھاں کو فرنگز کو لیا ہے، مجھے یاد ہے کہ ایک رستہ پر
لیاں چکا تھا اور..... جینت سے پہلے والی بڑھو گشت سے
وہ بار تھا۔ اس خاص سے بڑھو گشت کو فرنگز کو لیا ہے اور گشت کرنے
نہیں کیے جاتے تھے جن کو کھانا دلت کے رستہ اور ڈرامے کی پلٹ پر چال
ان کو لے دیا جاتا، بھری سے چلنے سے کہ وہ پلٹا اور چلنے سے پہلے

جس کو اللہ نے مہم کو گرفتار کیا تھا وہ بہت خوش تھا۔
اس نے مجھے بتایا کہ وہ حمل کے مطابق گشت پر تھا۔ اُس کے ساتھ

لک چکا ہے۔ یہاں تک کہ سن ۱۹۸۱ء میں اس کی تیار کردہ فلمیں بھی
ایک ایک ملک کے اندر سے دودھ... پھر سو... ایک آواز میں بولیں
ساتھ میں دھڑکنے والی آواز میں سنائی دی۔ جیلاخانہ اس کے ساتھ مکان کے
موجودہ پتہ پر آواز کی ایک جگہ پر دوڑا اور جیلاخانہ اس کے ساتھ شے
سے سرواڑے کر لیا۔ ایک ایک دوڑا اور جیلاخانہ اس کے ساتھ شے
پس کو کھینچ کر آواز کی آواز سے اپنے اندر سے تھک کر لیا۔ جیلاخانہ
بچھ کر دوڑا اور اسے لکھ کر دیا۔ لیکن میں دیر سے اچھے ہوئے تھے۔

دوسرے دن لاہور کے ایک تاجر نے صاحب کو بلایا اور دوسرے دن کے روز پر
 چھوڑ گئی کہ کوئی غلطی ہو چکی ہو کہ آؤں تھا۔ اس کے لیے آواز دینا
 مشکل تھا۔ وہ لاہور دھڑے کی طرف دوڑا اور جیسے پہنچ کر کھڑے
 ہوئے وہ پلے اور ٹانگ دی پھر خانہ کو دیکھا خانہ کو کھوک اس مضمحل
 صورت پر آواز دے پلے سے صاحب کو بلاتا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ یہ قابل ہے
 سے بچو۔۔۔ اس نے قتل کر دیا ہے یہ جلے نہ پلے۔ گولی لڑ گئی

یہ سب کی اور وہ دیکھ کر تھیم کر گئی، خود اسے فارغی کی آواز سن کر چلا گیا۔
 چاہا کہ کچھ سوچے مگر ایک نوجوان جوڑے نے اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔
 وہ قریب سے اس کی طرف دیکھ کر اسے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اس نے
 یہ سب دیکھا ہے۔
 اس نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اس نے یہ سب دیکھا ہے۔
 اس نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اس نے یہ سب دیکھا ہے۔

میں نے والد کے پوچھا: ”مزم کہاں ہے؟“



بندگی
گی
بجائے
کے
وضاحت
ہیں کہ

کی عمر تئیں
کا چہرہ
عورت
ہمت
پہن رکھے
چاہتا تھا
اور کانوں
پر یا کلائیوں

قَالَ تَعَالَى
تَعَالَى وَكَانُوا
نَافِلِينَ
سَاطِرِينَ
مُؤْمِنِينَ
وَمِنْهُمْ
مَنْ كَفَرَ
بِآيَاتِنَا
وَمِنْهُمْ
مَنْ هُوَ
كَافِرٌ
بِآيَاتِنَا
وَمِنْهُمْ
مَنْ هُوَ
كَافِرٌ
بِآيَاتِنَا

تو وہ حوالدار کے
تھیں چوبیس
کھنڈی ہوئی
بتایا کہ اس کی
گزشتہ رات میں
اس واردات سے
78

[illegible][illegible][illegible][illegible]

اولیٰ اس نے نہیں کی، چنانچہ علیؑ اس کی خلافت کی کوئی شے
مختلفہ ہے، مذاقِ سابقہ ساتھ کہہ جاؤ کہ آپؐ کی بیٹی سرہانہ چوکی
میں سے بیٹے کو کر دیں۔ اس کی کمال اور خوشگوار حالت ہوتی ہے۔
تو جب اس کے کسی دشمن کو بتائے کہ میں نے، تب اس کی کمال
کے لئے یہی حکمت ہے۔

”میرا جناب! خداوندِ عالم سے یہ قرار ہوتا ہے کہ جو خدا کا لگا
ہے۔ جس کے کلمہ“ دوسری بات ہے کہ اس کے ہوتی غلط
انسانی سے کام لے۔ یہی حکمت ہوتی، انشراح میں ہیں جو ہوتی،
اس سے جوڑ نہیں لیں۔ یہاں اپنے سے جو دشمن اور یہی حکمت
ہو گئی ہے۔

”جناب! آپ اس سے میرے سامنے جو گھر کے میرے

”رُخ تمھاری طرف پوچھا ہے۔“

فرمان کرتے ہیں، وہ نمائندے کی مجلس میں رہتی تھی اور اکثر وہ بیٹریاں
 کے کمرے جاتی تھی، وہ ہر ایک کتاب میں رکھ کر لاتی تھی اور بڑی
 بازاروں سے متاثر ہو کر رہتا تھا۔
 نمائندے وہ رقم بٹھا تو اس کے جسم پر شرعی عورت کی اس
 میں گھسا تھا۔

آپ نہایت حسین نہایت ذہین اور اعلیٰ

کردار کی مالک ایک قابل پرستش خاتون میں۔ میں

نے جب سے آپ کو مل گیا ہے، میرا دل میرے اختیار

بھتے۔ میری ایک بیوی اسی خواہش لاری کر

دی۔ آپ کے گھر کی جو گھڑکی مغرب کی طرف کھتی

ہے، آج دوپہر کو ٹھیک دو بجے چنڈ منٹ کے

یہ اس میں کھڑی ہو جائیں۔ آپ کو دیکھ کر آپ

آپ نے ان حاکموں پر سارے سوچے ہیں آجائے گا۔

نے کامفیون ظاہر کرتا تھا کہ لیکن والا کوئی معقول اور مہذب

لعل تمنا رقعہ پڑھ کر متناز کو خفتہ بھی آیا اور اچھا بھی لگا۔

اس نے روپی سے پوچھا کہ وہ رقعہ اسے کس نے دیا تھا؟

نہن چچائے دیلے۔ " روبری نے سلائی سے جواب دیا۔

”اچھا.... تو یہ تمہارے حوا کی کھڑکی سے؟“ ممتاز نے کہا۔

حضرت کا نام غنم ہے۔ کیا یہ تمھارے گھر میں رہتے ہیں؟

یہ سچا اصلی چمپا خٹوڑ ہے ہی ہیں۔ ”روہی نے کہا۔

۱۔ غم کے پاس رہتے ہیں۔ انھوں نے خود ہی اپنا نام غم

نہاں ہو جسے بوجھ ہو چھا۔ یہ تھا کہ رجن جا کہے آدمی ہرے

ہاں! میں دھورت کیسی ہے؟“

”بہت پیارے میں... مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔“

تاریخ کریم کریم کے بارے میں پوچھنے لگی۔

وہ اپنے جوابات سے بوقتے سے آیا وہ یہ کہ اس

اس لیے اس کے خوبصورت ہال سرونق پیشانی پر بکھرے

مہ نہیں اُڑوہ بہت ہی مہنس مجھ اور نہ دل آدمی ہے یہ

انہوں نے ایڈریل محبوب کا نقشہ تھا۔ اس نے رقبے کو کئی بار پڑھا

۱۰۰ ہجرت کے لیے تیار ہوئے اور جنگ کے بعد واپس آئے۔

۱۔ عمر کوئی ایسا شخص نظر نہیں آیا جو رومی کے تلامذہ میں

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

[illegible]

تو جو دھری سے پیسے کھائے بیٹھا تھا، اُس نے بھادر کو دیکھ کر
 شہرہ دیا جو دھری کے مفاد میں جانا تھا۔

سرزمینِ بانی کو بھورا مار کر شہرِ اطمینان بنا لیں۔
 رخصت ہوئے جیسے چور دھپے سے سرزمینِ لاری لے کر نکلے
 سچے لکڑی کے گاؤں کا پتہ نہ ہو گا۔ کادو کو کھانے کی پانپان
 چاہیے کہ انشعل میں کھک ہے۔ بات سچ بھی تو وہ غصے میں ہیں
 عرب کا ہے گا۔
 دھول سے تازہ دار لک کا دھک کا اور چمک دھری اچھی کا پانی کا
 خوشبو دار ہے۔ یہ رخصت ہو گئی۔

میں نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ کرن کو لوگ کھٹہ سے دنیا کی فراخی دکھانا ہے۔ ان میں سے بعض عورتوں پر علم کے ایک خاص تخت مسکور کرتے ہیں، اور ان بات کی ان کی والدین کی کوئی کائنات کا نسب ایک ایک درخت کے علویں پر اٹھیں پکڑنے والے۔

اپنے قریبی کی دوسری کار کا انتظام کرنے کے لیے جو دھڑی
 غلام کا دس روپے دے گا۔ یہ سب ان کے لیے اور سب خوشی کے لیے
 اُسے دس روپے دے گا۔ یہ سب ان کے لیے اور سب خوشی کے لیے
 اُسے دس روپے دے گا۔ یہ سب ان کے لیے اور سب خوشی کے لیے

میرا کہ آپ کو پہلے بتا چکا ہوں، افضل کوئی کوہدا
 کہ قرض میں سات سال کی سزا ہو گئی اور سزا کے پانچ سال بعد اس
 کو اولاد سے انحصار ہوا۔ مال سے سزا کی دوا اگر کسی کے پاس نہ ہو
 بیٹھے تھے، انہیں قرض کی گداز میں حاصل ہونے کے بعد اُن
 بھی دو چار مایوس گئے۔

سراج لای لی تھنے پہنچے پر تم انھوں سے بتایا کہ اس
تیرے جو وہ سال کی عمر سے ہم کر رہا تھا، اس کی بی بی جان
کا کام کر لی تھی۔ وہ خود ہی افتخار سے اسے خدمت پیشہ
کر رہی تھی۔ اس لیے اس سے پوچھا کہ اس نے ہر سال کی
جیسا کیا تھا۔ تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ وہ اس کے پاس
مل رہی تھی کہ اس کے گھر میں بی بی خیر خاں جی اس کے پاس
تھی۔

[illegible]

دور کا موت کے بعد سراپا کی سنے خود کو بالکل بے سارا
سوں کر ناشائشوں کو دیا۔ اس وقت کے صرف دو بیچے تھے،
بہن لڑکی اور ایک لڑکا۔ جب فضل حسین کو سزا ہوئی تو ان کی عمر
تینا چھتیس تھا۔ انہیں اور کچھ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ کھانا
کیس تھا۔ اگر کھانا ملا عیالات میں جاتا تو اس میں بقیہ بھروسہ
جاستا اور حاصل پھر بھی کچھ نہ ہوتا۔

میں نے علاقے کے دو متبر اور مولے سے کہا کہ وہ اس بوجھ
سہارا کریں اور اُس کی زمین واپس دلانے کی کوشش کریں۔ اگر
محروری زمین خریدنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ موجود
بات لگائے۔

[illegible]

میں نے اسے جواب دیا کہ: ”اے خدا کی بات سن کر بڑا کھٹکتی ہے۔“
 اُس کا خیال تھا کہ میں اُس کی بات سن کر بڑا کھٹکتی ہے۔
 یہی وجہ تھی کہ وہ میرے جواب سے اُس کے کہ جسے کہ سنتی
 باقی رہی۔ وہ میری مہربانی کے سامنے کھجی ہوئی کہ میری مہربانی
 بڑا کھٹکتی ہے۔ اُس کا نام اس شخص ہے۔

یہیں سے کورا حلالدار کو اپنے گھر سے ملایا، جو دھری
 آباد ہمارے شرف کا تاج پہنچ کر اسے فرست لایا اور ایک
 ان اپنے ساتھ لے جا کر اور اس شخص کو پھر کھانے لے کر
 حلالدار کے ہاں سے کہ بعد میں سے جو دھری کے لیے
 توفیق ہوئی اور دھار دھری میں شروع کر دی۔ سولہ لائی کی
 دنیا کا ذکر خاص سبک کیا کرتے ہیں۔

تقریباً نصف گھنٹے کے بعد والد اراکب ڈبلے پتلے
 اراکب کو ساتھ لے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ رونا کی
 دہلیز میں تیس سال کے ایک چمک مسکون ہوئی تھی۔ وہ
 تین نوگوں میں سے مسکون ہوتا تھا جن کی ساری زندگی
 والد کی پاکداری میں گزر جاتی ہے۔ اوردہ اپنے رویے کی
 بے پرواہی قدرت کا مسکون ہو جاتا تھا۔

وہ کچھ خوف زدہ سالک سے اسے دامن ہوا جب اس کی نظر
 دوسری پر پڑی تو وہ دقت سے جھکا کر اسے حضورؐ سے کونے
 کی طرف اشارہ کرتا ہوا انداز میں دونوں ہاتھ سلام کے لیے بڑھائے لیکن
 دوسری نے دوسری طرف منہ نہ کیا۔
 ”ادھر بات کرو“ اس نے سیری طرف اشارہ کیا: ”تعمیر
 ہائیڈرو صاحب نے فلاں ہے“
 نوجوان نے اسے جھک کر سلام کیا اور اوس سے سرے

رہنے کا انتظار کرنے لگا میرا کچرہ کہہ رہا تھا کہ وہ بوجوان
دشش کر کے بھی کسی کو دھکی نہیں دے سکتا تھا۔
میں نے پوچھا: ”کیا نام ہے تمہارا؟“
”جی، میرا نام اشف حسین ہے۔“ اُس نے جواب دیا۔

[illegible]

بہت اچھا چودھری صاحب : اُس سے پہلی دفعہ سیٹ
 چمے میں کیا مجھے آپ کی ڈانٹے ہیں، میں تو ویسے ہی آپ کا لڑک
 ہوں حکم کا بندہ ہوں :
 "اشرف حسین : کیا تم نے چودھری صاحب کو قتل کے
 حکم کی دہائی ہے ؟"

”میں نے... کئی دینی... اس نے حیران سے کہا۔
 نہیں جناب بزرگ ہنس... کیا کہے ہو کہ ہے چورہری صاحب
 برس بزرگ ہیں، ایمان کی بڑی عزت کرتا ہوں۔“
 میں نے چورہری سے پوچھا: ”یہ کون ہے؟ کیا اس سے
 آپ کا کافی تنازعہ عمل رہا ہے؟“
 ”مک صاحب! یہ ایسی بڑھیا کا بیٹا ہے، خورد زب کے

اس آئو سہا نے آ جافا ہے دیکھا سوات لی۔۔۔
 اچھا اچھا یہ بات ہے میں نے نہ کہ ان لوگوں نے
 پتی زمین آپ کے پاس گروی رکھی ہوئی ہے۔
 دور ایک ایک شہد ہے۔
 یہ دھمکی اس نے کس سلسلے میں دی ہے؟
 یہ جاباب ہے کوئی دھمکی نہیں دی۔

”تم ذرا صبر کرو۔ میں نے جو دھری کو سنانے کے لیے سخت لہجے میں کہا تھا میں جو دھری صاحب بات کر رہا ہوں۔“

جو دھری ذرا خوش ہوا، وہ سمجھا کہ میں اس سے دپ کرنا کہتا رہا ہوں۔ بولا، ”مک صاحب، یہ اپنی پڑھ اور جاں آبادی ہے، اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اس کے باپ کے لیے کیا کچھ کر چکا ہوں۔ اس نے مجھے کیوں جھکی دی ہے، اس کی وجہ تو یہی ہے کہ میں گواہ جو دھری صاحب اس کے خلاف

کے ساتھ ہرگز کوئی نرمی نہ کرے۔

پرچہ کاٹنا اور ضروری کارروائی کریں۔ دھبے کی وجہ سے خود بخود بدلنے آجائے گی۔

اشرف حسین پریشانی کے عالم میں کیسی بیری طرف دیکھتا تھا اور کیسی چودھری کی طرف۔

[illegible]

رپورٹ دیتی ہو گئی اور چودھری نے اس پر دستخط بھی کر دیے۔ اگلے روز میں چودھری کے پاس گئے تو ان کے بیان سے بھی یہ بات کھل کر سامنے آئی۔

آخر میں کہیں کہیں کچھ اور بتائیے، میں نے دیکھا کہ ایک اور درخت سے باہر نکلا۔
تیسرے روز میں نے سرائیکی بی بی کو خانے بلایا اور اُسی
کا طرف سے جو دھری غلام تیار کر کے فلفل، خیانت، جرم و کاپرچہ

گھوڑا دیا۔ اس پر پورٹ کا کٹا لٹھیرہ بیٹھا۔
چودھری غلام گلادر نے اٹھارہ سال قبل چھ ہزار
روپے کے عوض سراج لی کی تین سرسبز زمینیں
لکھنوی تہذیب علیہ یعنی چودھری نے تہذیب کے خلاف

ہوئے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے رسید میں سود کا حشر
بھی شامل کر دی تھی۔ مدعیہ اصل رقم سے کہیں زیادہ
رقم لاکر چکی تھی۔ رہن اور قرضے کے احباب سے کہ طلبی
چودھری کو زمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی

میں جو دھڑی ساجد کے لیے حلال و دردی کرے
ہوئے مہمہ کی زمین کو گشتہ اٹھانہ سال سے
استعمال کر رہا تھا۔ مہمہ نے درخواست کی تھی کہ
مہمہ علیہ سے نہ صرف اس کی زمین ہاپس واپس جائے
بلکہ اس کے لیے ایک نیا زمین بھی دی جائے۔

یہ رپورٹ حد تک درست ہے کہ بعد میں نے ایک تندرست لڑکے
 لے لیں آئی کو گفتیش کے لیے بھیج دیا اند اُس کو سمجھا دیا کہ پھر کلا

کے ساتھ ہرگز کوئی نرمی نہ کرے۔
چند گھنٹوں کے بعد اسے ایسا آئی والہیں آگیا اور بتایا کہ
چودھری نے اسے لمبی چوڑی رشتہ کی چٹائی کی تھی۔

مکملہ پوچھا: "تسہ نے کیا جواب دیا؟"
 "میں نے دعوت لینے سے صاف انکار کر دیا۔ اُس نے مجھے
 بتلایا کہ اُن کو کس نے مجھے دھکیلا دینے کی کوشش کی۔ اس پر میں نے
 بھی متفقہ بات کا اذکر کیا کہ یہ معاملہ ہمارے ہاتھ میں نہیں رہا۔"

کہیں اور سے ہدایت ملی ہے کہ جوہ کے ساتھ انصاف کیا جائے
 میرا خیال ہے کہ جوہ کو آپ سے بات کرنے آئے گا
 اُن کا خیال میں کھار شام کے وقت جو دھری خزاں کی
 ہوا تھلے پہنچ گیا، میں نے اُسے کچھ دیر باہر ٹھلے رکھا، پھر

[illegible]

میں ذرا مصروف تھا۔ میں نے خشک لبہ میں کہا: "اس وقت گورنری آؤ تو اسے اشتہار کرنا پڑے گا۔ حکم کریں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔"

”میں آپ کا ایک اسے ایس آئی ہمارے پاس آیا تھا مجھ کو
 شہر چارم تھا مجھے پتا چلا ہے کہ کس کو مافی نے ہمارے خلاف کوئی
 راج کھڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کس کے دن پورے ہو گئے ہیں وہ
 میرے پاس آئے اس کے ساتھ کہ

”جو دھریا عجب ایہ تھانہ ہے۔ میں نے کہا: ہم شخص
خلافہ راشد سننے کے پابند ہیں۔ ہمیں بھی جواب دینا پڑتا ہے۔“
”آپ کا اسے ایسی آئی کہہ رہا تھا کہ اس معاملے میں آپ
داد رے حکم ملا کہ اسے سزا ہے؟“

ہم آپ کو اندھ کد باتیں نہیں بتا سکتے، نہ ہی ہم کسی کو ادھر
جائے سے روک سکتے ہیں، آپ اپنا جواب داخل کریں۔ ہم اپنی
فتیش مکمل کر کے کیس حلاوت میں پیش کر دیں گے۔
اکیسے کچھ دوسرا جواہر لولا، ایک کام کریں، میں نے

شرف کے خلاف جبر پورٹ دینے کو کہا ہے اُسے ختم کر دیں۔
میں نے نفی میں کہہ دیا: وہ رپورٹ ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ
اس کا نقل ایس پی کے دفتر میں چمکا ہے۔
پچھون لے ملک صاحب آپ جا ہی تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔

در فرجے درجے کی ٹکڑ نہ کریں۔ ہم نے پیسہ خرچ کرنے میں کبھی

ابھی سے کام نہیں لیا، حکم کریں یا کیا چاہیے آپ کو؟“

نہیں۔ اس کیس میں سوورے بازی نہیں ہو سکتی۔
 یہ تو خیال ہے کہ آپ اوپر والی سے فوٹے میں ساچ
 بھام اور کرس مانی کو دیں گے اور ہمارا نامی نامہ کرادیں
 یہ بات کبھی معقول ہے۔ میں نے کہا۔ یہ صبر صفا ہے۔

ہم جیڑے ہیں، آدمی بیچ کر سرائی لینی کو طو لیتا ہوں :
میں نے ایک حمالہ کو بلا دیا اور کہا : سرائی لینی اور اُس کے
اشرف کو بلاؤ، انھیں ساتھ ہی لے آنا :
خوالہ کے محلے کے بعد دوڑی ہے کہا : ایک صاحب

ہم نے انہیں غصیل تو آپ کو حلوم ہی ہے اگر آپ تھوڑی سی کوشش کر لیں تو یہ معاملہ جلدی حل ہو جائے گا۔
" میں کوشش کرنے کے لیے ہی اس کو رہیٹھا ہوں
" آپ میرا مطلب نہیں سمجھتے۔ جو دھرنی ہے گا۔ اسل

مذہب پر کفر اور جہالت، زمینداروں پر جو دہری کھڑا کرنے لگے۔

کاش لیتے ہیں؟

”جدوہری صاحب، راضی نامہ دوطرفہ ہوتا ہے۔ میں نے صرف ایک طرف کی شرطوں پر راضی نامہ نہیں ہو کر اتار دیا ہے۔“

اُس کی ہر بات میں دھمکی کا پہلو غالب تھا۔

ہم نے اس کے ساتھ اس کے بیٹے اشرف کے علاوہ محمد حسین اور محمد امجد علی کو بھی دیکھا۔ وہ بھی تھے۔ چوہرہ نے شہزادی کو دیکھا کہ تیوری چڑھائی اور پوچھا کہ یہاں سے کہاں جا رہی ہے؟

ہماری بالائے صافی کی بات نہیں کروں گا۔

تو اسلئے ہے خیر آپ اسی لئے میں تو بیٹھیں لیکن ایک بار
 بال رکھیں میں اپنے معاملے میں کسی کی بے جا دخل اندازی پسند
 نہ کرتا۔ بھروسہ سراج لابی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس توانائی میں

کب صاحب کے ساتھ ساری بات کہلے، تم بولو کیا چاہتی ہو؟
چودھری کے نظر تماطلب سے اشرف کا چہرہ سُرخ ہو گیا، بوللا: چودھری صاحب، ہم لوگ غریب مزدور ہیں، لیکن ذیل نہیں کر سکتے بلکہ آپ سے عہدہ لے رہے ہیں، اگر آپ انہیں

ملی کہہ کر مخاطب نہ کر پی :-
 "اوستہ تم کوں سے لاش صاحب کے پتر ہو چودھری
 نے غصے سے کہا تو تم سے کہتا ہے لو کہ جا کر کینا دوا دے مجھے میرا بیٹا
 متاڑے رکھ دے جو نہ داخل کے سہارا دوا کہتے ہیں تم کو کیا سزا !

تھے یا نہیں، راکہ تیرا باپ ایک عادی مجرم تھا۔ دشتِ خوار و جلاں
جس کی موت حیل کے اندھا واقع ہوئی تھی۔ کتبہ کہ ہم ذیل میں
لیکھا: ہوندر...

اُسے رد کر دیا، بولی نہ کوئی بات نہیں بیٹا! اہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ ہم جو دھری کے مقابلے میں کھڑے ہو سکتے، جو دھری کا صاحب مجھے صرف اپنا چننا چاہیے، اور کچھ نہیں چاہیے۔ جو دھری نے حقارت سے کہا: اگر کچھ کی بات ہے تو بھیر

تھما لکھ بھی نہیں ہے۔ تھمادی زمین اٹھارہ سال پہلے جاری ہو گئی تھی۔ تم نے پھر مینے کے دھمکے پر قرضہ لیا تھا۔ اور یہ بات، وہ شخص جانتا ہے کہ اگر مقررہ مدت کے اندر قرضہ واپس نہ کیا جائے تو یہ شدہ چیز ضبط ہو جاتی ہے۔ لیکن میں تمھارے ساتھ

کوئی زیادہ نہیں کرنا چاہتا۔ جس کا میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ میں
 انھیں بالکل قطع دلی ہزار روپے دینے پر تیار ہوں۔ اگر وہ صاحب
 کہیں گے تو تصور ثابت و اضافہ کر دوں گا۔ اس سے زیادہ مجھ سے
 کوئی امید نہ رکھو۔

اس نامے کی رجحان دہی کی قیمت: میں سے بیس
ہزار روپے فراہم کی گئی، یعنی زمین کی قیمت ساٹھ ستر ہزار
کے لگ بھگ تھی۔

ہوئی۔ اور غریب ماری کا پتلا تو آپ کا ہو گا؟
 "میں کو کھول جائزہ لے لی؟
 "میں نے پوچھا۔ چودھری صاحب "قرضے کی اصل رقم
 کتنے سے؟"

”چھوڑ دیں، اصل رقم کاب کیا ذکر؟ جو دھری نے مانگنے والے انداز میں کہا تو بات ہی ختم ہو چکی ہے۔“
 ”وہ بات کیسے ختم ہو چکی ہے؟“ اشرف نے کہا۔
 ”اگر وہ بات ختم ہو کر ختم تو اس تک آپ عمر سے شطرنج

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

لگاتے پہلے گئے تھے۔

ہم اس سے بھی ایک شخص کے تیل کا کونٹہ بھی چلایا تھا۔ وہ بیلہ کے لیے اچھا درخت ملا تھا۔ ہم اس میں سے تیل کی کڑی موری جوڑی۔

میں خیال ہو کر یہ کہ جس کے ہیکل کا کام سونپ دیا تھا۔ شہزادہ اس کام پر راضی ہو گیا کہ ایک ایک کونٹے کے ساتھ کچھ بٹے لے کر آئے۔ ہم نے ان سے بھی ایک کونٹا اور اس طرف کے تیل خانہ سے باہر سے لے کر آئے۔

وہ اگر کسی سے راز دے سے تو راز دار کا یہ کہ تو اسے چھوڑ کر چھوڑ دے گا۔ اس صورت حال میں وہ بڑے آرام سے بیٹھا تھا۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹا کھانا کھاتے ہیں۔ چہ بہ چہ تو یہ کونٹے کے تیل کے لیے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔

میں نے کہا کہ یہ کونٹے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لیے اس سے تیل لے کر آئے۔



نرم پیراں

اُس وقت موشیوں کا ایک موڑ مرگ کے کان سے چل کر
 بیٹے میں سے اُس کی زبان نکلی تھی، لیکن اوقات کوئی
 کرنا اور اصرار دوسرے وقت سے جس سے جاننے کا خطرہ
 ہے، سمجھ کر اُن کے غرض اُن کی بہت آگے جو کر مرگ ہے
 تھی اور جاری ہونے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ میں میں سم
 میں سواریاں لایا جاتی ہے۔ اس لیے میں نے رفاہی کم ہی دیکھ
 کے اٹھنے کے لئے انتظار کرنے لگا لیکن جیسے ہی اس قریب پہنچا
 دوڑ کر سنبھلنے لگی۔ میں نے تیزی سے اس کو دائیں طرف کا
 کچلے پر آگئی اور وہاں آگے بڑھنے سے ٹھہرتے ٹھہرتے
 اُن کی ٹھنڈے مگر کامیابی کوئی ایک طرف جا کر اور گرتے
 ہو گئی۔ بہت دیر سے برسرِ ڈال اور یہاں اسپتال لے آئے
 کوئی نیا دھچکا نہیں آئی۔ اگر اس کی رفاہی تیز ہوتی تو اس
 موانعت تھی۔

تھوڑا سا مطلب ہے کہ اُن کے غرض کی کوئی نہ
 ہاں میں لگتا تو میں سے آگے سے جواب دیا، پورا
 کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہوئے بولا: ”میراں لوگوں کو گواہی دے
 لیا ہوں باپ! ان سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔“

اُن میں سے ایک بار میں پوچھا اور دوسرا تو جان تھا۔
 نہیں پوچھے سے پوچھا۔ آپ کہاں سے ہیں؟
 ”میں وہاں سے آ رہی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کہاں سے ہیں؟“
 ”میں وہاں سے آ رہی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کہاں سے ہیں؟“
 ”میں وہاں سے آ رہی ہوں، میں نے دیکھا کہ آپ کہاں سے ہیں؟“

پت جہڑ
 کام میں تھا اور میں سے شک ہوا
 پت جہڑ
 کام میں تھا اور میں سے شک ہوا
 پت جہڑ
 کام میں تھا اور میں سے شک ہوا

اس کی گردن تکی ہوئی اور گھٹے میں آگین جلائے تکی کو لایا۔ وہ قوسے بھری اس کے سامنے کھایا کر لیا اور چھوٹی، دکھڑے کے سلطان چند ہزار سال پریشانی کا شکار ہوئی اور اس کی حکومت کا موقع نہیں دو تھا اس کا نام بسمزدادہ تھا۔

میرے مستشار ہر اس کے لئے جواب دیا: بیابان میں میرا بیٹا کوئین میں بیٹھ کر راجہ شمسدے کے لئے ایک مہینہ کرے میں گئی، وہاں اس کی قود غالب ہو گئی تھی، یہاں پہلے سے کہ وہ شہر کی پادشہ پر ڈاکر کا بیٹے سے لڑا اس کی ٹھکوں میں مدد فرما کر جو کہ گئی تھی اس کا خاندان بھی اس کی طرف تھا۔

میں نے لیزہ پر چند ہزار روپے کا تاج لایا اس کا اندازہ کہ شہر کی ہر مملکت ہو، ایک بیکھر باہر نکلے ایک ہی راستہ تھا، البتہ درمیان میں ایک تفریق ثابت شد اور وہی دلوں میں چور و زور و زنا سے لڑنے والے کرتی تھی، لیکن ایک بیٹے کی موت اس کی دلوں کو کسی مدد کے بغیر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

میں نے اس پر اس کو اس کی مملکتوں کی طرف اور دیا چھوڑی سے چھوڑ دیا اور لڑائی کر دی کہ اسے اپنے میرا تو قیام کرے، اس کے بعد وہاں سے ایک نائب کی سے اس کو جلائے دیا، اس وقت میں خود بھی نہیں موجود تھے سلطان خراسان سے باختر میں بھی ایک نائب کا بھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف لڑنے کے لئے جلا کر گئے۔

میں نے اس سے گفتگو سے متفق سے چھا: ان کو سلطان سے لیا دیکھ کر سلطان نے اس کی طرف سے جواب دیا: "اس نے میرے خیال میں کہا: انھوں نے محمد بن اس کے کہ، میرے چھوڑ دیات بات سے خود آواز ہی میں غلطی کا احساس ہو گیا: آپ ان کے خوف اور خوف کا بھڑکنا دیکھ کر گئے۔

اس کا یہ کہ سلطان اور دلوں کی ہو گئی، اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ اس کی مملکت تھی، اس پر غلظہ ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے کتنی ہی تھوڑی تھی، دوسرا اشارہ اس کی بات سے یہ تھا کہ اشارہ خود میرے زیادہ لڑائی میں دیکھی رہتا تھا۔

یہ روئے کا کیا بیکڑے سے کہ میں نے وقت مل سے بچھا: کیا تم ہی کوئی کو خوش نہیں رہتے یا؟ ملک صاحب، بیسہ چارہ کیا کرے، چودہویں سے جواب دیا: لڑائی بہت تھکے سے، اس کا تو نہیں آتی۔ وہ شخص میرا ملک کو لے کر اپنے ملک میں نہیں رہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی اس کے ساتھ نہیں رہت چاہتی، میں نے کہا: اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تم لوگوں

کے قوسے بھری ہے؟ اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

شام کے وقت ایک اور عرض تھا کہ آیا ہم حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک مہینہ کرے میں گئی، وہاں اس کی قود غالب ہو گئی تھی، یہاں پہلے سے کہ وہ شہر کی پادشہ پر ڈاکر کا بیٹے سے لڑا اس کی ٹھکوں میں مدد فرما کر جو کہ گئی تھی اس کا خاندان بھی اس کی طرف تھا۔

میں نے لیزہ پر چند ہزار روپے کا تاج لایا اس کا اندازہ کہ شہر کی ہر مملکت ہو، ایک بیکھر باہر نکلے ایک ہی راستہ تھا، البتہ درمیان میں ایک تفریق ثابت شد اور وہی دلوں میں چور و زور و زنا سے لڑنے والے کرتی تھی، لیکن ایک بیٹے کی موت اس کی دلوں کو کسی مدد کے بغیر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

میں نے اس پر اس کو اس کی مملکتوں کی طرف اور دیا چھوڑی سے چھوڑ دیا اور لڑائی کر دی کہ اسے اپنے میرا تو قیام کرے، اس کے بعد وہاں سے ایک نائب کی سے اس کو جلائے دیا، اس وقت میں خود بھی نہیں موجود تھے سلطان خراسان سے باختر میں بھی ایک نائب کا بھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف لڑنے کے لئے جلا کر گئے۔

اس کا یہ کہ سلطان اور دلوں کی ہو گئی، اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ اس کی مملکت تھی، اس پر غلظہ ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے کتنی ہی تھوڑی تھی، دوسرا اشارہ اس کی بات سے یہ تھا کہ اشارہ خود میرے زیادہ لڑائی میں دیکھی رہتا تھا۔

یہ روئے کا کیا بیکڑے سے کہ میں نے وقت مل سے بچھا: کیا تم ہی کوئی کو خوش نہیں رہتے یا؟ ملک صاحب، بیسہ چارہ کیا کرے، چودہویں سے جواب دیا: لڑائی بہت تھکے سے، اس کا تو نہیں آتی۔ وہ شخص میرا ملک کو لے کر اپنے ملک میں نہیں رہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی اس کے ساتھ نہیں رہت چاہتی، میں نے کہا: اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تم لوگوں

کے قوسے بھری ہے؟ اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

میں نے اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

شام کے وقت ایک اور عرض تھا کہ آیا ہم حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک مہینہ کرے میں گئی، وہاں اس کی قود غالب ہو گئی تھی، یہاں پہلے سے کہ وہ شہر کی پادشہ پر ڈاکر کا بیٹے سے لڑا اس کی ٹھکوں میں مدد فرما کر جو کہ گئی تھی اس کا خاندان بھی اس کی طرف تھا۔

میں نے لیزہ پر چند ہزار روپے کا تاج لایا اس کا اندازہ کہ شہر کی ہر مملکت ہو، ایک بیکھر باہر نکلے ایک ہی راستہ تھا، البتہ درمیان میں ایک تفریق ثابت شد اور وہی دلوں میں چور و زور و زنا سے لڑنے والے کرتی تھی، لیکن ایک بیٹے کی موت اس کی دلوں کو کسی مدد کے بغیر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

میں نے اس پر اس کو اس کی مملکتوں کی طرف اور دیا چھوڑی سے چھوڑ دیا اور لڑائی کر دی کہ اسے اپنے میرا تو قیام کرے، اس کے بعد وہاں سے ایک نائب کی سے اس کو جلائے دیا، اس وقت میں خود بھی نہیں موجود تھے سلطان خراسان سے باختر میں بھی ایک نائب کا بھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف لڑنے کے لئے جلا کر گئے۔

اس کا یہ کہ سلطان اور دلوں کی ہو گئی، اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ اس کی مملکت تھی، اس پر غلظہ ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے کتنی ہی تھوڑی تھی، دوسرا اشارہ اس کی بات سے یہ تھا کہ اشارہ خود میرے زیادہ لڑائی میں دیکھی رہتا تھا۔

یہ روئے کا کیا بیکڑے سے کہ میں نے وقت مل سے بچھا: کیا تم ہی کوئی کو خوش نہیں رہتے یا؟ ملک صاحب، بیسہ چارہ کیا کرے، چودہویں سے جواب دیا: لڑائی بہت تھکے سے، اس کا تو نہیں آتی۔ وہ شخص میرا ملک کو لے کر اپنے ملک میں نہیں رہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی اس کے ساتھ نہیں رہت چاہتی، میں نے کہا: اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تم لوگوں

کے قوسے بھری ہے؟ اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

میں نے اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

شام کے وقت ایک اور عرض تھا کہ آیا ہم حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک مہینہ کرے میں گئی، وہاں اس کی قود غالب ہو گئی تھی، یہاں پہلے سے کہ وہ شہر کی پادشہ پر ڈاکر کا بیٹے سے لڑا اس کی ٹھکوں میں مدد فرما کر جو کہ گئی تھی اس کا خاندان بھی اس کی طرف تھا۔

میں نے لیزہ پر چند ہزار روپے کا تاج لایا اس کا اندازہ کہ شہر کی ہر مملکت ہو، ایک بیکھر باہر نکلے ایک ہی راستہ تھا، البتہ درمیان میں ایک تفریق ثابت شد اور وہی دلوں میں چور و زور و زنا سے لڑنے والے کرتی تھی، لیکن ایک بیٹے کی موت اس کی دلوں کو کسی مدد کے بغیر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

میں نے اس پر اس کو اس کی مملکتوں کی طرف اور دیا چھوڑی سے چھوڑ دیا اور لڑائی کر دی کہ اسے اپنے میرا تو قیام کرے، اس کے بعد وہاں سے ایک نائب کی سے اس کو جلائے دیا، اس وقت میں خود بھی نہیں موجود تھے سلطان خراسان سے باختر میں بھی ایک نائب کا بھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف لڑنے کے لئے جلا کر گئے۔

اس کا یہ کہ سلطان اور دلوں کی ہو گئی، اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ اس کی مملکت تھی، اس پر غلظہ ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے کتنی ہی تھوڑی تھی، دوسرا اشارہ اس کی بات سے یہ تھا کہ اشارہ خود میرے زیادہ لڑائی میں دیکھی رہتا تھا۔

یہ روئے کا کیا بیکڑے سے کہ میں نے وقت مل سے بچھا: کیا تم ہی کوئی کو خوش نہیں رہتے یا؟ ملک صاحب، بیسہ چارہ کیا کرے، چودہویں سے جواب دیا: لڑائی بہت تھکے سے، اس کا تو نہیں آتی۔ وہ شخص میرا ملک کو لے کر اپنے ملک میں نہیں رہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی اس کے ساتھ نہیں رہت چاہتی، میں نے کہا: اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تم لوگوں

کے قوسے بھری ہے؟ اس کے لئے کسی سے اخراج نہیں کیا، وہ اخراجی ایک مہینہ گزار کر ہاتھ میں لے آئے اس کے ہاتھ کسے۔

بڑھ کر خوش رہا۔ بات سن کر نگر مند ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ جاگیر وادہ کا فروشی پائس کے پاس کیا عرض ہے کر آیا تھا۔ اس کی باحق قرین بیٹا خان حسین احمد صاحب بھی تھی۔ رب نواز نے بتایا اس کے پاس اس سسٹے میں آیا تھا۔

[illegible]

چودھری صاحب! آپ تھانہ کی حکومت یا عدلیہ کے
 سے رشتہ مانگتے ہیں۔ لیکن ہم جتنے سے کہا، وہی کچھ آپ کو ملے گا اور
 شادی شدہ ہیں اور آپ اس شادی کو کبھی زیادہ دیکھیں نہیں سہا
 کر رہے ہیں۔ لیکن رشتہ چاہیے۔ آپ دوسرے
 صاف افسانوں میں کہا، لیکن جتنے سے کہہ کر انکار نہیں کرو گے۔
 ... کیا بڑے چودھری صاحب! اس بات کے
 احسانت دے رہے ہیں۔ اگر کھڑے ہو کر رشتہ مانگنا

فی الحال یہ کہ انہوں نے جو چھری صاحب کے حکم کے زیرِ ہوگا۔
 صاحب فائنٹے دیکھ کر اذنی میں کہا: میں سداۃً کو ایک مکان میں موصول
 کا اور مناسب موقع و جگہ پر جسے چھری صاحب کو بتا دے گا۔
 کر رہے تھے۔ ایک اور لڑکے کو دیا تھا کہ، بلو۔۔۔ چھری
 صاحب۔ آپ سے اپنا رشتہ اور کوئی صاحب ہوگا، لیکن مسئلہ یہ
 کہ پتہ کہیں زبان میں ہے کہ جسوں۔ میری بیوی کے کچلنے سے سداۃ
 کا پتہ ملے گا۔

”اچھا! کیا کہے آپ کے برے طالع دلا دیا؟“
 اس کا نام . . . رفیق ہے۔ رفیق حسین۔“
 کریم چیل کر بخیرے شایک دوسرے کہہ کر کہا تو اس کی بہن
 اپنے بیٹے رفیق حسین کے لیے ملازمہ کے رشتہ خانہ بخش منہ
 ہے۔ بیٹے رفیق حسین نے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ کوئی مستقل کام
 نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے رب وارنے جان چڑھانے کے لیے رفیق حسین

رب نواز ہو گیا کریم بخش جسے لائے کہ کوئی شکر کر پا تھا۔
اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو کوئی بات نہیں کر بخش، منجھنڈا ٹوٹ
صحی ملایا کہ جسے ایک آخری عرصہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر رفیق حسین
نے شادی سے انکار کر دیا تو پھر میری باری ہوگی۔
رب نواز تو رخصت ہو گیا لیکن کریم بخش سر پہ کڑکڑاہٹ لگا۔

اُسے معلوم تھا کہ ربِ نواز آسانی سے بخشے والا نہیں تھا۔ اُس کو سکین اندھ کھڑی ساری فتنہ گشتوں میں بھی ربِ نواز کے جانے بعد وہ کمرے میں آگئی اور اپنے شوہر کو ملامت دیا کہ لڑکی کی خودکشی کر دینی چاہیے۔

میں نے کہا کہ اس کے ساتھ باکریم ٹیوشن کے لیے درخواستیں بھیجنا چاہئے۔
 سچائی کے ساتھ باکریم کی طبیعت بہت چڑچڑی ہو رہی تھی۔
 وہاں، اب میرے اوپر نکلوا ملاحقہ آگیا۔ کیونکہ نے کہا
 میرا ملاحقہ تھیں، اتنا ہی بڑا گلاب ہے تو اس کا نام ایسے کی کیا ضرورت
 اس کی شیطانی سے جان نہ چھڑاؤ اور تو لو کہ کرتا ہے؟

لاہو شیطان تمھارے ہمراہ نہیں ہے " سیکیزہ
 مجھے یقین ہے کہ رُخسار زینت سے ملے گا۔
 کرم بخش چونکہ کمر نواز ہے تو ہم شک کسی ہو اگر
 کہہ دو کہ اس کی کوئی دشمنی و غنی نہیں ہوں تو بات بجز جائے
 رفعت سے نہ کر آتا ہوں۔
 لیکن اُس سے بات کیا کروں گے؟
 کرم بخش نے جہلی سے مجھ سے پہنچے، تو پی سہم
 سیکیزہ کی بات کا جواب دے نہ گئے تھے۔

رفیق حسین ممتاز والے کی دکان کے سامنے رکھی۔
 پھر پھر ایک دوست کے ساتھ گیمیں باکس رہا تھا۔ اس
 پورے پچیس سال کے لمبے عرصے میں، تو پھر فٹ سے او
 بھتا اور کلید ایساں تھامیسا اور ہر دوں کا بوجھ اپنے
 اپنے خانو کو فزفزی کے عالم میں آتے دیکھا تو اپنے دو
 بولانے سے پیارے آگے کی لہاں پکڑ کر معلوم ہو رہے تھا
 تھے۔ تو انھوں نے جوئے گدست میں

کریم بخش نے جب شیخ کریم کو کابل سے بھجوا دیا اور پہلے طرف سے لگا ہوا لالہ رفیع پتہ پر ایک سنگسٹو جو گاہ ہے۔ وہاں تک ضرورت ہے۔“

رفیع خود بھی لاکھو کو خوش کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔

اسٹیشن کو پہنچ کر تھکا لڑا اس نے شاہی کرکٹ چاہا تھا۔

”کھلم کر، جا جان! اس نے فرمانبرواری سے کہا۔“

الاف سے آپ کو کلام ہو گیا؟

رہنمی چہ بات ہے کہ قصور کی ویر پہلے چوہری
مارے گھر آیا تھا۔ وہ... وہ کینہ سلطان کا رشتہ ناگہ
... میں سے اس کی یاد کہ سلطان کی بات تھا اسے
پہنچے ہے۔
رفیق کی اُکھیں، ناک اُکھیں۔ مری... حمید کیا

ہے:

میں نے اُسے ہاتھ کے لیے کمر دیا کہ مدد ملے گی کہ تمہارا سر
فوجوں کو چکے گا۔ یہ کہہ کر وہ تمہارے پاس پوچھنے کے لیے
آگے بڑھا کہ اگر مل سکتا ہے تو تمہارے پاس سے

میں نے بات پر غور کیا اور دکھائی دے رہی تھی کہ یہ تو میری ہی بات ہے۔
میرے پیشے کے اس کی بات سے اتفاق کیا اور دونوں گروہ بچ گئے۔
اس لئے کہ یہ سب کچھ ایک جگہ میں شامل کر لیا گیا۔

میں نے بات چیت کے بعد فرق نہ کیا، خالو! آپ کی عزت کی

ابن ابی سحر جو حاضر ہے۔ لیکن بات کی جوتی ہے۔
 چل بات اگر تم جس شخص سے میری ہے کہ: میں تمہارا مطلب
 بیان کرتا ہوں۔
 میرا مطلب ہے کہ تم کو بتاؤ کہ اسے کیا کی ضرورت ہے اگر
 وہ بات کی کوئی بات چاہے تو فرما دو سب سے کہ:
 تم جس شخص سے بات چیت کر رہے ہو کہ: میں تمہاری بات
 سن رہا ہوں۔
 میں کوئی شخص نہیں جانتا جو اس بات سے کہ: میں تمہاری بات
 سن رہا ہوں۔

۱۰۔ ایسا ایک مسئلہ قلم بردار ہے۔ غالباً اپنے خوش قسمت
 ۱۱۔ اے نور! ترجمہ ہمارے دہن میں گرنا چاہتا تو اسے انکار کر دے
 ۱۲۔ ”خیر“
 ۱۳۔ ”خیر“
 ۱۴۔ ”خیر“
 ۱۵۔ ”خیر“
 ۱۶۔ ”خیر“
 ۱۷۔ ”خیر“
 ۱۸۔ ”خیر“
 ۱۹۔ ”خیر“
 ۲۰۔ ”خیر“
 ۲۱۔ ”خیر“
 ۲۲۔ ”خیر“
 ۲۳۔ ”خیر“
 ۲۴۔ ”خیر“
 ۲۵۔ ”خیر“
 ۲۶۔ ”خیر“
 ۲۷۔ ”خیر“
 ۲۸۔ ”خیر“
 ۲۹۔ ”خیر“
 ۳۰۔ ”خیر“
 ۳۱۔ ”خیر“
 ۳۲۔ ”خیر“
 ۳۳۔ ”خیر“
 ۳۴۔ ”خیر“
 ۳۵۔ ”خیر“
 ۳۶۔ ”خیر“
 ۳۷۔ ”خیر“
 ۳۸۔ ”خیر“
 ۳۹۔ ”خیر“
 ۴۰۔ ”خیر“
 ۴۱۔ ”خیر“
 ۴۲۔ ”خیر“
 ۴۳۔ ”خیر“
 ۴۴۔ ”خیر“
 ۴۵۔ ”خیر“
 ۴۶۔ ”خیر“
 ۴۷۔ ”خیر“
 ۴۸۔ ”خیر“
 ۴۹۔ ”خیر“
 ۵۰۔ ”خیر“
 ۵۱۔ ”خیر“
 ۵۲۔ ”خیر“
 ۵۳۔ ”خیر“
 ۵۴۔ ”خیر“
 ۵۵۔ ”خیر“
 ۵۶۔ ”خیر“
 ۵۷۔ ”خیر“
 ۵۸۔ ”خیر“
 ۵۹۔ ”خیر“
 ۶۰۔ ”خیر“
 ۶۱۔ ”خیر“
 ۶۲۔ ”خیر“
 ۶۳۔ ”خیر“
 ۶۴۔ ”خیر“
 ۶۵۔ ”خیر“
 ۶۶۔ ”خیر“
 ۶۷۔ ”خیر“
 ۶۸۔ ”خیر“
 ۶۹۔ ”خیر“
 ۷۰۔ ”خیر“
 ۷۱۔ ”خیر“
 ۷۲۔ ”خیر“
 ۷۳۔ ”خیر“
 ۷۴۔ ”خیر“
 ۷۵۔ ”خیر“
 ۷۶۔ ”خیر“
 ۷۷۔ ”خیر“
 ۷۸۔ ”خیر“
 ۷۹۔ ”خیر“
 ۸۰۔ ”خیر“
 ۸۱۔ ”خیر“
 ۸۲۔ ”خیر“
 ۸۳۔ ”خیر“
 ۸۴۔ ”خیر“
 ۸۵۔ ”خیر“
 ۸۶۔ ”خیر“
 ۸۷۔ ”خیر“
 ۸۸۔ ”خیر“
 ۸۹۔ ”خیر“
 ۹۰۔ ”خیر“
 ۹۱۔ ”خیر“
 ۹۲۔ ”خیر“
 ۹۳۔ ”خیر“
 ۹۴۔ ”خیر“
 ۹۵۔ ”خیر“
 ۹۶۔ ”خیر“
 ۹۷۔ ”خیر“
 ۹۸۔ ”خیر“
 ۹۹۔ ”خیر“
 ۱۰۰۔ ”خیر“

[illegible]

۱۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور کلمہ ربی کو سب سے پہلے یاد کرو۔
 ۲۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور کلمہ ربی کو سب سے پہلے یاد کرو۔
 ۳۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور کلمہ ربی کو سب سے پہلے یاد کرو۔

کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔
 ”آپ نے ٹھیک کام کیا۔ محمد عمری صاحب۔“ رفیق نے جواب
 دیا۔ ”کرم بخش میرا مخالف ہے۔“
 ”خدا کا کہنا ہے تو، رفیق جیسا؟“

ہی المال لوجی کیسے کاربوں؟
رب نولائے حبیب سے چند فوٹ نکال کر رفیق کی طرف
برعاسے اندر بولا: یہ تو، یہ کیسے کہو، مجھے بے کار ہو جاؤں گی پڑا
ترس آج ہے۔ یہ کہہ کر پھر اور ہی المال شاہی وادی کی بات یہوں
ماؤ۔ اپنے خاں سے کہہ دیا کہ تم کی میں سے خدی نہیں کر سکتے۔
رفیق نے بیسویں کی طرف مباحثہ نہیں برعاسا۔ بولا: کیونچا

میں نے اس وقت اس کی بات سنی تھی کہ وہ اپنے بچوں کو اپنے پاس لے کر آئے۔
 وہ بچہ لڑکا ایک سال کا تھا۔ اس کے پاس ایک بچہ بھی تھا۔ وہ بچہ لڑکا
 لہذا دیکھ کر وہ اس کے پاس آئے۔ وہ بچہ لڑکا لہذا دیکھ کر وہ اس کے پاس آئے۔
 صاحب کو کوئی پسند نہ آئی ہے۔ اس کی شادی ان کے ساتھ ہوگی
 تجھے کوئی اور شغل مل جائے گا۔

”میں صاحبہ سے نہیں ہو سکتا۔ زنی کے عزت سے کہا۔
 میں نہیں کسی وجہ کے شادی سے انکار نہیں کر سکتا۔“

رفیق! اس مشکل کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔
 تحریر شروع نہ ہوئی۔ یہ بات میں خود کو غلام بنواؤ اور اس نے
 رفیق کو مشورہ دیا کہ وہ کچھ پیر سے ایک گاؤں سے چلا جائے لیکن

چند روز بعد اُس کی لڑکی بیٹھنوں میں پڑی ہوئی بائی گئی۔
اُس کو بائی کے لیے دو روپے ڈاکڑ کے ہالکے میں تھا۔
گرمی میں بیٹھنوں نے مانتا کر کے اُس کو قافلوں میں تقسیم کر دیا۔
پھر وہ اپنے گھر پہنچا اور وہاں اُس کو اپنے گھر کے دوستوں نے مل کر
فرستادہ کر دیا۔ اُس کے دوستوں نے اُس کو اپنے گھر کے دوستوں کے پاس
فرستادہ کیا۔

اُس نے جوئی کے شوشے سے گھونسلے جھوڑے کا نیکھ لیا لیکن ایک مریض آدمی کے لیے نہانا یا گھر چھوڑنا وردہ مریض جگر آباد ہونا آسان کام نہیں ہوتا اس بات کی اطلاع باب نواز کو بھی ہو گئی اور وہ اپنے مطالبے کے ساتھ دوبارہ اُس کے گھر پہنچ گیا۔

بمراہ رخصت ہو گیا۔

11

رحمت اللہ علیہ حکم کی تعمیل کی۔ اُس دن کے بعد اس پر نگہ

میں نہیں دیکھ سکے یہ چند کپڑے اور محتویات سے روپے

کو الگ کمرے میں بٹھا دیا۔ اس کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ مولوی شاد اللہ بھی تھانے میں موجود تھا۔ اُسے نہیں نے یہ کہہ کر تھانے میں لایا تھا کہ سلطانہ کا سلوارغ مل گیا ہے اور یہ بات غلط بھی نہیں تھی۔

عشق و محبت



نہایت سے غلامی ہوا اور جی پی پار
نہیں تھے۔ وہی گھر میں بچوں بنا یا
ماں اور جلدی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ کل سماں کو دکھائی
الیں اور صحن کو بی بی اور بی بی دیا گیا ہے۔ سماں جب دنیا
بہ کی سیاست پر چمک رہا کہ ایک دوسرے سے نظریں نہ ملنے
ہیں تب کبھی وہ صحن کی آگاہی ملے ہوئے ہے۔ کھانا پر وقت تمام
ماننے آئے یا تو کبھی کھانا آئے لیکن کھانا کھا رہے ہوئے دیا گیا ہے
اور تہہ کی تقریبات میں وقت کے ساتھ کیا ہیں اور کیا کیا ہے
ہے۔ ہمارا ایسا ہی کہہ رہا ہے کہ ہم گیارہ کھانا کھا رہے ہیں

غلامی دلوں کی آواز سے کہیں سے کہا تھا
ملک صاحب آپ کبھی نہیں کہیں گے ہیں۔ مولوی
صاحب نے سماں کو چھوڑنے کی کوئی شہنشاہی کہہ دی کہ ان کا اور کاغذوں
معاشرے آپ کا کیا ہے یا نہیں؟
مولوی صاحب آپ تو جہاں سلطان کے دربار میں کھڑے
کئے والے لوگوں میں سے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ
اقتدار پر اور افتخار سے جرم کے مرتکب نہیں ہیں۔ آپ کبھی
دیر خواست ہیں؟
یہ کیا کہو اس ہے جواب وفاقہ نہ تھا۔ میں ایک منٹ میں
یہاں نہیں بٹھرتا۔
اس نے دروازے کی طرف ہلنے کی کوشش کی نہیں نہ
پچھے سے اس کا کار پچھا اور اس کی پٹیوں میں ایک زوردار
گھونسا رسید کر کے پھینک دیا۔ یہ پٹی یا تھیں سے پھر دوا
میں تھیں۔ یہاں ذکر کی طرف سے آگاہی اور دوسری سے جا ملے
تم تھیں کے اوزار میں تھیں جرات ہو۔ مولوی صاحب نہیں
آپ سے کچھ دھڑکتا ہے۔ کچھ پلٹنے سے دیکھو ایش؟
مولوی صاحب کو لڑائی ہی پڑا۔ چودھری صاحب یہ
برصغیر میں کتا ہے کہ اپنے ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔
”دعوت ملی“ آپ وفاقہ نہ تھیں سے دعوت ملی کی طرف
دیکھا۔ مجھے پڑھیں کو ان بول؟
مولوی صاحب پڑھتے جاتا ہوں۔ برصغیر میں سے دعوت ملی
میں جاب جاب۔ میں دعوت ملی سے اس حال کو پتہ چلا ہوں۔
اگر جہاں سے تھیں سلطان سے شادی کرتا اور دے جاتے
دیتا۔ اور یہ ہیں اختر حسین کے قتل کی خبر کو لڑائی تھیں۔
میں نے کہا: پھلتے تھیں اس وقت اختر حسین کے قتل
دور میں پڑی گئی دینے کے لیے تھیں تھے۔ وہ صاحب مہربان اور
مہربان آدمی ہیں۔ تم تھیں میں سے ایک آدمی مفرد تھا جس پر
تھیں؟
یہ عجیب ہے۔ آپ وفاقہ نہ تھیں۔ ہم نے کسی کو قتل
میں کی نقل؟ اس نے کیا ہو گا جس کی بوی گم ہوئی تھی؟
میں نے تھیں وفاقہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے پھرتے
کہا: نقل؟ اس نے کیا ہے جس کی خریدی ہوئی دعوت جاب گئی
تھی اور جس نے اس دعوت کی خاطر دوا میں پھلتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔
آپ وفاقہ قدرت انسان کو اتنی زیادہ ڈھیل نہیں دیتے۔ وہ جس
کا پتہ تھا کہ وہ ان کے بہت قریب کچھ چکا ہے۔
ملک صاحب: میں آپ سے تھیں کی ریت کرنا چاہتا
ہوں۔ آپ وفاقہ نہ تھا۔ دعوت ملی کے لیے؟

136

گاہ بات میں نے اس کے منہ سے سنی ہے۔"

142

141

لیا تھا اور یہ سلام اُس نے صرف اس لیے کیا

۱۱۔ غلط سمجھنے لگے، ہم دشمن کی بیٹی لا سکتے ہیں، دشمن کو

اس کے چند مہینے بعد تخت بل بی بی کو ساتھ لے کر

اے میں آئی کے بیٹے میں کہنی سے وار کیا اور بازو ٹھکڑا کر اس سے لپٹ گیا۔ وہ خاموش رہا۔ وہ تھا۔
شکر کا دل آئیں کو دین کا ہی وہ دہسے؟ اے اور پھر غل
کے لیے میں کوئی نہیں سے دونوں کے اختیار جیتنے میں کیسے اور
پھر پھر میں کو ہتھی کر لیا۔

نک صاحب! اچھا نہیں ہوگا؟ پھر میرے سے کہا: ہم
دشمنوں کے دل کا بھی خوش نہیں رہتا؟
اب تھلے سے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کپڑے ہول گئے ہیں سے
کہا: یہ جو کچھ میں کہہ رہے ہیں، انصاف کے لیے کہہ رہے ہیں، یہ ہماری
ڈاؤن ہے اس کا دشمنی سے کوئی تعلق نہیں، یہ تو جانتا تھا کہ تم
ہتھیاری کے بغیر ہمارے ساتھ جاؤ گے مگر تم جو کچھ رو رہے ہو؟
جو کچھ ان کا اندازہ کر لو، لیکن اس کے کپڑے آگے
ڈانٹ کر کچھ کر دو۔ اچھا میرے قریب آئیے اور ہماری سے
برو۔ نک صاحب! لبرل آؤ، یہ جانتے ہو، وہ جیتنے پہلے ہی دشمن
میں ختم ہو چکے ہیں؟

میں نے ایک بیٹے کے بارے میں سنا ہے؟
نہایت جانتے پہلے قتل ہو چکا تھا؟ اس نے کہا: آپ
اس کو کھڑے ہو، بڑی ہرمانی ہوئی، یہ میرے بڑے چاہے کا سامنا
کے آپ، میری قربانی ہو گئی، میں دیکھنے کو تیار ہوں؟
مگر آپ کو کیا ہے؟ اور دلت اس نے کہا: یہ؟
"اس کا آپ کو کیا ہے؟" میں نے کہا: اس نے میری سادگی سے
کہا: یہ ہماری عزت اور دین کا نام ہے، بڑے آدمی کی
جان کی اتنی ہمت نہیں کہتے؟ میری عزت اور عزت کی کسرت ہیں؟
آپ ہرمانی کی ہیں؟ آپ کے لیے وہ داروں کا؟

گورنر اس کو کھڑے کر دو تو میرے حق میں آپ کی
دعا بھی کر لیں، میں کوئی کیونکر انصاف کو کھڑے کر دیتا ہے کہ
خانہ کے غیر نہیں ہوتی؟
خان! اب اس کی منت است کر دو؟ پھر میرے سے
سے کہا: ہم لوگ ان کا عزت نہیں ہے؟
خیال خان سے وہاں کے خاندان کے کھڑے کیسے تھے؟
کیونکہ میں اس کے ساتھ ہی دیکھ رہی تھی لیکن میں نے وضاحت
قبول کی اور دھمکی سے مرعوب ہوا۔

نہایت بڑے بڑے کپڑے پھر پھر خان کو کھڑے کر دیا
اور اور دین کو کیا؟ کہتا تھا کہ ان کو گورنر کو کھڑے کر
تھلے پہنچے، خوں سے شادی والے دو لاکھ پڑا ہوا
کو دیکھا، خیر اپنی بیٹی سمجھ کو بھی ساتھ لائے۔

شام کے وقت قلاب دین سات آٹھ لاکھ کے ہوا
بیچ گیا۔ ان میں دین جو میری بیٹی تھیں، میں نے پہلے
چند سو روپے میں بیچ دیا اور خان کے اندر شادی کر دیا
کی۔ پھر کوکھت دین خان کے ہوا ایک دھڑکن کر
کھڑا کیا اور گورنر کے کہہ کر وہ باری باری تارک باری
میں غمر کر دیا۔ اسے سے اندر دیکھیں، مقصد یہ تھا کہ
کو رو دیکھیں۔

میں نے اس کے خلاف اصرار دیا۔ دین سے اوپر خیر ان میں
کے دونوں دوست بھی شامل تھے۔ ان سب سے میری
کے پھر خان کو کھڑے کر لیا۔
واجہ اور پھر میری جیت کر دیا کہ میں نے اشتہار لگا
میں شامل کر کے کر دیا۔
فرمان ہو کر میں خیر میں تھا اور گورنر کے خلاف
تھے اب اب کا ہی مشکل نہیں تھا۔

میں نے اسے اپنے لیے میں جاکر کہا: پھر خان
تھلے سے خلاف ہر شے کا جملہ لے چکا ہے، بلکہ جب
ہلے سے پہلے قتل ہو چکا تھا؟ اس نے کہا: آپ
جور سے کرتے قتل کیا ہے اب ہر سے پھر پھر اپنی
دے دو، گورنر جیت کر کی تکلیف اٹھائی ہے اور دین
کے میں نے شہرہ رنایا جانتا ہوں؟ اس نے کہا
کے میں نے شہرہ رنایا جانتا ہوں؟ اس نے کہا
ہی لیں، یہ تو کھڑے کر دیا، اس نے کہا: اس نے
سے بچنا حال تھا۔

میں نے اس کو آپ کا آپ کا
میر کی سمجھت کر کے لے لے
دیکھنے کے لیے میں نے اس کے لیے پھر پھر خان کا
دیا کہ میں نے شہرہ رنایا جانتا ہوں؟ اس نے کہا
کر لے جب میں نے گورنر دیکھا ہے؟
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
ذہ سے کہہ کر دیا، میں نے اس کے لیے
یہ تو کھڑے کر دیا، اس نے کہا: اس نے
بیچ کر دیتے ہیں۔

میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
کے لیے میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
پھر خان نے؟ اور قتل کے بارے میں میں پتہ
خود کو کہیے، میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

دین میں ایک دیا تھا۔ میں نے ایک جیت کر دیا اور خان کا
پھر خان کے اندر سے ہم کو اس کے گورنر کے اندر سے
اور قتل کر دیا اور خان کے اندر سے ہم کو اس کے گورنر کے اندر سے
نہیں، پھر خان کے اندر سے ہم کو اس کے گورنر کے اندر سے
خیر تھا۔ پھر خان کے اندر سے ہم کو اس کے گورنر کے اندر سے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
کے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

بہت کس واقعہ تھا۔ پھر خان کو سزا سے موت ہو گئی
اس طرح وہ آدمیوں کے معمولی خاندان سے دو خانوں کو
تیار کر دیا۔
اس میں سب سے ہم کو دین جیت کر دیا
نے نہایت پوشیدی اور مال کے ساتھ ساتھ دو خوں کو کھڑے
رہا، جتنا کہ قانونی گرفت سے محفوظ رہے۔
اگرچہ اس نے اس بات کا اعتراف نہیں کیا، لیکن جب اس
نے دین جیت کر دیا، اس نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
دو خوں کو کھڑے کر دیا، اس نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

بات یقینی ہے کہ اس نے میرے سے پہلے پھر
خان کا کیا تھا؟ پھر خان کا کیا تھا؟ پھر خان کا کیا تھا؟
طرف سے شادی میں دھوکے سے ملے، میں نے اس کے لیے
پھر خان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
اسے اس بات کا اعتراف تھا کہ پھر خان کی شادی کی
خیر میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
کو کھڑے کر دیا اور اس کے لیے میں نے اس کے لیے
نے خیر میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

حقیقت یہ تھی کہ میرے سے اور پھر خان کا کوئی چل رہی نہیں
تھا۔ میرے سے وہ سزا کا بیان تھا کہ میرے سے اس بات
ہے، میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
بننے والی ہے۔
جب اس کے لیے میں نے اس کے لیے
اٹھائے کہ قتل کر دیا، اس کے لیے میں نے اس کے لیے
نہیں ہوگا۔ اس کے لیے میں نے اس کے لیے
کے انھوں کے لیے میں نے اس کے لیے

اسے ان کا بیان کرنا حال ہے۔
ایک آدمی بات سے دلی ہو گئی ہے۔
جب پھر خان حالات میں بندھا تھا ایک میں دین جیت کر دیا
اب اس کے لیے میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
اور دین جیت کر دیا، اس کے لیے میں نے اس کے لیے

دین جیت کر دیا، اس کے لیے میں نے اس کے لیے
آئی ہوں کہ میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
پھر خان کے لیے میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
کہا کہ میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
تھا جس نے میرے سے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
تو میرے سے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
ماں کے لیے میں نے اس کے لیے

میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے
میں نے اس کے لیے میں نے اس کے لیے

۱۔ صورتِ مال معلوم کرنے کا ارادہ ہی کہہ دیا تھا کہ یہی حکمت تھی کہ وہ یہاں سے گھبراہ میرے کمرے میں داخل ہوا۔

ایک آدمی ملی سنی ہوئی اور دکانٹے اور دھوئی میں بیٹھ گیا۔
اسٹ کے نیچے قیاس میں تھی۔ سانسو نے رنگ کا وہ مکین سا آدمی
سے منگوا تھا۔ دیگر دو آدمیوں نے اسے دایں بائیں سے کپڑے
دھاتے اور وہ اسے کتے ہوئے خود کو چھڑانے کا نام کو کشش
دے رہا تھا۔

جن دو افراد نے اسے پکڑ کر تھان خان میں سے ایک کچھڑ
 اور دوسرا نوجوان تھا۔ ان کے لباس اور کھڑکھاؤ سے اجازت
 دے کر تھان خان کو حوٹا لے گئے۔ تعجب رکھتے ہیں۔ بعد میں چاہا کہ وہ
 بیٹا تھے اور ان شخص کو انھوں نے پکڑ رکھا تھا وہ گورنر تھا۔
 ”اس کو بند کر دیجیے، نوجوان نے کہا“ اس نے ہمارے حالات
 راز فاش کر دی ہے“

”اس کے بازو چھوڑ دو اور آدھ سا دم سے ساری بات بتاؤ“
 ”یہ جھوٹ ہے سرکار! گو کہ میں نے عاجزانہ انداز میں ہاتھ
 نیچہ ڈرکے ہیں، مگر کارمروہ خود ہی غائب ہو چکا ہے، یہ جتنی بھی شہنشاہی اس
 قہرستان میں کارمروہ پہنچے ہیں، ہم نے تو سب سال کا کھانا خریدا اور دیکھ
 کر کیا کرنا تھا جی“

”اوشے سنہ سنہ سال کے بات کر“ ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔
 ”میرے باپ کا ادب سے نام لے۔ اگر دوبان گلا سڑا سڑا کر
 تو جھڑا حق میں آتا رہوں گا“

”تھا تیار مارا صاحب انھوں نے مجھے بہت تالاب سے بھیجا کہوں
کے فریاد کی۔ ان کے خلاف رپٹ لکھیں گی“
”اوسے چپ کر کو تے داخلہ نہ ہو جسے تے“ ادھر دھر
شخص نے اُسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔
”مارو بچو چنگی طراں مارو تو یہ گورکن نے روئے والی آواز

خزان

سرخ لٹے والے ایک شخص کا قصہ جس کا آغاز اُس کی موت کے بعد ہوا۔ اُس نے کہا کہ اچھا کہ اس کی اولاد دے ہے۔
 قبر میں بھی چین سے سوئے نہیں رہا۔ اُس کا سر وہ پولیس والے کے سامنے آگیا۔

شور و غل، پکڑ دھکڑ، زنجیروں کی جھنڈ، مجرموں کا آقا۔

[illegible]

تو پھر وہ والہیں کیوں نہیں آیا پتھاری کسی سے کوئی دشمنی تو نہیں ہے؟

[illegible]

اور وہ کس کام کے لیے گھر سے نکلنا تھا؟



دو گھنٹے کے بعد مرڈ ٹھکانے کے کمرے سے جبراً نکلے گا اور اسے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

جیسے آپ کہیں ہیں؟

"تم نے ابھی کوئی بات بتائی ہے؟"

"اگر کوئی بتائی تھی... ہاں اب میں اگر کم کر بھی یہ سلا تقصد

بتاتا ہے"

وہ تو بہت سی دھماکا تھا! بایست نہ ہاں چالاک۔

"میں آپ کی شخص کو جاننے سے بہت پر غور کر رہا تھا؟"

"میں جانتا ہوں کہ اچھے لوگ ہیں۔ یہ سب سے پہلے ان لوگوں

لے آئیں ان کے پاس آکر دیکھیں تو ان کی شکل نہیں چوکی کی

اور لوگوں سے ہیں اسے قرین آگے دیکھا ہوگا"

"خوبصورتی میں نے کہا: تم خوش ہو کر سوچو کہ وہ اور اسے

خوش کرنے کے لئے؟"

"اے میں ان کے لئے کیا کر بھی سکے ساتھ ساتھ جانا ہے۔ اسے

یقین تھا کہ اگر وہ شخص کو توں میں نے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

وہ ان کی انگریز کے لئے بہت جلد سے لے گا۔"



ابھی ان کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ ان سے شریک چند لوگوں سے

بست کر کے ان کا کام اور باہر سے لیا۔

"میں منہ سے کہہ رہا تھا کہ وہ وہی شخص ہے۔ اس کا

نام شفیق الرحمن تھا اور وہ اسکول پڑھتا تھا۔

دیکھ کے جواب میں اس نے خود ہی دروازہ کھولا اور

دیکھ کر کہہ کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے لکھو وہ میرے خوش الحان

اور دیانت دار شخص نظر آتا تھا۔

وہی کلمات کے بعد میں نے کہا: شفیق صاحب! خوش ہے کہ

لوگوں میں سے ہیں۔ ہم ایک چھوٹے سے محلہ کے ترقی پسندوں کا

چاہتے ہیں۔"

"مگر کی؟"

"یہ خوش ہو کر کہہ رہے ہیں۔ میں نے خوش ہو کر ان کی طرف اشارہ کیا۔

"اس نے ان کی بات پر کھانا کھا کر ان کے ساتھ ان کی طرف سے آپ سے

کوئی پھر نہیں کے اندر آئی تھی۔ وہاں کیا چیز تھی؟

"وہ ایک غور پر تھا؟"

"میں خیال ہے کہ غور پر تھا۔ وہ لوگ استعمال کرتے تھے"

"میں نے صرف مرحوم کی خواہش پر ہی کی تھی۔ اس نے جواب

دیا: ذاتی طور پر یہ خیال ہے کہ اگر ان کے اندر غور پر نہ ہو

بہر حال غور پر نہ ہو کہ وہ فائدہ پہنچا سکا؟"

"میں نے صرف غور پر نہ ہو کہ وہ فائدہ پہنچا سکا؟"

"میں نے سوچتے ہوئے جواب دیا: یہ کوئی بات آگے نہیں

برآں بات ہے۔ اس کے ایک بڑے ساڑ کا غور پر نہ ہوا تھا اور

میں نے یہ دیکھا تھا کہ ان کی ذہانت کے بعد میں وہ غور پر نہ

وقت اس کے نہیں کے اندر کہ وہوں جب اس کی کیفیت میں

میں ان کی دیکھنے کے لئے یہ دیکھا تھا کہ ان کی غور پر نہ

کی صورت سے تھی کہ وہ غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ

پورے غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ

پورے غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ

"آپ کے خیال میں اس کی غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ

"آپ کے خیال میں اس کی غور پر نہ کر کے ان کی غور پر نہ

کو میں نے دو دفعہ دیکھا تھا ایک دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب اس کی

ذہانت پوری بال باغ غور پر نہ کر کے اسے مدد کی بندہ کا میری

حقیقت تھا۔ اس کا سارے ہی خاصا بڑا تھا اور ذہانت میں زیادہ تھا۔

نہال ہے کہ اس کے اندر اس وقت اس کا غور پر نہ

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

"آپ نے اسے دیکھا تھا؟"

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

تھے کہ میرے پیر کا وہ دوسری دفعہ اس وقت جب خواہش

کرنا تھا کہ وہ دوبہت احتیاط سے عمل رہا تھا کہ اس کے بھائی کو
 شک نہ ہو کہ اس کے پیچھے اس طرح جاسوس پیدا کرنا تو وہ خود
 جیسے ہی رنگ جاتا ہوا تو وہ شہادت ملے گی کہ قریب پنج
 کروڑ گیارہ سو غلام اس کے احقر کے کام کو مکمل کرنا شروع کرنا
 سمجھے۔ بدلتے آنے ان خیال پر مبنی کہ اس نے تحقیق ضرورت
 کے تحت شہادت ملے گی کہ قریب نو لاکھ کی اجازت نہیں دی تھی۔
 جبراً بھی سے زیادہ گھڑی ہوئی تھی۔

قرعہ کو دے دو اور سب استقامت کا دم رکھو! انھیں اپنے
 سے بہت دُشمن اور کمزور بنا دو۔
 اے میرا بیٹا! میرے کلمہ کی پٹیاں بن کر اسے کھینچ کر پورے
 "ابھین" میں لٹا دے گا تو اس کا عمل کرے دو
 اے ایسے آئیے کہ قدمے تلے سے کھا کر اس کا پتہ
 کہے بہتر کرنا سکھ جائز ہے دوسرے میں ہاں
 یہ بات بھی میں پسند نہیں کرتا جو میرے لئے میرا اور
 تبدیل نہیں ہے۔ یہ سچا لائق اس شخص کو کہ وہ لاکھوں
 نکلے ہیں کہ جو خدا کی راہ میں چلے جائیں اور اسے
 کوئی خاص نام نہ نہلا۔ دراصل میں ملنے کی تمہیں بتایا جا تا تھا

[illegible]

یکدیگر کے بعد قہر کو دھندلے واسطے چنا گیا کہ موقوف کیا
 اور جب کہ اندر غائب ہو گیا غالب اندازہ اس چیز کی تلاش میں تھا
 جس کے لیے اس نے ساری محنت کی تھی اور اس بار وہ چھوڑ کر صبر و
 حیرت سے باہر نکلتا ہوا تھا کہ اس نے فریاد کر لی کہ قہر کے اندر قہر
 میں تو کھڑا تھا کہ اس نے اس کی طرف سے کیا کیا ہے۔
 میں صبر و حیرت رہا تھا کہ قہر کے اندر سے ایک دلدہ و جنت شریف
 کی دھواں آ رہی ہے جسے جنت میں موقوف ہو گیا تھا کہ اس میں ایسی
 جنت اور ایسی شدت کا رسلہ ہے جو دنیا کے لوگ نہ سمجھتے۔ چند
 لمحوں کے لیے ہم ان کی بگولیں پرست ہو گئے۔
 قہر کو دھندلے واسطے چنا گیا کہ موقوف کیا گیا تھا کہ اس نے
 فرات میں جا کر اسے کھوش نہیں تھا کہ اس کے لیے میں کیا چیز

آدمی تھی۔ وہ قبروں سے اٹھ اٹھ کر اور اونچی نیچی گھسوں کو پھاڑ گت بن جا رہا تھا۔

ہاں! اسے دیکھو! میں نے سچ کر کہا اور میں نے تعاقب کیا۔
میرے ساتھیوں نے بھی میری تقلید کی۔
مذکورہ شخص دو دن گرا سڑکا اس نے دوڑنا سونو تو نہیں کیا۔
نیا۔ گری کے وجہ سے اسے داغیں لگیں۔ خاص طور پر اس کے
تاج پر اس کی تانیں کوئی واقعہ نہیں ہوئی۔ مجھے یقین ہو گیا
تہہ جڑ نہیں سکیں گے۔

قرطبی نے دیکھا کہ وہ اپنے بعد وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 ہو گیا۔ یہ جو شخص قرطبی سے بچ کر رہا ہے، اسے قرطبی نے
 راستہ اختیار کرنا پڑا تھا۔
 قرطبی نے دیکھا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 سے دوسرے کو اور کونسا لگاؤ رکھتا ہے؟
 میں نے کہا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 انہوں نے کہا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 تو میں نے کہا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 انہوں نے کہا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔
 تو میں نے کہا کہ وہ اپنے غلطوں سے بچا۔

[illegible][illegible]

صورت حال انتہائی بدامرا تھی۔ میں نے اسے قبر کے پاس
ہانا چاہا مگر وہ قبرستان میں قدم رکھنے پر تیار نہیں تھا۔ بولا۔

مگر وہ دوسرا کس کے لئے تھا؟ اس پر جسے کسی نے جواب دیا تو اس نے کہا کہ یہ تو میری بات ہے۔
 اے انسان کی زندگی کے ساتھ کہ جسے تیرا دوسرا کس کے لئے تھا؟ وہاں سے کیا؟
 اگلی کی باتوں نے بھی میں کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ میں نے اسے
 دیکھا کہ اس کی چھوڑا اور باقی دو آدمیوں کے ہمراہ وہ بارہ قبرستان
 اٹھ رہا۔
 رات کے اُس ستارے میں سخاوت علی کی قبر کے قریب جاتے
 یہ خوف منہوں ہوتا تھا۔

ہم قرآن کے اس بارے میں پڑھ کر آئے اور اس سے اندر کوئی حال
 جو کچھ ہمیں نظر آیا اگلے دو دن کے لئے کر دیتے کہ لے
 حاضر میں بھی ہوئی اسی صاف نظر آ رہی تھی۔ میں نے اہل جگہ
 میں اس سے گفتگو کی، ہوا میں اس دن کے تمام برسوں کی
 اور بھی ہوئی تھی، یہی دل تھی۔ اسے اس آنگارہ کو دیکھ کر کیا
 "استغفر اللہ... استغفر اللہ... اس نے کہا" یہ ہم کیا کر رہے
 ہیں... کیا چیز ہے؟
 میں نے بھی ہو گیا، اس سے پہلے کہ مجھے سونے کے اس
 مکان کی طرف سے

[illegible]

نہ کہا کہ اس کی دلجوئی میں اس کی خمارت علیٰ غلہ سے کہیں کہیں کی
 تھوڑی سی کھانسی کے بعد اس کے سانسوں نے ایک سوئے لے کر اٹھا کر جس کے
 منہ سے دھڑک دھڑکاتے ہوئے سانس نکلا وہ اس کے ساتھ قریب میں جاتے تھے
 اسے ایسے اڑنے لگے کہ اس کے سر کے گرد سے پتلی سے پتلی سے نکلتا
 ہو چکا کہ اس سے چپک جاتا بھیک میں نہیں آتا تیار لے کر لے کر لے کر
 بچوں کو رکھ کر اس سے پتلا ہوتا ہے۔

اس وقت میں نے اس کو دیکھا، اسی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس میں
 اتنا ہی وقت ہے کہ میرے لیے یہ دیکھ کر اس کی ایک کھانسی دوزخ میں
 لے جائے گی کہ میں اس کے چاکر کو چوک سوتا اور جاری کرتے ہیں کہ اس کو
 اپنے تھوڑے لے کر میرے چپکے سے لے کر لے کر لے کر لے کر اس کے ساتھ چپکے
 لے کر اس میں تیار کیا جائے گا اور اس سے کہ اس کی شانیں اور اس کو

اور بیٹوں کو دانا غاٹے گا اور کھانا ملے گا کہ یہ وہ دولت ہے جسے ہم اپنا جلاوطن کہے ہیں۔ جمیع کیا کرتے تھے۔ (۹:۲۵)

میں اس وقت، ہم میں سے کوئی بھی قبریں اترنے اور لاشی کا کھنہ درست کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ ہم نے ہی فیصلہ کیا کہ وہ کام صبح کیا جائے گا۔

جب ہم سپاہی کے پاس پہنچے تو وہ پریشان کھڑا تھا۔ میں نے اکرم کے ہاتھ میں لے لیا تو اس نے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں نے اشارے کی سمت دیکھا تو اکرم کو بے حوصلے انداز میں زمین پر پڑے ہوئے ملا۔

”جب زیر اخیال ہے کہ بعض خصوصیات ہر چاہنے والے کے لیے ہوتی ہیں۔
 ”کہا ”میرے لیے اس کے اقبال جرم کا ہی تھا۔“
 ”کہا ”میرا اقبال میرے لیے تھا۔“
 ”تو کہہ دیجئے کہ تمہاری زندگی کا یہ حق ہے تو یہ باطل
 ٹھیک تھا۔ تم نے تو یہ نہیں کیا؟“
 ”میں جانتا ہوں کہ تو سب اچھے نہیں کرنا۔“
 ”میں نے تجھے جیسا کہ کر دیا ہے، میں اس کا ساتھ کرنا۔“
 واقعہ یہ تھا۔

[illegible]

ہم نے دیکھا کہ اسے ہوا میں اٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ پہنچتا ہے اور اسے ہر جگہ گھومنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے وہاں لے جاتا ہے جہاں اس کا دل چاہتا ہے۔

اس کے ساتھ ہم اس کے حق سے طعنہ چڑھ کر برا بدلتا ہوں اور قہر سے لگا کر اسے دھمکا دیتا ہوں کہ اسے اس طرف ہٹا دوں گے۔ ایک ٹرانسے سے دو اسٹافوں کی جان لے لیں اور پیچھے ہٹنے والوں کے لیے صورت نکالیں گے۔

بعد میں یہ معلوم ہوا کہ اس نے اس کے ساتھ اپنے بعض لوگوں کے لیے اسے غارت گریز پر لے کر ان کی رقم چھین لی اور تمام لوگوں میں تقسیم کر دی تھی۔

نقیب

چند روز قبل ایک ممتاز سیاست دان نے مجھے منگھڑے دوران کار ہمارے کک کا سیاست میں شوق میں علی حسین، اس بات میں کتنی سنجائی ہے، اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں لیکن اس کی بات میں کچھ ایک پانا واقتہ یاد آ رہی ہے۔

ان دنوں میں ایک چوسٹے قصبے میں مقیم تھا۔ اس قصبے میں ایک ساجو گارڈ بھی رہتا تھا جس کا مقامی سیاست میں غلامی، دخل تھا۔ اس کا نام مجھ پر حصری نظام کوئی نہیں کہہ سکتے۔ اسے انتخاب میں حق لینے یا عدم حاصل کرنے کا شوق نہیں تھا، تاہم اس کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ سیاسی اور تبلیغاتی اداروں میں اس کے پیار و سہارا دے کر اس کی سیاسی حاصل کریں۔ وہ حوض و حادہ لادو جو تو میں غلاما مہار تھا۔ دھونس اور حدادتی کے لیے وہ کاپنڈیہ قلعہ سے کام لیتا تھا۔

نور اہل میں اسی گزوں میں سے تھا۔ اس کا پتہ لانا میں بڑا دیر تھا۔ اور چوسٹے سے لے کر خاندانوں سے باتا دہر جتنا وصول کرتا تھا۔ مجھے اس علاقے میں چند روز ہی ہوسکتے تھے کہ ایک شام ایک اور حوض میں خلسے میں آیا اور گلزار بلند، راد فریڈکسٹے لگا۔ میں اپنے کمرے سے باہر نکلا اور حوضی نہر کورت پوچھا کہ اس پر کیا آفت نازل ہوئی ہے؟

اس نے اپنا نام کارگل پر بتایا اور کہا اس نے حال ہی میں بڑی چون کی کوئی کوئی نہیں کہہ دیر پہلے ہی کی زبان پر ایک نڈھال آیا اور کہہ سالاں خیر۔ اس میں با دل، کھی اور کچھ دیگر چیزیں شامل تھیں۔

کارگل نے اس کی مرضی کے مطابق تمام چیزیں تول کر اتار دیں، مثال میں۔ نور اہل نے وہ شام چوسٹے کے ایک قصبے میں ملایں اور قصبے اور ایک نیر میں دیوار کارگل نے لٹے

بے گارزوی اور کہا: میں اپنے کمرے کو دیتے جاؤ؟

چوسٹے میں مل جائی گے، نور اہل نے کمرے میں کمرہ: میرا بڑا ہے۔

باناڑے کسب لوگ مجھے جانتے ہیں۔

کارگل نے خاندانی چکر چکر نور اہل کے پیچھے لپکا اور اس روتے ہوئے بولا: میں اداکار کا لادیا نہیں کرتا اگر نہ میں تو سامان بکھ دوں۔

نور اہل نے کسب کا طرف دھکا دیا اور جتا رہا۔

کارگل نے دوبارہ اس کا ہاتھ دھکا۔ اس مرتبہ نور اہل کے کمرے پر آئے گا قصبہ بڑا کمرہ تھیں۔

کارگل نے بازار میں کمرے سے بھر کر مہیا، مرغی کوئی جنس موکو دیا۔ تب وہ کالہ بند کمرے تھا جسے پیش کیا۔

میں نے اسے لڑکی اور ایک خاندان کو بیجا جوگی حوضی جتھانے میں کام کر رہا تھا۔

یہ نور اہل کون ہے؟ میں نے اس سے پوچھا۔

خاندان نے ان کے چھپے ہوئے مکان اور قصبے کا ذکر کرتے بولا: یہی چوسٹے خان، کم کا آدمی ہے۔ اگر شکر اکلے گا

بڑا قصبہ میں ہے؟

تم کو کون سے اس کے خلاف کارروائی کریں نہیں کی؟

کارروائی تو جناب جرم کی جا رہی ہے؟

میں کبھی کارروائی کر دھٹلنے کی کوشش کر رہا تھا جس نے غلطی سے کہا: ایک آدمی ساتھ لے جاؤ اور اسے فوراً قتل نہ ماحر کرد۔ میں بھی تو اس کی موت دیکھوں۔

حوالہ دے کر ایک بار سچ بتا لیا، بولا: اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھری تعزیر کرادوں۔

تمہاری کیا فرشتے ہادی ہے اس کے ساتھ؟

جناب... دھٹلے کوئی نہیں ہے؟

تو جاؤ پھر، جو میں نے کہا ہے وہ بھی کر دو۔

حوالہ دلا کر اس کے رخصت ہو گیا۔ میں نے کارگل کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔

تقریباً پانچ گھنٹے کے بعد ایک قوی اور بڑا اور طویل القامت نور اہل جو تھوڑا سا جاتا میرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سید شہزاد علی حسین میں دیکھی تو اس نے گھبرایا ہوا تھا۔



آپ اپنی پیشکش کا خیال بھی رکھیں یہ چودھری نے کہا اور
برصغیر سے لڑنے لگا۔
چند دن کے بعد جگر پر خون فروزش کی دکان اس کا گ
لب گئی اور اس غریب کی سرشت پر جل کر رکھ ہو گئی۔ یہ بات واقع
حق کرک کہ اور نے اپنے لئے لگا لی تھی لیکن شاہر علی بوٹ دینا
کو اپنے نینا پر نہ ہی اس نے کسی پر شک کیا اور کیا۔ ہم کسی
مدنی کے بچہ کو لگا کر اور دانی نہیں کہتے تھے۔ غالباً نور سے لوہار
نے شاہر علی کو دھکی و خیزو دین ہی تھی۔

میں نے شاہر علی کو پیٹا اور پھر ہمارے دیگر کسی دغرف کے
آتشزدگی کا پورا درجہ کر دیا۔ ہم اس کی پوری مدد کر رہے
تھے۔ معلوم ہوا تھا کہ وہ نور سے لوہار کو دھکی سے سنت خائف تھا۔
اُس نے خوب دیکر آگ آٹھنا خاک لگ گئی تھی۔ اُسے کسی پر شک
نہیں ہے۔

نور سے لوہار کی زبردستی کی جیوس میں دینا اور تین مہینے
رہی تھیں۔ لیکن غلہ پر تھا کہ کوئی شخص مدد نہ کرتا رہا۔
ہوتا تھا۔ دوسرا پھر تھا کہ اُسے چودھری نظام دین کی پٹھان
معالجہ تھی۔ ایک ماہ کے بعد بھی معلوم ہوئی کہ پولیس کے بعض

مکانوں
میں سے نہ بڑے کہ آپ نے ایک سے لگا کر ختم کرنا
بنا کر دیا اور کیا تھا؟ وہ اصل بات کی طرف گیا۔
میں اس کا اشارہ سمجھا گیا۔ میں نے کہا کہ جس شخص نے آپ
پر چڑی ہے اس سے صحت پر لڑا ہے۔ میں یہاں رہوں اور
دروں کو گرتے نہیں اُن کی حفاظت کرنے کا ہوں گا۔
دو دفع سے بولا۔ اے ملک صاحب، یہاں میں تھا نہ دار
اچھے سے ہماری خوشنوی حاصل ہوتی ہے؟
آگر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں یہاں آ کر خوش ہوں تو
آپ کا اندازہ ٹھیک نہیں ہے۔ اور جابل تک خوشنوی
آپ سے کہیں اپنے آخروں کی خوشنوی حاصل ہے۔ مجھے
ادار کی خوشنوی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
وہ کل کر ملے آگیا، بولا۔ فوراً ہی لڑا کہ ہے؟
غالباً آپ نور سے لوہار کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے کہہ
دیا ایک غریب پر خون فروزش کی دکان سے لے کر
ہمارے کو کرنا چاہتا تھا۔ عرف میں نہیں اُس سے نہیں
مٹھنے پر رجحان فروزش کو مارا یا بھی تھا۔ میں نے تفسیر
پھر چڑھ دیا تھا۔ آگر وہ آپ کا کہے تو اُسے بھلاؤ اس
نہ خیروں سے آپ کی پڑھیں خواب ہوگی؟

کیونکہ میں آپ نے اسے مارا کیوں تھا؟ میں نے بولا۔
وہ دیکر بولنے لگا تھا، بولا۔ مرکوب پر جھوٹ کر لیتے۔
اس نے میرے گرد گریبان پر کیا تھا اور اس نے اسے ہلکا سا مارا تھا
آگر آپ کو یہ بات نہیں چاہی ہے تو بڑے جنگ میں لڑا کی سزا
کر دیاں۔ ہندہ صاحبہ تو اس کو گتے کو مارے۔ اس میں ہرگز
کیا نہ تھا؟
وہ دیکھ دے نور سے! آج تو میں تھیں چڑھا ہوں۔ میں نے
کہا۔ آج نہ آگے اس بات کی محبت کی تھی کہ میں نے اس کا
سے قیامت اولی کے بغیر سامان اٹھایا ہے تو مجھ سے ہرگز
نہیں ہوگا سمجھے؟
ہم بہتر ہستہ مرکوب، اُس نے جواب دیا اور اشارہ کرنا
باز وضاحت ہو گیا۔

لیکن وہ ایک شخص، جس نے سیاہی وانی اور تپ دار
پگڑی پہنی تھی۔ جس نے کہہ کر فرسے قتلے میں داخل ہوا۔ اسی
کی گھنٹی کو بچوں میں سنیدی چمک رہی تھی اور گندے ر و سٹا
چمک رہا تھا۔ اُس کے ساتھ میں یا چار صاحب بھی تھے۔ جن
کو اس نے ہر دوک و بار ادھاک عالم اٹانے سے چلنا اور ایسے
کرتے میں داخل ہوا۔ اس کی چال میں تیز اور تھمک پایا جاتا تھا۔
نے بل ہی نظر میں اس شخص کی زبان نہ کرنا شروع کر دیا۔
آپ شاید اس قتلے میں سے آئے ہیں؟ اُس نے کسی
کلمات کے بغیر کہا۔ یہ کیا نام ہے آپ کا؟
میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ انا
قتلے میں آیا ہوں کام جھانپنا کیا آپ کو پٹھانوں کا
پاہنے ہیں؟
شاہر آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟
میں نے خشک جیسے میں کہا۔ یہ جان پہچان کر دانے سے
ہوئی ہے۔ آپ کا نام کیا کہیں؟
میں... چودھری نظام دین ہوں اُس نے تیری زہال
میرے سامنے میں جو میں تھا تھا کیا نہ کہنے وہ مجھے سامنے
خود آگیا۔
سلام کا ناست درمول اور دیکھ کا کہے۔ میں نے کہا۔
تکے کی کوئی شخص کسی کے گرد تھیں داخل ہوا سلام کا نام
پر واجب ہوتا ہے۔
وہ میری اس بات پر ہلکا رہ گیا۔
میں نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا کہ میں ملک کے ہندہ
جیات کے ہیں۔ اگر کسی ضرورت پڑی تو آپ کے پاس نہ

اُس کے گھر کو ملے بال بلیانی پر پہلے پہنچے تھے۔ خاصے
فرنگیوں کا کڑی تھا۔ تو اسے ڈپ کے کنگ چمک تھا۔
السلام علیکم مرکوب... اُس نے دونوں ہاتھ جو کر
جیاتی کے لئے اس کے اور سر کو ملایا۔ تو دھار حضرتہ جناب؟
سالدار اُس کے پیچھے گئے کہ میں داخل ہوا اور بولا۔
ملک صاحب، یہ نور لوہار ہے؟
میں نے سر سے سر تک اُس کا جائزہ لیا۔ اُس کے چہرے
پر کوئی دغرف نہیں تھا۔ اُس کا رنگ سا نور اور چلنے کی طرا
سنت تھی۔ عین مولیٰ پٹھان کی اس کا پٹھان لگا دیکھی تھی۔
میں نے سخت جیسے میں کہا۔ آج نہ بڑے ہستہ برماشی
جئے چہرے پر شریف کو لڑنے تک مجھے بڑا
ہے کہ آپ کو غلط اطلاع دی ہے، مرکوب اُس نے
برخام باغیڑی کے کہا۔ لیکن اس کے بڑوں پر شیطان کا سکرانٹ
تھی۔ میں شریف، اُسی ہوں۔ جی۔ سا اور کھیری شرافت کی گواہی
دے سکتے ہیں۔
میں نے شاہر علی کی طرف اشارہ کر کے ہوتے کہا کہ تم
اسے شریف آدمی کی دکان سے سو دیا اور جب اُس نے
پیٹے ملنے کو تم نے اس کو مارا اور دے گئے دیے؟
یہ جھوٹ ہے، مرکوب! یہ شخص میرے باپ کے برابر ہے۔
میں نے اسے ہاتھ لگا کر کہا۔ ہوں، ہاں، میں نے دانی نہیں
دیکھ۔ دراصل...
پیشہ کو میں دیکھنے میں نے قاتل کہا۔ کیا تم اپنے
باپ کی زبان کو چار ملے گئے تھے؟
وہ اس وقت میری جیب میں سے نہیں تھے؟ اُس کے
ہر گز میں ہر گز شیطان کی سلاہ تھی۔ یہ بات کے سامان لڑنے
کے بعد معلوم ہوئی تھی۔ میں نے چاہا کہ ابھی کہہ کر سے پیے
کر دے جاتا ہوں، جو اس نے میرے گرد لپکا کر دیا اور گایاں
دینے لگا۔
اوتے لگا کر خدا کو خوف کرنا شاہر علی نے کہا۔ یہ جھوٹ
ذول، ایک دن آکر جان دے دے؟
چاہا۔ جان تو تم نے بھی اکر دین ہے؟ نور سے نے
ڈھٹائی ہے کہ۔ پھر آپ سے میرے کان کو شاہر علی کی فطرت
پر ملے۔ لڑا۔ تو آپ نے پیسے نہ لے کر گجران چاہے تو
وہ میں نے جی شریف دی ہوں۔ میں نے میں کہا میں تھا کہ
قتوی کی میری پیسے بھلا دیتا ہوں، بخرم ملے ہیں نہیں؟
شاہر علی نے پیسے لیے، پھر بولا۔ جناب، اس نے
مجھے دے گئے تھے اور دانا میں تھا؟

آزمائش کی کڑی دھوپ میں ایک پاکستانی جال باز کاسٹر
جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں..... خوب نوب جگر براف ہوا
جاسوسی ڈائجسٹ میں سلسلہ وار شائع ہونے والی مقبول کہانی
علی باغ خان کی سرگزشت

مجاہد

کتابی علی میں ۔ نے شائع ہیں

قیمت فی حصہ =/ روپے ڈاک خرچ - روپے
چاروں حصے ایک ساتھ منگائے پر ڈاک خرچ ملاف

کتابیات چلی کیشنر - پوسٹ بکس نمبر ۲۳ - کراچی نمبر ۷۴۲۰۰

نچیلے دھڑکے کے اہلکار بھی دوسرے سے ملے رہتے تھے۔ فورا جو
بچتا وصول کرتا تھا اس میں ہی لوگ بھی شریک تھے۔
ان حالات میں کسی سرکاری پرچہ پڑھنا تھا خاصا مشکل ہوتا
ہے۔ ایسی جگہوں کا کوئی نامہ نہیں ہوتا جس میں کوئی مضبوط
کیس نہ ہو۔ بلکہ چاروں طرف کے دعوامات پر سہا بوجا نامہ اور دوا
دینا نہایت سہا ہے۔
میں نے دسے پر نظر رکھا تھا کسی اور کسی مضبوط کیس میں سے
قاپر کرنا پڑتا تھا۔
میرے کمرے کے بعد کوئل باڑے کے استقبالات کا اعلان ہوا اور
ایداہوں نے آخانی ام شروع کر دی۔
جس قبیلے کی میں بات کر رہا ہوں اُس میں کل تین ایداہ
تھے۔ پہلا ایداہ دربار کو پڑھا۔ اُس نے جو پر شروع ہوا کرتے
اُس میں راز دربار قسم لیا۔ کچھ اُس نے اُسے سلام بھی کر
کے۔ یہی ذات اور لوہری پہلے ہی کوئی خاص فرق نہیں، اُس نے اُسے
خود کو لوہی کے لقب سے بھی پکارتا ہے۔ لہذا وہ فورا ہمارے
نور میں بیٹھ گیا۔
دوسرا ایداہ ایک چوڑا بے زیندار تھا اور زیادہ باور نہیں
تھا۔ اُس کے پاس سے میری راہ گئی وہ دیر نہ چوڑی تھا اپنا
دھواں لٹکا لٹکا تھلا ایداہ دار لگا۔ ڈاکو تھا۔ اس کا نام بشارت علی تھا
وہ کا لٹکا لٹکا نہیں تھا صرف بیکل بیکل پتھر تھلا اور سات
آٹھ سال سے حکام کی خدمت کر رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں اللہ
شکار بھی تھی۔
پچیس برس سے سال ڈاکو بشارت علی خوش اخلاق اور نرم
مزاج بھی تھا۔ قبیلے کا رئیس اُسے جانتا تھا اور سبھی اُس سے
تھا۔ اُس نے اُن کا کام کیا ہی نہیں تھی۔
چودھری نے اُس کی وجہ سے کہا کہ یہاں معلوم ہوئی کہ اُس نے
ڈاکو بشارت علی کے پاس اپنا اُن بچا اور اُسے مشورہ دیا کہ وہ
استقبالات سے متبردار رہ جائے۔ لیکن بشارت علی نے مشورہ
منہ سے انکار کر دیا۔
چودھری نے مذازہ لگا کر موملی ڈاکو سے کہہ دیا
کہ لاٹھ مارو، لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس
قسم کے لاٹھ مارو، لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس لٹکاس
ہوئے سے انکار کر دیا۔
اُس کے دور دراز چودھری کی چند آدمی تھے۔ میں
اُن کے اُن بشارت علی کے آدمیوں کے دوسرے کے ساتھ اور
پڑمیاں کانٹوں اور میاں چلائے۔ لہذا اُن کے خلاف کوئی بھی
جائے۔ اُنھوں نے رفاہ میں کیا کہ وہ چودھری تھا اُن کا
نہیں تھا۔

[illegible]

میں اس کی تاج کا ہول کر بشارت علی ایک خوش افلاک انسان
 ہائی تم کہ کھنکھاتی تھی، اور اس کا خواب میں اس کی کامیابی کا خاصہ
 مکان تھا۔ چھ مہرہ کی تمام دنیا اسے خیریت کی خوشخبری کے
 وجود کا نام تھا۔ لہذا اسے راستے سے ہٹانے کا ایک ہی طریقہ
 مل گیا تھا۔ اور وہ چاروں طرف سے گھیر کر اس کی بشارت
 بشارت علی کی حال میں شادی ہو چکی تھی اور اس کا بچہ
 وقتی تھا۔ اس کی بوی بڑا ایک غریب گھر لے کر پڑی تھی
 لڑکی تھی اور چار دیواری اس کا مالک تھی۔

بچے کے روزگار کے ذریعہ بشارت علی اپنی ذہنی سرگرمی
 کر کے رکھ کر کے لے، روزگار ہوا تو اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے
 ہاتھ کی بات اس کے دل پر آئے۔

وہ اپنے گھر کے لئے ایک تھکے اور لوگوں کو کافی غصہ ہو
 اٹھی تھی۔ سرور کی وجہ سے تھکے کی گلیاں اور بار بار مسلمان بڑے
 تھے۔ ان لوگوں میں مسلمانوں میں چھوٹے لوگوں کے لوگ بڑی
 وجہ تھے۔

جب بشارت علی گھر کے سامنے پہنچا تو اس نے دیکھ کر
 بیرونی دروازہ کھلا دیا تھا، اور اندر سے مومن کا خوش قسمتی۔ وہ
 قریب ہوا اور بوی کو دیکھ کر ہوا دے دیا۔ داخل ہوا۔ جیسے یہاں
 تھا تاکہ کر کے تھکے، جاکر کھانے کی بن علی تھی اور ضعف
 میں آ گیا تھا۔ انھوں نے اپنے بیرونی دروازے پر ہاتھ رکھے
 اسے اس کے گھر پر گھسے۔

یہ حرکت جان بوجھ کر بشارت علی کے اسیان خانہ ہو گئی۔
 ایک شریف نے کہا اور اس صورت حال سے بھی وہ بے
 میں ہو گیا تھا۔ اسے سمجھ نہ آئی تھی کہ اس کی خیال آ رہی ہے۔
 اس نے کہا کہ اگرچہ انھوں نے اسے دیکھ کر کہتے ہیں میں بھی
 ہوشیار ہوں۔ اس کے بارے میں جان لی۔

تو... تو... تو... بشارت علی کو تو بوی کا
 پوچھا تھا۔ اور... اس کے پاس تو...
 ان میں سے ایک شخص نے، جو اسے حاضر فرمایا، بشارت
 دیکھ کر اسے پکارا میں غریب کہنی اور ہوا۔ بہانہ دینے
 کے لیے تھا۔

تو... تو... تو... یہاں تو کوئی نہ پائے۔ والا نہیں
 ہے۔ تو گھر کو غلط جگہ پر آئے۔ جو ہم... میں تو بشارت علی
 کی گھر کی بیویوں کی ضرورت ہو تو...
 میں نے کہا کہ بشارت کی ضرورت صرف دیکھ کر دیا اور
 وہ بہانہ دیکھ کر اس کے ہاتھ... تو دونوں میں سے کوئی ایک

[illegible]

لوگ میرے ساتھ ملوک کیوں کر رہے ہو؟
 میرے شخص نے تمہارے لئے کیا کیا ہے؟
 گئے تو تمہاری بیوی مانے گی؟ پھر اس نے اپنے آپ کو کیوں
 کہا؟ انکار اور اس صورت کے پھیلنے سے
 وہ لوگ اس مذہم حرکات پر بیٹھے تھے۔
 خدا کے بند سے بدشت کے ہاٹے ٹھنڈا پسینہ
 پیٹتے چلا تھا اور اس پر تھمے سے ٹپ ٹپاتی تھی۔ یوں مسلم جوتا
 تھا کہ وہ جس وقت بھی گرے گی
 روکنے میں ملے گی کی حالت سے پریشان ہو کر پڑے
 اتنا مارشوں کر رہے
 اس کے بعد جبکہ ہر اتھادیہ اس کے بیان کی اجانت
 نہیں دیتی۔
 یہ بات بڑی واضح تھی کہ ہر شخص کو لوہا پر تھا۔ شرات
 علی نے یہ بیان کیا تھا اور اپنے ایک تہری دوست کو کہہ
 میں اس کے پاس سے تیار ہوں تھا۔
 فورسے کو لوہا دار اس کے ساتھیوں نے شرات علی کو
 اس کی بیوی کے سامنے لپٹا لیا اور خراب اسے ہر سزا مت
 شہ گھسیٹ کر لگے میں لے گئے۔
 شرات علی کو یہ حالت کے باعث اپنی مدد کے لیے
 خرم نہیں بن سکتا تھا۔ فورسے نے اسے کہا میں نے ہا کر
 کیا۔ شرات علی، سیاست تھا اسے یہی شریف آدمیوں کا
 کہیں نہیں ہے۔ اگر بڑا نہیں آؤ گے تو کبھی دو تھیں پڑی ہو
 کا ناکہ دیکھ کر ہنس گئے۔
 اس کے بعد شہنشاہ کو لاؤا تھا جسے لگایا ہوا ہاں سے
 رخصت ہو گیا۔ شرات علی سروری اور اس کا دولت نے کاشا
 بوا دھ پتیا۔ شہر کا کاز میں لگے لوگ میں نے لکھ لئے تھے
 اور دولت کا ہاتھ لے کر کاشن کے لئے تھے۔ شرات علی
 نے جلدی سے پکڑے۔ میرے اور اپنی بیوی کو تہہ پہن ہوا
 ٹھنڈے سے شریا یہے پھن پڑی تھی۔ اس نے خدا کا شکر
 اُستریٹا اور اسے فروری میں امداد دے دی گئے۔
 میں کو لکھتا تھا۔ دالے پڑیوں نے اس کا دروازہ کھلوا
 وہ جلدی سے پھن پڑی اور لوگ کے استقبال پر عرف
 اتنا کہا کہ اس کی بیوی کی کیفیت چاہکے خراب ہو گئی تھی اور
 کوئی بات نہیں تھی۔
 شرات علی کی بیوی کو کوشش کے باوجود خدا کی حالت
 نہیں تھیں کہ لوہا اس نے چوس گئے تھے کہ بعد کو دیا
 وہ سراسر ترقی کی واردات تھی۔ لیکن شرات علی نے پھر

درج نہیں کروائی۔ وہ اس تذیل کے باعث جوئے فورسے اور
 اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں پر شرات علی کی بیوی تھی۔ ایسا
 دل برداشتہ ہوا کہ اس کی بدشت گھر سے نہیں نکلا۔ پھر ان حالت
 سے چند روزوں میں وہ غامضی سے تھک چلا گیا۔
 علی کے اس کے جانے کے بعد حقیقت معلوم ہوئی۔ کوئی
 فورسے کے خلاف مزود قانونی کارروائی کرتا۔
 *
 شرات علی کے جانے کے بعد دوسرے یا تیس دن
 یہ جوہری نظام میں کی گئی تھی۔ جو گئی
 صبح صبح دو آدمی آتے تھے۔ اور چوری کی اطلاع دیتی
 اس وقت تھلے میں راست کی کوئی والا عملہ بھی کی تیار کیا
 رہا تھا۔ حوالہ دلائے روز لکھے میں چوری کی رپورٹ دے کر دلی
 دو آدمی کو علی نے ڈاکہ دے کر۔ پھر تقریباً ایک گھنٹہ پہلے
 اور چوری کا ٹھکانہ کے بعد ایک سے اس کے کے ہوا چوری
 پڑ گیا۔
 چوہری نظام میں بہت ہفتے میں تھا اور کورڈ پر
 برس رہا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا اور چوری کی روایت
 "مک صاحب! اس بار وہ سال کے فورسے کے دوران
 یہ اس میں ہی پھل چوری ہوئے۔ اس نے جسے ہاں نہ
 لے میں کہا۔ اور ان میں سے تھا میں اس چوری کا میں نے اسے
 تھا۔ میں نے اس کی علاقہ اور ڈاکہ کی کوئی بھی اس واردات کو
 اطلاع نہیں دی ہے۔
 اس کے بعد وہ چور دیکھنا چاہتا ہوں یہاں چوری
 ہوئے ہیں۔
 "ہاں کی تھا نہیں آئے اور کسی گئے۔ اور وہی بات نہ
 رکھے ہوئے پولا دیکھا بھی کسی نے تو کی گرفت آئے تھا۔
 میں بھی نہیں دیکھا۔ لیکن آپ کے آئے کے چند ماہ بعد میں چور
 ہو گئی۔
 آپ کی ہر کتا چاہتے ہیں کہ چوری میں نے کروائی ہے؟
 میں نے اپنی کا کاز میں خود ہی تیزانیت کھوئے ہوئے چور
 "یہ میری نااہلی اور وجہ ہے چوری ہوئے ہیں۔
 "ہاں بات کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ تجز آپ کی بات غلط
 یاد ہو کر آپ نے یہاں آئے یہ سب سے پہلے میرے ہاں
 اپنے تعلقات خراب کیے تھے۔ لہذا میں سوچ سکتا ہوں کہ
 یہ چوری اس واقعے کی بڑی ہو سکتی ہے؟
 یہ آپ کے لئے تھیں یہاں لگایا میں نے غصے
 ہے کہ ہاں ملک تعلقات کی خرابی کا معلق ہے تو اس نے

لوہا فورسے کو بڑی زیادہ سہرا فی شامل ہے۔ جانے سے
 یہ ایک ایک بات بدشت جو ملک چاہتا ہوں۔ اور دیگر کورا
 شرات علی کے ساتھ جو ملوک رہا ہے اس سے آپ سے بھر
 ہاں سے۔ چونکہ وہ اپنی پشت میں حاصل ہوئے کی
 سے سب بچ کر رہے۔ اس لیے آپ اس کے علم سے
 میں ہیں۔ وہ قانون کی گرفت میں آئے۔ داتے۔ غزوہ اپنی
 ماکہ بڑا کام میں خود نہیں رہا سکتا۔
 میری باتیں میں کر دے کہ آپ کا سوچا۔ یہ خود سے وقت
 دیا۔ لیکن یہاں سے آپ کو چاہیے کہ اس کا آپ
 عطف قسم کے تھا نیز اسلام ہوئے ہیں۔
 "تائیں یہ بات اس نے میری تعریف میں کی تھی تو
 "مجھے کچھ انظر کیا تھا۔
 "ہاں میرے ساتھ اس نے مزید کہا۔ وہ کو دیکھ
 میں میں چوری ہوئے ہیں۔
 میں نے کہا: یہ کیسی جہرے پہنچی ہو گئی میں کوئی
 فی واقعہ میں نہیں تھی۔ یہاں میں اس کے ہوا ملک
 سے کسی میرے ساتھ اس نے اس کو ہٹا دیا۔ اس کے
 چند منٹوں کے بعد وہ چور تھے۔ اس کے ساتھ کوئی
 ہفتے۔ بروٹی دیواریں تقریباً وقت ظہر کا تھا کہ رخصت
 ہوا۔ چوتھ ایک لاکھ انداز ہوا تھا اور اس کا عمل کر
 میں سے واپس گیا تھا۔ میں نے ملازم کا کارن
 ہوا۔ ایک لاکھ لاکھ لاکھ ہوا۔ اس کا وہاں اس کا کام
 تھا۔ دوسری بات میرے میں ہیں کہ اگر قبیلہ
 میں میرے بعد اس کا تانواں حاصل تھا کہ کوئی اس نے
 کی میرے قبیلہ لائی تھی میں میری قیسی سلمان ہو چکا
 جسے چوہری سے پوچھا چوری کیا یہ ہوا ہے؟
 اور اور اندکی داتے اس نے جواب دیا۔ جوئے میں دوسری
 میں نہیں لگایا۔
 میں نے مندو توں سے لکھے ہوئے سلمان پر نظر کیا اور
 میں بھلا ہوا میں تھا۔ ہاں ہاں۔ میں نے پوچھا کیا یہ
 میں کرنا چاہتا تھا اس نے ان تیزوں کو سمیٹ
 کے میں تیز کو ہاتھ میں لگایا۔ میری بیوی میں اس کا کام
 اور اور بار میں سیدھے جلدی دیکھا کہ اس نے سہرا ہوا
 ہے۔ لہذا ان کے ہاتھ میں کوئی کام نہ تھا۔
 ہاں کو رات کے لیے اندکی غائب ہے اس
 کو رات دھریا گیا۔ جو چیز جہاں میں ہیں وہ جہتہ

اس کا مطلب ہے کہ جوئے فورسے کے ہاتھوں سے واردات
 کہے۔ میں اس نے اسے اس کی بیوی میں کوئی کیا؟ میں
 چوہری کے بازو سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور بوسے
 کھانے کھانے میرے گھر کے کھانے کا کام تھا ہے۔ آپ کا اپنے
 ملازموں کے ہاں میں یہ کیا ہے؟
 میں تو سب بھروسے کے آدمی۔ وہ سوچتے ہوئے بولا۔
 "لیکن میں کچھ لوگ ہیں۔ ہو سکتے ہیں کہ میں نیت خراب ہوئی ہو۔
 میں نے سہرا ہوا دروازہ بند کر دیا اور دیکھ لیا۔
 دیواریں میں لگے گی کہ میری بیوی کوئی ہو گی؟
 میری چوہری کے ہاں ہر جگہ۔ میں جیسا اور فرزند
 افراد کو باہر بھیجے کہ بعد پوچھا۔ آپ نے حال میں میں سلام
 کو کر کے جواب نہیں دیا۔ ہاں ہاں اور فرزندوں میں ہیں؟
 میں ملازموں کو کر کے جواب نہیں دیتے۔ سیدھا کر کے
 رکھے ہیں اس نے اس کے جواب دیا۔ چند منٹوں میں اس نے ایک
 ملازم کو کچل کر لے کر پکڑ لیا۔ میں نے کہا: یہ کیسی بڑا کام تو
 ہوتا ہے۔ دیکھا ہے۔ اس بات سے کسی کو اتنی بڑی برداشت نہیں
 ہو سکتی۔
 چوہری صاحب! آنتب بھگے چلے ہیں۔ میں نے
 صورت حال کو کھلی انداز میں دیکھا۔ جس نے خرابت کرنا
 تھی وہ کر چکا ہے۔ اب ہم کو یہ بھگتا ہے کہ وہ کون سا مال
 ہے جس نے خرابت کی؟ آپ کو کون سا مال ہو کر رہ گیا تو میں؟
 میں نے دیکھا میری بیوی کے پاس اس کے جسے کہ کھلی
 کہ ہوئی تھی۔ اس کے پاس اس کے پاس اس کے پاس اس کے پاس
 کی کھلی وہ واقعہ ظہر تبدیل ہو رہی تھی۔
 "خوش نہ ہو سب یہاں جیسا کہ ہے۔
 "آپ کی اجازت میں آپ کو آپ کے ملازموں سے خود ہی
 سی پوچھ کر لیں۔
 اس نے میری تامل کے اجازت دے دی۔
 میں ملازم اس نے چند روز پہلے میں لائی تھی۔
 اس کا نام جونا تھا۔ وہ چوتیس چونتیس سال کا خاصا مضبوط
 جوان تھا۔ میں نے اس سے پوچھ کر شروع کی تو اس نے
 جواب دینے میں جھکا ہوا تھا۔
 میں نے ہائی ملازموں کو لے کر اس کے پر دیا اور
 جوئے کو چوہری کے اجازت سے قتل کرنے لگا۔
 چوہری نے اس کو جرم نہیں کیا۔ اس نے میرے ساتھ
 پر ہاتھ نہ رکھا۔ "اگر میں چوہری ہوں کہ دوسرے
 مکمل کر کے نہیں کر سکتا تھا۔"

اس پر قابو پانے میں کوئی دھڑواہی پیش نہیں آئی۔ اسے ایسے کوئی
 نے اس کے ہاتھوں میں جھکڑی ڈال دی۔
 جم ہوئے ساتھ لیے ہوئے اُتر گئے اور کوئی کڑک
 طرف ہوئے گاؤں گھر کی تلاش لینا شروع کی۔ دس گیسے کا
 مکان تھا۔ لاٹھی لینے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا۔ لیکن کوئی
 خاص چیز برآمد نہیں ہوئی۔ گھر میں ایک دودھارا درخت تھے۔ لیکن

[illegible]

ہو حقیقت اندر سے ایک گھر تھا، جس نے اس کے کمال
 کی تھی۔ اور وہ کمال جو دھری کی پشت بنا ہی تھی۔
 اس کے علم اور آیتیاں اور نظریات تھے۔ اس نے
 پھر کے علم کے شرف کی پڑیاں اچلی تھیں۔
 یہ تصور موت کا فعل بھی اس کی گردن پر تھا۔ اس میں
 ماحولہ جرم کا اقبال جو کرم اور پادشاہ بنا تھا۔ نیز اس سے
 اس ماحولہ کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔
 جو اسے اس آواز سے کہتا تھا کہ اسے تیار کرنے گیا
 ایک کلمہ کے بعد کلمہ آیا۔ اس نے ایک حیرت انگیز
 کہا۔ اور جو تیار کرنے کا تھا۔
 جو زمانہ میں تھا جس میں میں تھا جس نے اسے اپنے کمرے
 اندر سے کہتا تھا کہ اسے میرا پھر۔
 اس نے کہتا تھا کہ پھر اور لا۔ ... میرا ہی جو تھا
 انہی دھری صاحب نے بھی دیا تھا۔
 جات، اچھی تھی۔ جیڑنا۔ فورس کا ماحولہ میں ہو سکتا
 ہے جو کمرے میں ایک دوسرے کے پیر کی تھے۔ پیر حوالہ
 تھا کہ جو تھا۔ فورس کے گھر کی کار کے گھر کا تھا؟
 میں نے کہا: کیا یہ تیار کر رہا تھا میں کہاں سے ملا
 تھیں مگر ایک ایسے پتہ نہیں ہے!
 اس کے بعد اس نے پہلے دو ممبروں کے تھے فورس
 کے گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب انہیں
 لے گا اور ان کے قوم کے گھر سے ہونے کے فورس کے
 کرنے کے ہے!
 یہ عجیب تھی، میں اپنے کہنے میں تھا۔ آپ بے شک
 حوالہ سے پوچھیں۔ میں ان کے کہنے کے وقت تھا اور
 کہنے کے پہلے پتہ تھا کہ تھا!
 میں نے اسے دیکھا تھا اور وہ میں کہاں لگا۔ کہنے لگا کہ
 کے ماحولہ کے ملازم اس میں کہاں ہیں کہ وہ گھر کے دوام
 جو میں سے بے شک نہیں تھا۔
 کہنے کے بعد اس کا کہنا تھا کہ اس کے دوسرے ملازم نے
 تیار نہیں کر دیا تھا کی تھی۔ میرے استاد کے جواب
 میں کہہ کر جاتا ہے کہ کوئی میں رکھا تھا اور دوسرا
 تیار کر رہا ہے۔
 بات میں طلب تھی۔ اس لیے میں نے اسے ایک
 کی کہنے کے لئے کیا۔ اس کا جواب دوسرے میں خاصا
 تھا۔ میں نے فورس کے کو ایک لفظ لایا۔ کہ پھر کروا دیا

خود آواز کھینچ کر نکلا۔ اے! کیا ایک قصہ یہ بھی تھا کہ میں نے اس سے رات کے وقت چپکے چپکے کرنا چاہا تھا۔

تقریباً پانچ گھنٹے آواز آنا کھانے کے بعد میں رات کے گیارہ بجے دوبارہ بھانپنے پر نکل گیا اور اسے کوئی چمکے کرے میں لپک گیا۔ وہ غصوبو قسم کے حوالہ دیا کہ میں نے کچھ نہ لپکایا۔

حوالہ دینے اور اسے اس وقت حیرت سے نکلنے والے دو طرفوں میں ڈال کر انھیں اتنا ڈانچ کر دیا کہ زور افرار بنے۔ فرش پر لگا ہوا تھا۔

اب میں فوری دست برداشت! اب جاتاؤ اس سے پسپلے کہاں کہیں چوریان کی ہیں کتنے؟

اے... اے... جناب! میں چور نہیں ہوں!

میں نے اس کے منہ پر چھوڑ مارا۔ پھر چلا گیا۔ چور نہیں ہو تو پھر کیا ہو؟

میں پھر کچھ ملحق نہیں رہا اور بولا: میں چور ہی کا آدمی ہوں جناب۔ جو کچھ کرتا ہوں چور ہی کے علم پر کرتا ہوں!

حوالہ دینے سے مجھے سے لات رسیدی۔

اے... اے... چور ہی کی آدمی کا کہتے؟... میں نے چوچہ آتے۔ چور ہی سے نکال پڑ کر رکھا ہے؟

نہیں، یہی مطلب ہے کہ میں چور ہی کا قصہ آوی ہو گیا!

اے! اے! اس نے اُس کی پسیلوں پر نکال دیا۔ بولا: یہ سرکاری مانتی ہے۔ اس نے فزول بول کر مجھے غصے میں لایا۔ حضور! میں نے چور ہی کے علم کے بیڑ کو کام بھی نہیں کیا!

واپس سارے کارنامے چور ہی کے سر قوتوں پر تھکا تھا۔ اور کسی سنگ سے بہت بھیجی تھی۔ اُس کی ساری پسینہاں چور ہی کے نام تھیں۔

میں نے چور ہی کے نام سے چور ہی کی جوتی میں سیندھ کس کے کپڑے لگا دی تھی!

یہ حرکت میں نے نہیں کی؟

میں نے اپنے ہاتھ کاچہ زور مارا۔ حال اس کے گھر سے بلند ہو گیا۔

م... مال تو جی! میرے یہ گھر تے بلند ہو جائے!

اسے اس کا تے کما۔ جناب! اس کے سن عدا کی چور سے لگا کر دیا ہے!

میں نے کہا: چور ہی نے تمہارے پاس سے کیا کما کر اس نے تمہیں کئی کچھ لگا ہوا ہے۔ یہ بات سن کر تم خوش

چوہدری ملک صاحب آپ کی بیٹی پر چڑھے۔
اس شخص کا بچپن کنبلے کے چاندھاپ سے خود کوئی
ہے۔ یہ بڑے پرہیزگار۔ یہ بات آپ کا معلوم ہو چکی ہوگی کہ اس
چوہدری کو اس کی گیسٹے ملے وہ آپ کے ملازم چمکے کا ہے۔
لیکن اس کا تکیہ کہ وہ ساری رات چوہدری کے کمرے میں لگاوا
... یہ بات اس تک حرام ہے کہ اس نے چوہدری
کے کمرے پر پھر سے چھڑی سے مارنا چاہا۔ یہ کہتے چاہے پھر
ازام نکلتے۔
اس دفعہ فورس نے چوہدری کے ہاتھ سے چھڑی چھین
لی اور چھٹکے پر مار کر اس کے دو ٹکڑے کیے۔ پھر اطمینان
سے ہلا۔ مگر کئی روز صرف یہی نظر آئے ہیں
اس کے چہرے پر کوئی درد خوف نہیں تھا۔
چوہدری کی آنکھوں سے شعلے نکلے، وہ بھی اپنی
قوتی بڑی چھڑی مارا وہیں فورس کے دو ٹکڑے تھا۔ وہ بھی ہلکی
آنکھیں کھول کر اسے گھڑے لگا۔ میں سمجھا کہ فورس کے کمرے کا دروازہ
آٹ چاہے آپ چوہدری کی آٹ میں لگا دیں گا۔ یہ تو چوہدری
نے کہا اور تیری سے واپس پٹ گیا۔

☆
دیکھو، وہ ذہنی کار کے لیے کہ چودہ ہندہ سال میں نذران
اغوا ہوئے ہیں۔ یہ تو چھٹکے میں بند کر کے سنبھالے گئے تھے اور کچھ
نہیں بولا۔
یہ بات بڑی واضح ہے کہ نذران کو چوہدری نے اغوا کیا
تھا۔ فورس نے کچھ چاہا یہ تھا کہ اس نے اغوا کر ڈیوٹ اور وج
کر دے کہ اس کے ساتھ وہ نذران بھی لے کر، فورس دینا
کر دے کہ بعد انھوں نے فورس سے ہاتھ نہ کی اجازت
مالتی، اگرچہ اس نے دے دی۔ وہ لوگ فورس سے بات کر
کے چلے گئے۔
بعد میں حالات کے سامنے دو ٹوٹی دینے والے چاہیے
بھیجے تیار کر کے فورس نے چوہدری کو دیکھی، یہ بیخاک ابھرا تھا۔
اس نے کہا کہ اگر شاہد آپ اس کی پس گھر پہنچی اور کچھ
بہ نگاہیں چوہدری نے اس کی دیکھی تو کوئی پروا نہیں کی۔
رات کو نذران حالات سے بے قرار ہو گیا۔
خبریں یہ آ رہی تھیں کہ چوہدری نے چاہیوں نے رات کے بارہ
بے وقت نذران کو گھر تیار کیا اور انھیں حالات میں بند کر کے
کھسکے تھے لائے۔
لیکن جب حالات کا دروازہ کھولا گیا تو نذران ابھی تیری سے

بہار لگا۔ ان تیروں نے بڑی تیزی کے ساتھ حالات کے سامنے
موجود ہو چکے تھے کہ یہ کیا اور دو چاروں کی دھڑکیاں چمک
قرار ہوئے۔
اس بڑی جنگی ہات کا ذکر ان تقریری میں ملتا ہے۔
میں نے اس شخص یا بیرون پرکھ ہوا اور دو شیشے توڑ دیں گے۔
کے لائے۔ اس سلسلے میں چوہدری نے تیری پیش
میں بات کیا۔ چوہدری نے فورس کے آدمیوں سے سخت
لی تھی اور اسے قرار دے دیا کہ اس نے مدد کی تھی۔ ان دونوں کے
خواب تانوں کے مطابق کارروائی تھی۔ تاہم یہ ایک ایک
کہانی ہے۔
مجھے ترجیحاً تعریف گھٹے کے بعد لڑائی کا اظہار ملی۔ اس
عرصے میں نذران کا کام کر چکا تھا۔
وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سیدھا چوہدری کی حویلی
پہنچا۔ تیروں نے وہاں پہنچا دیکھا اور وہاں سے فورس سے اپنے
چوہدری پر تیار کیا کہ اس کی ڈن بیل شاٹ میں چھین لی۔ پھر
انھوں نے فورس کے اندر دو دروازہ کھٹکھا یا دروازہ چوہدری
کے کمرے سے کھولا۔
فورس نے دروازہ کھٹکے یا اسے شے کر دیا۔ چوہدری
کا چھیننا تیار تھا۔ اس گروہ کو لیاں کھا کر دروازے
پر بڑی دھیر ہو گیا۔
گولیاں پھینکی کہ وہاں سے تیری میں کھلیں گی۔ چوہدری
کی تیریں یاں تھیں، جس میں سے ایک شادی شدہ تھا اور
بچے تھوڑے ہی تھے۔
فورس کو چوہدری کا سارا نقشہ معلوم تھا۔ وہ سیدھا زور
کی خراب کام میں لگا اور دھڑکی لڑی کہ جس کی غلطی ہمارے
سال کے لگ بھگ تھی۔ تاہم زور کیا۔
چوہدری پر لایا اور ہاتھ میں گولے نکلے ہوا دھڑکے
نوت پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ فورس کے دونوں ساتھی بند ہو
تے۔ فورس نے فورس سے اس کی نذران چوہدری کو
ڈھالنا بلکہ تھا۔ لڑی چوہدری میں تھی۔
چوہدری پر لایا اور ہاتھ میں گولے دے کہ فورس نے گرج دار
آواز میں کہا۔ لیکن تیری تیری چوہدری کو گھونٹ کر کھڑک دیا۔
چوہدری کی بڑی اور تیری کے ملازم میں وہاں پہنچے۔
لیکن کسی تیری ہوئی انھوں کے سامنے مہمان کی جرات
نہیں ہوئی۔
فورس اس وقت سے باز آ چکا۔ فورس نے یہ لکھا گیا
ہے۔ یہ فورس کے ہاتھ میں ہے۔

کے بعد فورس کا ٹھکانا بھی تعمیر ہوا۔
بے گیسٹے کی موت کے سبب چوہدری کو سخت صدمہ پہنچا۔
تاہم اس کے دو طریقوں میں فرق تھا۔ فورس کے ہاتھ
کے بعد اس نے وہاں رہنا چاہا۔ یہ شاید یہ اس کی بھوری
بھوری تھی۔ فورس نے انھیں انڈیا کے شہروں کی وجہ سے
یہ لوگ خدشے سے بے رحم ہو گئے۔
چند شہروں کے بعد فورس ان کی انڈیا کی انڈیا کی خبریں
دیکھیں۔ اس نے فورس کو انڈیا تھا۔ یہ انڈیا کے انڈیا
کے لیے چوہدری پر فورس میں انڈیا کے لیے گھر گرا رہا ہے
سکتا تھا۔
چوہدری کے گھر کی طرف اس کی موت۔ فورس کے
قرار کے بعد متعلق اس کی موت کے بعد اس نے فورس کے
طریق کی تیش کر لی تھی۔ وہ انڈیا پر اس وزارت میں موت
نہیں تھا۔
جو تے تاہم مل میں اس تھا۔ فورس کے کا دروازہ
چوہدری کے گھر میں تھا اور اس پر بھی ہوئی تو
اس بات کو غور کر لی تھی کہ وہاں سے فورس کے متعلق نہیں
کیا گیا تھا۔ اس چان میں سے اس شے پر پہنچا کہ چوہدری
وہ چوہدری چوہدری کا اور مل کھڑکے سے لگے۔

ان کے لیے جو دست بستہ شہر کی دہلی میں ایک باغ ہیں

دست شاک کے نسخ

فورس اور ان کی ساتھیوں سے باہر تفت
میں مل رہی تھی۔
ہاتھ کے مل رہی تھی۔

دست شاک کی لغت

ہمیں کے دینے کو بھی ملے ہوا کہ فورس کے کتبے
ہیں۔
۱۹۸۰ء

۱۹۸۰ء

۱۹۸۰ء

آخری وقت پر شیطان نے ہکا بکا دیا اور میں نے چند چہرے کیے
میں ڈال لیں۔ اسی وجہ سے بکڑا گیا۔

”نور سے تھکا لیا لعلی ہے؟“

”وہی، جو ایک شریف آدمی کا کسی بدعاش سے ہو سکتا ہے
اشرف خان، بھارتی نہیں ڈالو۔ یہ صی بات کرو،
جناب عالی، بات ذرا لمبی ہے، اگر آپ کے وقت کا درجہ
ذہن تو عرض کرنے کی جرات کروں؟“

میں نے اس سے کہا کہ میں پوری بات سننا چاہتا ہوں۔

اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ وہ چودہ پندرہ سال
کی عمر میں جرائم کی دنیا میں داخل ہوا تھا۔ اس کے والدین انتہائی
غریب اور بسا ملہ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وہ پانچ
چھ سال کا تھا تو انھوں نے اسے ایک ایسے شخص کے سپرد کر دیا
جو ایک سرکس میں جہانی کتب دکھاتا تھا۔ اس نے نہ
کے جہانی کتب سیکھے اور خوب ماہر بنایا۔

لیکن اس کی بدقسمتی کہ تیرہ چودہ سال کی عمر میں وہ ایک
ماہر نقب زن کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس نقب زن نے محسوس
کیا کہ لڑکا پس جہانی سمارت کی وجہ سے اس کے بہت کام

آسکتا ہے۔ لہذا اس نے اشرف کو اپنے ساتھ لایا اور اسے
چوری اور نقب زنی میں ماہر بنادیا۔ وہ بندر کی طرح پھرتا تھا۔
بڑی آسانی سے دیواروں اور چھتوں پر چڑھ جاتا تھا۔ دشمن والوں
سے بند کردوں میں کوڑا جاتا تھا۔ فضا میں گلابازیاں لگا سکتا تھا۔
دور سے میں چھتی کی طرح سیر تھا۔

چوری اور نقب زنی کے ساتھ ساتھ اس نے یہیں
کسٹے کا فن بھی سیکھا۔ اس کا کمال یہ تھا کہ وہ واردات کے
دوران کبھی تاوی نہیں آتا تھا۔ اپنی جرائم کی زندگی میں اسے
دفعہ مزا ہوتی تھی۔ اور دونوں دفعہ اپنے ساتھیوں کی وجہ سے
مگر قرار ہوا تھا۔

”پچیس سال کی عمر میں اس نے شادی کر لی۔ اس کی بیوی
غریب، مگر پچیس بھئی اور تنگ سیرت لڑکی تھی۔ اس نے
شادی کے فوراً بعد اشرف خان کو چور بھکاری کا پیشہ ترک کرنے
کی تلقین شروع کر دی۔ ایک سال کے بعد ان کے ہاں بیوی
پیدا ہوئی جس کا نام انھوں نے عذرا رکھا۔ وہ بڑی خوبصورت
اور ذہین لڑکی تھی۔

اشرف خان نے نیچے بتایا کہ جب وہ اپنی بیوی

سیرت بیوی اور خوبصورت لڑکی کو دیکھا تو اسے اپنے بچے
سے نفرت میں ہونے لگی۔ وہ اکثر سوچتا کہ جب اس کی بیوی

اسے گلی میں پھینک گیا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ چودھری
یا نور سے کو قلعہ قسی میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ آگے بڑھنے سے
پہلے ایک بات یاد دل کر نور سے گھر سے جو مسودہ زیور
برآمد ہوا تھا وہ چودھری کے بیان کے مطابق پورا نہیں تھا۔
یعنی کچھ زیور کم تھا۔ اس بات کے ذکر کبھی خیال نہیں رہا۔

*

تقریباً چھ یا سات ماہ بعد قریبی علاقے کی پولیس نے
ایک شخص کو مسودہ زیور فروخت کرتے ہوئے گرفتار کیا۔ جب
اس شخص سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے بتایا کہ مذکورہ زیور اس
نے چودھری نظام دین کے گھر سے چوری کیا تھا۔
اس بات کی تصدیق اور مضبوطی کی کارروائی ممکن کرنے
کے بعد یہ شخص ہمارے سپرد کر دیا گیا۔

اس نے اپنا نام اشرف خان بتایا۔ اسے دیکھ کر مجھے
تعجب ہوا کہ کوئی اس کی عمر چھتالیس اور پچاس سال کے درمیان
تھی۔ اور وضع قطع سے وہ معمولی آدمی معلوم ہوتا تھا۔ یعنی وہ
مردانہ چہرہ سے خاصا مختلف نظر آتا تھا۔ اس کا جسم دھلا پتلا
اور تھوڑا سا دھبہ تھا۔

میں نے جب اسے پوچھ گچھ کے لیے بلایا تو اس نے عاجزی

سے کہا: ”جناب عالی! میں آدھر سے بہت مار کھا کے آیا ہوں۔
اگر آپ نے بھی میں کام کیا تو بندہ فوت ہو جائے گا۔ اور کوئی دلی
کا انجام آپ ہی کو کرنا پڑے گا۔“

میں نے کہا: ”اگر کچھ بلوگے تو میں کچھ نہیں کہوں گا۔“

یہی تو سارا مسئلہ ہے۔ اس نے کہا: ”میں پچ بولوں گا تو
آپ یقین نہیں کریں گے اور مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور کریں گے۔“
معلوم ہوتا ہے کہ میں تھکانے کا بہت تجربہ ہے۔

آپ صبر فرماتے ہیں، جناب! میں نے پندرہ سال چوریاں
کی ہیں اور پانچ سال تھیل میں گزارا ہے۔

اس کی صاف گوئی پر مجھے تعجب ہوا، میں نے کہا: ”اس
کا مطلب ہے کہ تم عادی چور ہو؟“

”تھا۔۔۔“ اس نے جواب دیا۔ ”تیرہ سال پہلے تو بہر
لی تھی۔“

”یہ وہ بارہ چوری کیوں کی؟“

اس کے چہرے پر کرب نمودار ہو گیا۔ کچھ دیر تک چہرہ
کھنکھناتا رہا۔ پھر رونے لگا۔ اس نے بھوکھ دیا تھا۔
”مجھ میں کس کی کمی تھی؟“

”بڑی دھڑکی لگتی ہے۔“ وہ خیالوں میں مگن۔ میں
نے فیصلہ کیا تھا کہ چوری کا مال اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ مگر

[illegible]

اشرافِ خاندانِ اس بات پر بہت خوش تھا کہ اُس کی بیوی
 اچھی بیوی تھی۔
 لیکن اُن کا بڑا بھائی جو کبھی جلد سے غدار کی اچانک موت کی
 خبر مل کر آئے اور اُس کی بیوی کو قاتل کا نشانہ بنانے کا منصوبہ بنا
 اُس کے کاروبار پر بشارت ملی ہے کہ اپنے ساتھ شہر آئے
 والے سامنے کے بارے میں نہیں سمجھتا۔ یہ غدار کی وفات
 کے بعد وہ قیدی ہو کر رہی۔ اس کی سزا مل گئی اور وہ قتل ہو گیا۔
 سامنے لگا۔ یہ ایک روز اُس نے سوچا کہ وہ خوشی کرے۔
 اُس کی موت کے بعد اشرافِ خاندان کی بیوی کو اُس کے سامان
 کے ساتھ چند کاغذات ملے جو اُس نے فرستے اور جو وہ
 کے خلاف اس کا احوال درج تھا۔
 اشرافِ خاندان نے تیار کی غلامی کی داستان پڑھ کر اُس کے
 سینے میں اُس کی گہم گہم ہے۔ نہ اپنے آتی مل اور نہ عموک
 خوش تھی۔

[illegible][illegible]

ایک شام اشرف خان بھی عطا کی دکان پر پہنچا۔ ایک سال دو دو دکانے کا لاکھ کسے کو اس پنج پر عیاں۔ کچھ دیر تک دکان غائب سے دو دھڑکتے ہوئے تھے۔ جا کر ایک دوسرے پہنچ رہے تھے۔ جو اس میں گھر سے تھے۔ اشرف خان نے اللہ رکھے اسلام کی اور اڑا دیا۔ اس میں گماں ہی کہ ایک بات نہ آتا تھا۔ یہ پڑھ بھی گئے۔ چاہا کہ کیا ہے؟ اللہ رکھے پوچھا اور دوسرے بات سے گھٹتے؟

اشرف خان نے دیکھی اور اسے کہا کہ تم شغل و مشرت سے شریف آدمی تھے، سو اس لیے میں تم سے بات کر رہا کی جنت کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم کسی اور سے اس بات کو نہیں کرو گے۔

[illegible]

اللہ رکھا تو جوان اور غیہ شادی شدہ تھا۔ لڑکی کے نکاح
 اس کے دل میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اُس نے بولے کہ: کیا بپا
 اس بستی میں تو ایک ہی بدعاش ہے۔ اُس کا نام نورالوہ ہے۔
 اگر اُس نے تیری بیٹی کو خاوا کیا ہے تو پھر معاملہ بہت مشکل ہے۔

میں نے تو اس نے تم سے بات کی ہے۔ تم جہان آدمی
 ہے دوچار۔ میں اپنی سیل میں ہوں گے۔
 میں نے اس کی سیل سے ادا رکھنے کا۔ بہت شکر ہے۔ میں
 نے اس کی سیل سے ادا رکھنے کا۔ بہت شکر ہے۔ میں
 نے اس کی سیل سے ادا رکھنے کا۔ بہت شکر ہے۔ میں
 نے اس کی سیل سے ادا رکھنے کا۔ بہت شکر ہے۔ میں

یہی وہی کو اس حویلی میں چھپا رکھا ہوگا۔
 حویلی میں ایسی کوئی لڑکی نہیں آئی۔ اللہ رکھے نے کہا۔
 مجھے ضرورت پتا چل جانا۔ کوئی روئے پیٹنے کی آواز نہ
 آئی۔ وہ حویلی کے کمروں کا حال جانتا جا رہا تھا۔ کوئی
 نہ آئی۔

مطلب کے کرنے کا حال معلوم کرنے میں کامیاب

کلمہ کی گہلیاں

- ☆ حرام
- ☆ جاو
- ☆ انواع
- ☆ شیطان نام
- ☆ ذہانت
- ☆ فطرت
- ☆ اسرار
- ☆ طرز و مزاج

نوف سینس اور تجسس کے ۳۲۱ شمارے

کتبہ نفسیات

اس پہلی ملاقات کے بعد اشراف خان نے دروازہ اٹھا کر کے
 منہ اٹھا کر شروع کر دیا۔ باتوں کے دوران اسے فورسے اور چوٹوں
 کی تباہ کاریاں کا علم ہوا۔ یہی پہلی تپا کرا جو درحقیقت فورسے کو
 لگا کر مارتا ہے۔ اور بات چیت کے ذریعے فورسے کے علم میں
 پہنچتی ہے۔ اور اگر کوئی اس بات پر غور نہیں کرتا تو فورسے کے علم میں
 نہ جوتے۔ یہ جوتی کڑی ہے۔ یہ جوتی کڑی ہے۔ یہ جوتی کڑی ہے۔

اشراف خان اسے اس معاملے کو اپنے حق میں استعمال
 کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ رات کے تین بجے، عقب زنی کے
 سامنے اس کا سچو دھری کی جوتی میں داخل ہوا۔ فورسے جوتے
 کے کھٹے سے اس کا سچو دھری کی جوتی میں داخل ہوا۔ فورسے جوتے
 کے کھٹے سے اس کا سچو دھری کی جوتی میں داخل ہوا۔ فورسے جوتے

اُس نے سارا کام نہایت اچھیاں اور عقائد کے ساتھ لیا۔ جنہو کے تالے کو توڑنے میں اُس نے کوئی مشکل پیش نہیں کی۔ اور ایک گھنٹہ تک اپنے کام میں مصروف رہا اور اُس کی کوئی ناکامی نہ ہوئی۔ اُس دوران میں وہ جو کچھ لڑکے کا آواز سن سکتا تھا اور یہ اعلازہ لگا رہا کہ اس کی طرح بچہ کچھ کالے شیشی کیس کے بارے میں اُس نے بتایا کہ وہ تین چار بجے کے بعد ہونا چاہتے ہیں۔ اس کا کچھ بھتیار

ایں کام مکمل کرنے کے بعد اس نے زیورات ایک
ٹھکڑی میں باندھے اور ہستی کی سنان گھیریں سے برباد اور
بے گھر بن چکا۔ اس کے اقتدار کا یہ عالم تھا کہ اس نے نور سے
بہادری کی خانے میں بچہ کرات کا بچا ہوا لکھا یا اور اس
دوران میں زیورہ بیانیہ کے لیے عروسی چکر کے باعث
وہ چارہاں بچہ اس کی نظر غلطی کی کوئی پڑھ رہی تھی جب وہ

★ ایک آنسو کی دھڑکی جو زندہ ہو گیا تھا۔
 ★ ایک حسرت کا تصویر جس کی ہر پلٹ میں سنا تھا۔
 ★ ایک جھلن سا دل کی جس کے ہر پہلو میں غم کی آواز تھی۔
 ★ وہ غم جو محبت کی حالت میں بھی لگا رہتا تھا۔
 ★ ایک درد اور درد جس کے پاس کوئی دوا ہی نہیں تھی۔
 ★ ایک غم جس کے اندر ایک غم بھی تھا۔
 ★ وہ آستین کی آغوش میں نہ لے سکتا تھا۔
 ★ جنت - حبس - جہنم

عجیب کہانیاں • فظیف کہانیاں • زہریلی کہانیاں

© پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ • کراچی



نوف سپر انجسٹر کے ۳۲ شریفے

کتبہ نفسیات



میں نے لہجہ استغفر کے ساتھ کہا کہ میرا چاہ ہے کہ
 حضرت دوسرے خطے کے مسلمان ہوں گے۔ اگر
 جواب دیا کہ لاہور میں تو یہاں پہنچ جائے
 دہلی میں تو قبیلے کے لوگوں کا خدشہ ہے کہ وہ
 ان میں زیادہ تعداد خرقہ پوش نہ لے سکیں گے۔ ان کے کہنے پر
 خود کوئی کارکن نہیں بھیجا تھا۔ جن میں سربراہ انھوں نے
 "خود انھوں میں سے ایک یا دو بھیجنا کہ شہر کے لوگوں
 سے خوف نہ ہو کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔" یہاں تک کہ
 تیس۔ غالباً ان کے لیے یہ عمل طریقہ تھا۔

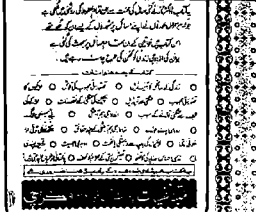
[illegible]

دفعۃً اس نے ایک بھاری شے کانٹے کے ساتھ اچھی
 موٹی دیکھی۔ پوری دُور اس کے وزن سے کھینچی جا رہی تھی۔ اس

واضح طور پر غم و غم کو دھپتے سے پہنچا کر لگا کر کہتا ہے
کیا تھا وہ کسی دوسرے علاقے سے تھی جو تین دنوں کی قحط
دریا کے جس مقام سے لاش برآمد ہوئی تھی۔ وہاں سے ۳
سوا سو گز دور پہنچے جہاں ایک واردات ہوئی تھی۔ قحط جہاں ایک
سال قبل وہاں سے طاری تھی ایک بچہ کی لاش برآمد ہوئی تھی
اس واردات کا حال آپ اسی شخصیات میں ملاحظہ کریں۔

اور تین چار گلاس لے آیا۔ خاصی گاڑھی تھی۔ اوپر کھن تیر

مشاوران و مدیران عامل شرکتها



”اے صاحبِ تنہی! کونفِ درویشی میں پھر ہی نورِ اعمال
 کے لئے اے ان کو ہم انہم سے دے دیں گے۔ اے اے صاحبِ
 صاحبِ دے دے پیچھے واپس کر۔“

طیفِ کوثر کا رنگ گیا۔ اس نے جیسوں والا ہتھیری
 طرف متوجہ ہوا تو لڑکھی، واپس لے لو۔۔

”رکھو، رکھو، میں نے کہا تھا واپس نہیں لیا جا
 سکتا۔ جاؤ، جیٹھ شکر۔“

دونوں نے بھیجی سے خبردار کی طرف دیکھتے ہوئے باہر
 چلے گئے۔

ان کے کہانے کے بعد میں نے سرسری انداز میں
 کہا "خبردار سنا ہے کہ ہنگوڑی میں کچھ کچھ ہے؟"
 اس نے توجہ سے جھک کر میری طرف دیکھا اور بولا "آپ
 کو کس سے بتایا ہے؟"
 میں نے اچھوڑ کر اسے بتے ہوئے کہا "میرا
 پاس ہرگز کے آدمی آتے رہتے ہیں۔"
 قہقہے ہنسنے لگا اور اس نے کہا "ساتو میں نے
 مجھ سے پہلے ہی پوری بات معلوم کر لی ہے۔ اس کی
 حوصلہ بات تم پر ہے۔"

[illegible][illegible]

تصور ہے؟
مکمل تو وہی ہے وہ لٹکتے ہوئے بولا یہ شعر میں
اپنی بیوی سے پوچھتا ہوں :

وہ اندر بھاگا۔
 لے آئے اس کی یہ کہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔
 کہا ہے کہ صرف شناخت کا مسئلہ حل ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ قتل کا مسئلہ نہیں ہوا۔
 "حقن خاوند سے کیا ہوا کہ او کو نہ کر سکتا ہے۔ جب مغرب آبادی کے ہاتھ دولت آجائے تو پہلی ہی سیڑھی نھروں سے گر جاتی ہے۔"
 پہلی بولی۔

میرا مطلب ہے ہر سکا ہے کہ اس نے اُٹھ کر پڑائی
محنت سے شادی کر لی ہو ۛ

خبردار وہاں ایک اور مشکل سے سامنے آئے ہوئے ہوا۔
ہر مریض کو صوبے کے بریجی ہوئی نفاذ پہنچان یا ہے۔
ایک چار سال کے عرصے کی کوئی کا اُتھار دے گی حق ۛ
میں سے تصویر کے عریب میں بھی ادا تھے ہوئے
کہا "خدا تعالیٰ کی سے اس کا ذکر کریں کہ مانی ہوئی سے
جوئی کریں اور کوئی کوئی کوئی سے ساتھ کریں۔ ہر مریض کے
شہر میں سے ملتا جلتا ہے ۛ

اس نے ایک لشکا ہمارے ساتھ کر دیا اور اسے بچایا کہ ہمیں غلام حیدر کے گھر لے جائے۔
 دھک صاحب! کھانا تیار ہو رہا ہے اُدھر سے فارغ ہو کر ادھر آجائیں !
 تاجک والے نے گھوڑا کھول دیا تھا اور ایک بچے کے سامنے بیٹھا چند روپے دیئے تھے۔ ہمیں کچھ وقت بعد دیکھ کر کرب لوگ گھبرا گئے۔

جوت لوں؟
 اہمیں آیام سے میٹھو تے ایس آئی کے کہ خبردار
 کھانا دانا تیکر کھار تے ہے۔ آج دیر جاوے گی کہ لا
 ہو گئی۔ وہ دو جاہ ماہے شیجی اوجا کھانے پینے پائے لگ
 خلام خلام گھر گھر کے تمام لوگوں میں پھیل گیا
 کہ مہن کی دروازہ پھٹا۔ شیخوں کی اور شیخوں معلوم ہوئی۔ وہیں
 دھوے تھانوں کی آواز آئی کہ کس کو کس کو۔ شیخ۔ شیخ۔

ایک نوجوان نے ایک لڑکی سے کہا کہ تم میری
 دوست بنو۔ لڑکی نے کہا کہ میں تم سے دوستی نہیں کر سکتی۔
 لڑکے نے کہا کہ میں تم سے دوستی کرنے کے لئے تم سے
 کہتا ہوں کہ تم میری دوست بنو۔ لڑکی نے کہا کہ میں
 تم سے دوستی کرنے کے لئے تم سے کہتا ہوں کہ تم میری
 دوست بنو۔ لڑکے نے کہا کہ میں تم سے دوستی کرنے کے
 لئے تم سے کہتا ہوں کہ تم میری دوست بنو۔ لڑکی نے
 کہا کہ میں تم سے دوستی کرنے کے لئے تم سے کہتا ہوں
 کہ تم میری دوست بنو۔ لڑکے نے کہا کہ میں تم سے
 دوستی کرنے کے لئے تم سے کہتا ہوں کہ تم میری دوست
 بنو۔ لڑکی نے کہا کہ میں تم سے دوستی کرنے کے لئے
 تم سے کہتا ہوں کہ تم میری دوست بنو۔ لڑکے نے کہا
 کہ میں تم سے دوستی کرنے کے لئے تم سے کہتا ہوں کہ
 تم میری دوست بنو۔ لڑکی نے کہا کہ میں تم سے دوستی
 کرنے کے لئے تم سے کہتا ہوں کہ تم میری دوست بنو۔

تقریباً دو بعد ایک سیدیش بڑھ چکا تھا۔ وہاں سے اتر کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچا۔ اس نے سمجھنے سے سائیکل کے ٹولے میں بیٹھ کر لاٹرائف پر چڑھ گیا۔ آقا علی کے کہے پر تنگ و تنگ بیٹھ گیا۔ اسے اس وقت اس کی یاد آئی۔

”کون ہو کسی؟“ بلوڑے نے ہمارا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 ”نے ریٹ دیکھ کر پتا چلا ہے ہمارے خلاف؟“
 ”جیسا، ہم بڑی دقت سے آئے ہیں، اے ایس اے کوئی نے
 کوئی ٹکرا رکھا تو؟“ اندر میں کرات کرات گئے۔
 ”بلوڑے نے اندر دنگ کے کما: کاکی جیراں، بیچک وا
 دل: پر پہنے آئے ہیں۔“

یہ ایک سنسنی خیز فریج ہے اور اسے سنسنی خیز دیکھا اور دیکھا جانے
 سنسنی کی تصویریں چھپا دی گئیں۔
 میں نے کسی پر بھیجے کہ لکھو کہ "چاچا، تم تمہاری
 سے ملنا چاہتے ہو۔"

اس کا نام مضموی ہے تاہم
عام تو اس کا ہی ہے۔ پرہیز خواہ نہیں ہوتی
کیوں کیا تھا۔ مجھے نے اسے گھر لگا دیا ہے
مگر سے نہیں نکالا، پر کوئی گڑب گڑ ہے۔ مجھے یہ لوگ
جانتے ہیں۔

ایک اور دھرم حضرت چلند سے کانپڑہ کہتی ہیں کہ
خدا کے مضبوط جسم کی صورت معلوم ہوتی ہے اس کے ساتھ
وہ ایک

اندر آگئی۔
 بات کیلئے ہی قانینہ صامب؟ عورت نے مضبوط
 سچے میں پرچھا کیا متونے چارے خلاف کوئی پرچہ وچہ
 کٹھا رہے؟

یہ میری بڑی بیوی ہے۔ بوڑھے غلام ہندو ہے۔ کہا۔
 ہرچے کی بات چھوڑو بی بی مجھے یہ بتاؤ کہ صفو ہے
 کہاں؟ ہرچے تو اچھے لگے گا۔
 آپ سچ سنا چاہتے ہیں؟

کے لیے آباہوں؟
 پہنچے بات ہے ہی کر لڑی اُٹھ کرے جاکا گئی ہے؟
 عہدت ہے کہ میں آکا کچھ نہ تھیں ہے
 تم کوکوں کے تھانے میں رٹ کیوں نہیں کھولنا؟
 رٹ کھولنا کوئی ضروری تو نہیں ہے۔ بوڑھے نے
 کہا: بندہ سے کوئی خدا ناک محض میں خیال ہی نہ لکھنا پڑتا ہے۔
 میرے کہ بات ہے، ہفت کو کھرے جاگے ہوئے
 کتنے روز ہمیں ہی؟

جبرائیلؑ جو کہ جس کو ہمیں معلوم ہے کہ جی بولی وہ حج اٹھرنے کی
 شانیں تاریخ ہے۔ یہ تاریخ چار پانچ سال تک عرصہ نہایتا۔ صلیبیہ
 چار ماہی دن کے لئے مقرر ہے۔

”حق اس کے لئے ہوئے انجیل مذہب ہے۔ میں
 نے کہا۔ وہ گھر کے نکل کر کہاں گئی؟“

جبرائیلؑ کہاں ہیں کا نام بعد میں کہیں معلوم نہا۔ بولی۔

”ہیں کیا پتا کہاں مچھلی تھی۔ اپنے گھر والی تو پتا چل جاتی اس کی
لوٹھی ماں نے تو رو رو کے برا حال کر لیا ہے۔“
”گھر سے بھاگنے کی وجہ کیا تھی؟“
”بہتر گھاتا“۔ ”کیونکہ“۔ ”میرا دل مجھ پر نہ تھا۔“

[illegible]

اس اثنا میں متوقف محمد بخاری کھڑے بیٹھے کچل کچل کھینکے گا
 میں یہی متفقد اگر پڑیں ڈانگی میں جان کا ٹھوکر پڑی
 بیوی کو دودھ نہ ہونے دیکھ لیتا۔
 یہ راز ہی نہیں سننے کے بعد میں نے اسے نہ بی بی سے
 پوچھا وہ مٹھو کھتے روز آپ کے گھر پر بھی ہے؟
 رضیے نہ صاحب لگا کر بتا دے مٹھو کھتا چاہے ہمارے
 گھر میں بھی رہی تھی۔ آپ نے ہمیں بتا کر دی تھی کسی کو مٹھو
 کی یہاں موجودگی کا علم نہ ہو چکا کوئی نئے والا آجاتا تو
 مٹھو خور میں بے ادبک کے بیٹے چھپ جاتے تھے۔ مٹھو
 آتا ہے مٹھو کو کسی چیز چھپنے کے والے کر دیا جو اسے لے کر
 راتوں رات گاؤں سے نکل گیا۔
 کیا آپ کو اس شخص کا نام معلوم نہیں ہے؟
 اس بار سے میں نہیں کہہ سکتا۔ میں نے وہ اکثر بی بی
 نے کہا کہ اس کے باندے نے بات نہیں اے میں نہیں بتا کر
 ہمارے منہ سے بھی کوئی بات نہ نکل جائے۔
 میں نے پوچھا وہ جو آپ تمہارے لئے بتا کر گیا
 وہ آپ کے لئے جو کھڑکھڑا ہے؟
 سب کی سب میں معلوم وہ اس سے جواب دیا۔
 شفا ہے نواز علی والی بات ہے ہم نے ان کو نہیں بتائی آپ بھی
 اس بات کا ذکر نہ کریں۔ ان کو بھی کو یہ بات معلوم ہو گئی تو
 وہ نواز کو زندہ نہیں چھوڑے۔ ہمیں اس کے آدھی موجودگی
 میں یہ ساری باتیں آپ کو بتا سکتی تھی۔
 آپ نے مٹھو کو اس کی ماں کے والے کیوں نہ دیا؟
 میں نے پوچھا۔
 اس کی ماں جو وہ اچھا عورت ہے۔ وہ بی بی کی
 حفاظت نہیں کر سکتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مٹھو ماں
 کے پاس کاٹھیا میں جاتی تھی۔
 میں نے ہنس کر لہو لہی سے اجازت لی اور وہاں سے
 نکل کر نواز کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔
 صورت حال یہاں پر اخبار کر رہی تھی۔ اب دیکھنے والی
 بات یہ بھی کہ مٹھو کو جسے مٹھو کو کہہ کر دیا تھا اس
 نے وہی کو کھانا پہنچا دیا تھا؟ اور اگر یوں ہی مٹھو کا نقل تھا
 تو اسے اس انضمام کا علم بھی پڑتا تھا؟
 ان باتوں کا جواب جاننے کے لیے فتح محمد سے ملاقات
 بہت ضروری تھی مگر اس کی والدہ کیسے ہمارا دواں نہ کر سکتی
 مشکل تھا۔ تھے میں اور بھی بہت سے کام تھے۔
 میں نے غبردار سے کہا کہ چھوڑی صاحب فتح محمد

سے تو ملاقات نہیں ہوئی۔ فتح محمد بڑے گارڈ کیا ہوا ہے
 آپ اسے میرے پیغام دے دیں کہ وہ ملے گا۔
 مجھے ملے۔
 بہت بڑا صاحب۔ آپ کا پیغام پہنچ جلے گا۔ نہ ہار
 لے گا۔ پھر دواں دار دے گا۔ میں بولا ہے۔ یہ بدی بڑی نہیں
 کر رہا ہے۔ اس فریب کو قہقہے لے کر کیا کرے گا؟
 میری ضمانت پر چھوڑ دیں۔ آپ بھی حکم کریں گے۔ قہقہہ
 حاضر ہو جائے گا؟
 میں نے بدی کو کھولتے ہوئے کہا کہ چھوڑی صاحب
 لے آئے اسے یہاں بھیجیں۔ آپ نے کئی کئی بار یہاں
 دیا تھا۔ اگر یہ قہقہے حاضر ہو جاتا تو کبھی ادھر آئے گا؟
 ضرورت ہے؟
 وہ حضورؐ کا نقل نہیں کر دے گا۔ بدی نے ہنسی لائی
 کہ اسے اس کے باندے نے بات نہیں اے میں نہیں بتا کر
 ہمارے منہ سے بھی کوئی بات نہ نکل جائے۔
 میں نے پوچھا وہ جو آپ تمہارے لئے بتا کر گیا
 وہ آپ کے لئے جو کھڑکھڑا ہے؟
 سب کی سب میں معلوم وہ اس سے جواب دیا۔
 شفا ہے نواز علی والی بات ہے ہم نے ان کو نہیں بتائی آپ بھی
 اس بات کا ذکر نہ کریں۔ ان کو بھی کو یہ بات معلوم ہو گئی تو
 وہ نواز کو زندہ نہیں چھوڑے۔ ہمیں اس کے آدھی موجودگی
 میں یہ ساری باتیں آپ کو بتا سکتی تھی۔
 آپ نے مٹھو کو اس کی ماں کے والے کیوں نہ دیا؟
 میں نے پوچھا۔
 اس کی ماں جو وہ اچھا عورت ہے۔ وہ بی بی کی
 حفاظت نہیں کر سکتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مٹھو ماں
 کے پاس کاٹھیا میں جاتی تھی۔
 میں نے ہنس کر لہو لہی سے اجازت لی اور وہاں سے
 نکل کر نواز کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔
 صورت حال یہاں پر اخبار کر رہی تھی۔ اب دیکھنے والی
 بات یہ بھی کہ مٹھو کو جسے مٹھو کو کہہ کر دیا تھا اس
 نے وہی کو کھانا پہنچا دیا تھا؟ اور اگر یوں ہی مٹھو کا نقل تھا
 تو اسے اس انضمام کا علم بھی پڑتا تھا؟
 ان باتوں کا جواب جاننے کے لیے فتح محمد سے ملاقات
 بہت ضروری تھی مگر اس کی والدہ کیسے ہمارا دواں نہ کر سکتی
 مشکل تھا۔ تھے میں اور بھی بہت سے کام تھے۔
 میں نے غبردار سے کہا کہ چھوڑی صاحب فتح محمد

سے تو ملاقات نہیں ہوئی۔ فتح محمد بڑے گارڈ کیا ہوا ہے
 آپ اسے میرے پیغام دے دیں کہ وہ ملے گا۔
 مجھے ملے۔
 بہت بڑا صاحب۔ آپ کا پیغام پہنچ جلے گا۔ نہ ہار
 لے گا۔ پھر دواں دار دے گا۔ میں بولا ہے۔ یہ بدی بڑی نہیں
 کر رہا ہے۔ اس فریب کو قہقہے لے کر کیا کرے گا؟
 میری ضمانت پر چھوڑ دیں۔ آپ بھی حکم کریں گے۔ قہقہہ
 حاضر ہو جائے گا؟
 میں نے بدی کو کھولتے ہوئے کہا کہ چھوڑی صاحب
 لے آئے اسے یہاں بھیجیں۔ آپ نے کئی کئی بار یہاں
 دیا تھا۔ اگر یہ قہقہے حاضر ہو جاتا تو کبھی ادھر آئے گا؟
 ضرورت ہے؟
 وہ حضورؐ کا نقل نہیں کر دے گا۔ بدی نے ہنسی لائی
 کہ اسے اس کے باندے نے بات نہیں اے میں نہیں بتا کر
 ہمارے منہ سے بھی کوئی بات نہ نکل جائے۔
 میں نے پوچھا وہ جو آپ تمہارے لئے بتا کر گیا
 وہ آپ کے لئے جو کھڑکھڑا ہے؟
 سب کی سب میں معلوم وہ اس سے جواب دیا۔
 شفا ہے نواز علی والی بات ہے ہم نے ان کو نہیں بتائی آپ بھی
 اس بات کا ذکر نہ کریں۔ ان کو بھی کو یہ بات معلوم ہو گئی تو
 وہ نواز کو زندہ نہیں چھوڑے۔ ہمیں اس کے آدھی موجودگی
 میں یہ ساری باتیں آپ کو بتا سکتی تھی۔
 آپ نے مٹھو کو اس کی ماں کے والے کیوں نہ دیا؟
 میں نے پوچھا۔
 اس کی ماں جو وہ اچھا عورت ہے۔ وہ بی بی کی
 حفاظت نہیں کر سکتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مٹھو ماں
 کے پاس کاٹھیا میں جاتی تھی۔
 میں نے ہنس کر لہو لہی سے اجازت لی اور وہاں سے
 نکل کر نواز کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔
 صورت حال یہاں پر اخبار کر رہی تھی۔ اب دیکھنے والی
 بات یہ بھی کہ مٹھو کو جسے مٹھو کو کہہ کر دیا تھا اس
 نے وہی کو کھانا پہنچا دیا تھا؟ اور اگر یوں ہی مٹھو کا نقل تھا
 تو اسے اس انضمام کا علم بھی پڑتا تھا؟
 ان باتوں کا جواب جاننے کے لیے فتح محمد سے ملاقات
 بہت ضروری تھی مگر اس کی والدہ کیسے ہمارا دواں نہ کر سکتی
 مشکل تھا۔ تھے میں اور بھی بہت سے کام تھے۔
 میں نے غبردار سے کہا کہ چھوڑی صاحب فتح محمد

اس نے ہونوں بڑا بڑا چھری اور کسے کا لٹا پک
 دیکھ کر گھر کے کھانا صاحب اسوں رب دی میری کڑی قہقہہ نہیں
 ہے۔ جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے آپ کو کچھ پر بتا دیا ہے اور
 جو بچیں گے انہوں کو بتا دوں گا۔
 پھر پھر شرافت کو تو میں بھی بخیر ہوں۔ میں نے تجھے
 بکھو جائے پوچھنا چاہتا ہوں۔ لیکن بول اور جلدی بول ان کو کھوت
 بولا یا صاحب۔ میں نے میں دیکھ کر تو پھر پھر فریاد سننے والا کوئی
 نہیں ہوگا۔
 میں نے بڑے بڑوں کا جواب۔
 اور اس کی تیری کڑی تھی ہے۔ میں نے کہا۔
 گھامی کا میں نے مجھے بتایا تھا کہ پھر مجھے سے چھپ کر لگا کر کئی
 ہے۔ اسے کہا ہے۔ میں... میں اس کو کھوت کے
 پیر کا سر کی باڈی کی طرح کر دوں گا۔
 اب اس کا بات ہے پھر بھی میں ہوتی تھی کہ باڈی پیر
 والے حوالدار کے استے ایک کھانا پھر کھایا۔
 پھر کھانا نہ تھا تو تیرے کھانا حوالدار سے کہا۔
 میں نے پوچھا کیا یہ بات تو مجھے کوئی بتاتی ہے؟
 اس نے قہقہے لے کر کہا لیکن حوالدار کا ہاتھ نہ بٹھوئے
 دیکھ کر جلدی سے بولا جی۔ یہ بات میں نے ہی کی تھی لیکن...
 لیکن تیرے پیر سے یہ کہا کہ کھانا کھائی سے وارنہ
 تھا کھانا تھا؟
 جی... جی کھانا تھا؟
 اس کی آدھی کا نام کیا ہے؟
 ہم... میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ میں اس کی آدھی کو نہیں
 جانتا۔ لیکن یہ بتا چکا کہ اس کی قہقہہ لے کر تھی جی اس سے
 وہ اس کا نام نہیں لیتا چاہتا تھا۔
 میں نے حوالدار کو بتا دیا کہ اس کے ساتھ ہی کھوت کے
 میں چھوڑا دے گا کہ آواز کو گئی۔
 جی... جی اس طرح دیا ہے کہ اس کی آدھی کو کھانا
 تک نہیں تھا جس کا قہقہے خیال میں مٹھو سے یا نہ تھا۔ تم
 نے بعض انداز نہ لگا تھا۔ یہ ہے کہ ہے؟
 آج بھی یہ ہے۔
 تم نے انداز سے اس کی بات تو اپنے بار کو بتا دی لیکن
 اصل بات نہیں بتائی۔ ایسا کیوں کر ہے؟
 ایک... کہ میں اصل بات جی؟
 اپنے بارے کی بات؟
 وہ تو وہ تو میں نے مجھ بولا تھا میرا مٹھو سے

اب ہم دوبارہ متوکی بات کرتے ہیں میں نے کہا۔
 "ہفتوں پہلی ایک جبریں کو کھانے ساتھ اپنے ساتھ
 کاراجال بنا دیا تھا۔ یہ تاجہ کنویر پر ملاقات کی جو تیرس
 نے پیش کی تھی؟"
 "یہ بھی متوکی ہی تھا؟" وہ... وہ مجھے متوکی
 میں ملنا چاہتی تھی؟
 "عامتوں کی بات نہیں، یہ تاجہ کنویر پر ملاقات کی
 جو تیرس نے پیش کی تھی؟"
 "تنت... تاجہ کنویر کی بی بی، یکن...
 اس کے باوجود یہ مجھے جو تیرس متوکی غروت میں تھی؟
 "سر تو ثابت کراؤ تو یہی چاہتا ہے اس نے جواب
 دیا۔ وہ فیکر کی بولی پر غریبی سے ہاتھ خوبت زیادہ تسکین
 خود کر کے لی تھی۔ وہی دج سے اس نے مجھ میں دیکھی لینا
 شروع کر دی۔
 میں نے پچھا: "تیرس یہ کیسے پتا چلا تو میرے پیشی
 جا رہی ہے؟"
 "رواں تھی تو میری دیر پہلے مجھے متوکی ایک دفعہ ملا تھا اس
 نے بھی تھا کہ وہ نائنگم روٹ میں جا رہی ہے اور یہ کہ میں نے اس
 پر ملو۔ وہ تو میری ایک شاگرد لایا تھا۔ میں سائیکل پر سنا تھے
 کے پیچھے روانہ ہو گیا۔"
 "ایشٹن پر غریبی اس سے کیا بات چیت، بولی تھی؟"
 "اس نے کہا تھا کہ اس کا کوئی بہت خفیہ میں ہے اور
 ہم دونوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ لیکن اس نے کچھ
 کر کے چلے جانا چاہتا ہے اسے اپنے پیچھے کی کوئی سہارا
 تھی اسے قیوت تھا کہ وہ میں نے نہیں ملو یوس کے ہتھے چڑھ
 جاسکے گی۔"
 "میں کو میرے ذہن میں قتل کا طرح واضح ہو گیا ہے
 ایک مفروضہ تھی۔ فرائض کی اپنی جان فیکر سے تھی۔ وہی
 اس کا نام اپنے شو پر کرتا تھی۔"
 میں نے پوچھا: "دیا پر کیا ہوا تھا؟"
 فرائض نے اچانک میرے پر کھینچے اور دوتے
 ہوئے بولا: "تایانہ مارا، اب... ہم... ہمارے گناہوں
 مفروضہ میں رہنا چاہتی تھی میں نے... اسے کچلنے کی
 بہت کوشش کی تھی مگر اس نے دیا میں چلا گیا گادی...
 میں اس کے لیے کچھ نہ کر سکا۔"
 میں نے اسے گربان سے پکڑ کر دیکھا اور...
 کے منہ سے وہ قہقہہ مارے وہ معافوں کیا اور غروت۔

پہلیں پھلا کر میری طرف دیکھنے لگا۔
 "مفتوحہ میں اپنا جگتے ہوئے مدد کے لیے بلایا تھا۔"
 میں نے اس کے گریباں کو کھینچ دیتے ہوئے کہا: "میں جو کر
 تھیں اس کی ضرورت نہیں تھی اس نے تم نے اسے دیا
 لے جا کر قتل کر دیا تھیں دوشہ کر وہ تھا... میں اپنے پیش
 کا ہم یوس کو تاتا دیکھ اور میں قتل کر دے گا۔ لینا
 تم نے اپنے جرم کی دھمکے کو قتل کر دیا۔"
 وہ ہر تھک پڑنے لگا اس میں سڑکتی کی بہت نہیں
 تھی۔ تو میری دیر اس نے اقرار پر کر لیا۔
 میں نے یوس کی بولی کو کھینچ کر اسے مل لایا اور
 یوس سے کہا: "یہ تمہاری بیوی کا قاتل ہیں جسے پتہ
 تو اصل قاتل تم ہو۔ تم ان دونوں کو قتل کی جگہ دیتے
 تو یہ دلالت دے گا۔ بول، اس نے تمہارا کام کیا کیا؟"
 "جی رہی ہے کہا؟" جواب "اب میرے لیے کیا حکم ہے؟"
 "تم دونوں بچ کر دو۔"
 "جناب مجھے تو آپ نے مار مار کے آؤ بنا دیا ہے۔"
 "دیر سے کہا؟" میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں
 بے قصور ہوں۔
 "خالد اس نے کہا: "اے ہمارے اہلاد دوست کی بات
 پر ہاتھ ڈالنے والا ہے قصور میں ہوتا
 ان دونوں کو نہ لے لے گا اور وہی کے بعد بھٹ کر دیا گیا
 فرائض کی کوئی نے قتل کر کے الزام میں بند کر کے
 پر کھڑا کر دیا۔"
 "تفصیل پوچھ کر گئے؟" وہ ان اس نے بتایا کہ وہ متو
 کی موت کو خود کھینچ کر لگا دینا چاہتا رہا کہ اس کے
 اس نے موتے پانے ہی دوتے سے خود کا گناہ دوشہ
 کر دیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ اس کو کھنسنے کے بعد وہ دوشہ کی
 گواہوں دے گا اور خود کے جان ہم کو دیا میں ایک
 دے گا لیکن جب اس نے دوتے کو گواہوں کو کھنسنے
 کی تو مفروضہ راحت کرنے لگی۔ وہ دونوں کھنسنے کرتے ہوئے
 دنیا کے کتا سے پتہ لگے اور متو پانی میں گر گئی۔
 تو اس نے اسے پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر
 کامیاب نہ ہو سکا اور یہی چیز اس کے خلاف ثبوت
 بن گئی۔



خاستور خانہ بھانگ تھا۔
 لڑکی لاش شیر سے کھنسنے ہی تھی لاش کے نیچے نہیں
 لگی اور دوشہ کی کپاس لپک کر کسی دوشہ کی کپاس میں خود کو کھنسنے
 لگا کھنسنے۔ جس دوشہ سے کھنسا گیا تھا وہ مویشیوں کے
 لیں اپنے ہتھ والی دوشہ کھنسنے پانے کی دوشہ کے
 اسے لاش نہیں لگتی تھی، البتہ لڑکی کے پیر سے پکڑ لیا
 دیا تھا۔
 تیرس پکڑ لیا اور لڑکی کے پیر سے پکڑ لیا اور لڑکی



کہانہ لیا گری اس وقت اس کا چہرہ تھا جیسا کہ منظر پیش
 کر دیا تھا۔ اس کی نظر سے وہ ایک خوفناک شکل لگتی تھی اس کی
 عمر سب سال سے کم تھی سلام کوئی تھی اس کے منہ پر دوشہ
 جڑا تھا اور پیر سے دوشہ کی سال سال ہوا دوشہ تھے جس میں
 دوشہ پانہ لگا ہوا تھا۔
 میں نے اسے لڑکی کا کدو سے پانہ دوشہ پکڑ لیا اور تو فیکر
 کے دوشہ سے اس کا لاش لگا کر چلا دیا یہ دیکھ کر دوشہ ہمارے
 پیر سے مارنے کے لیے بھاگا تھا

درشت چاند جس میں ایک لطف کا خون لڑکی تھا

حق و اشت



ثبوت ہو چکے ہیں؟

تھے۔ ہمیں تقریباً نصف گھنٹہ تک قتل و قورعے کا اعلان علیٰ جمعی سماعت ہوئی۔ اس کے دوران میں نے کہہ ڈاؤم دو چیزوں کی کی محسوس کی۔ لیکن ان کا ذکر میں آج نہیں کر سکتا۔

جس سولہ میں وہ واقعہ پیش آیا تھا وہ دو زمین و زمین پر سناٹوں کی
کلیت تھی۔ متوجہ کر کے سامنے میں بتا چکا کہ وہ ان زمین و زمین کا
کچھ نہیں ہے اور اس کی کام نذرینہ تھا۔

جب میں اپنی تانیخِ عشقِ مہر کو چھپاؤں تو ایک دروازہ ہر شخص کے لیے کھول دیتا ہے۔

نہیں سناس کہہ کر فرمایا، اوس نے کہیں کہ نہیں بلکہ ہر گھر میں تمہاری ادا

ہرگز نہ کرے سنا پتا ادا کی نظر نہ آئے۔ میں اس کے ساتھ ایک دوسرے کے میں جھانکی، اس کے سرے میں انکسیریں چلی جاتی تھیں اور غماز کر رہا تھا۔

”میرزا احمد صحری جلدی ہے، یہ شخص منکدر ہے، کہا دینے میری جھوٹی بات تھی۔“

لگا۔ اُس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر میری طرف بڑھانے اور
 کہا: ”آپ کو اس سووی کی بجائی بہت کرنی پڑی ہے۔ یہ پتھروں سا
 لڑنا، کھلنا اور سوتلنا، کہہ دو خواہ۔“ قیصر نے کہہ

[illegible]

ہم نے اس وقت کو لوٹ لیا۔ اس واقعے سے بھاری بہت جان بوری ہو۔ سب لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ہم گندہ بڑا کائنات خن ہو جائے۔

”پبلک لبرسٹ مارم ٹوگا“
 یہ منصب تو کمری جی سا کے ہادی اور زادہ بنائی ہوگی
 جو بڑا تھا اور جو پبلک لبرسٹ مارم ٹوگا نے اپنے بھائی کو تو اپس

ابھی دوسرے لوگوں سے بھی پوچھ کر لوں گا
 ”پبلک لبرسٹ مارم ٹوگا“
 ”جو بھائی بھائی، لبرسٹ مارم ٹوگا“
 ”جو بھائی بھائی، لبرسٹ مارم ٹوگا“

میں نے کہا کہ میں نے اس کے لئے ایک اور قانون بنایا ہے۔
 جس کے تحت اگر کوئی شخص کسی اور شخص کے لئے ایک
 قانون بنائے گا تو اس کے لئے اس کو ایک سال کی
 سزا دی جائے گی۔

اس نے کہا: تو بھر دیا اب کسی قرعہ کشی کے لئے؟
 "ہیں، اب تو کھڑی ہو چکی ہیں۔" میں نے کہا: پورسٹ مار نم
 فرماؤ، ہوگا۔

”جو بھی کلمہ کہتا ہے؟“
”جو پاپ بھی کلمہ کرتے ہیں سب کہہ دیجئے کہ ہم صریح

ماحجب! ہم ذریعہ کا پوسٹ مارٹم نہیں کرتے ہیں مگر یہ عزت اور
فیثرت کا معاملہ ہے۔

اس نے سیدھا دھوئی اور کوسے کے اوپر واسٹنگ بین رکھی
تھی اور گئے میں شروع شامل تھی، جس کے دونوں پہرے اُس نے
تھنوں میں بکڑ رکھے تھے۔

میرا عجیب و غریب تجربہ تھا۔ میری طرف سے، یہ تجربہ
میں نے پوچھا: کیا تجاری بہن نے تجارے سامنے

خودکشی کی بات نہ تھی؟
 "نہیں آپ کی بات نہیں سمجھا"
 جو دھڑکی مارتی تھی اس نے کہا "سامنے خودکشی کرتی تو ہم اسے

”جو کہتا ہے کہ یہ قتل کا کیس ہو“ میں نے کہا۔
جو دعویٰ بخونہ لیا، وہ اس کا جوہر ہے۔

"وہ... جوان، یہ بغیر تکیا کی بات نہیں کی تو نے غیرت مند
مردانہ انداز میں کہنے لگا۔

”زرنہ نے خود کشی کی ہے۔“ احمد دھری اظہر نے کہا۔
 فخر و قتل کسی نے نہیں کیا، اس کا کوئی دشمن نہیں تھا، اُن نے آپ

میں نے پوچھا: زہریم کاشو؟ کہاں ہے؟
 نہیں دینے کے لیے تیار ہیں۔

مجھے یوں لگا جیسے اشرف یہ سوال سن کر پریشان سا ہو گیا۔
 قدیرہ شادی شدہ نہیں تھی، اس نے جواب دیا۔ تاہم اس کے لیے
 یہ تہذیب بااہل تھا۔

میں سوچ میں پڑ گیا۔ اُس کیس کی کئی باتیں وضاحت طلب تھیں۔ بلکہ شک میں اُن کے والدین تھے۔ میں نے کہا: "جو دھری، اگر

میں نے کہا کہ میں نے اسے کوئی چیز نہیں دی ہے۔

اس طرف سے کچھ کتنا سوراخ کیا، مگر کچھ بوجھ اس کی بات
 مٹتے ہوئے کہا: گھنٹی کوئی نہیں ہے جسے سارا معاملہ آپ کے
 سامنے ہے اور... سرسری معاملے کی بھی کیا ضرورت ہے؟

”ہیں اور میں جواب دینا پڑتا ہے۔“
چودھری ماجد میر سے گفتگو کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔
”صاحب! آپ کوئی رپورٹ ہی درج نہ کریں! آپ کی فوجی

یہ بات ہوگی۔“

”میں ذرا مشکل ریات ہے، ہمیں نے رادادارانہ لیے ہیں۔“
 ”میں کوئی ایسا نام تحت اور پر اطلاع پہنچا سکتا ہوں اور ویسے ہی بات

وہ سمجھا کہ انہیں اس کی باتوں میں آگیا ہوں، بلکہ "حضور، ہماری عزت آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ ہی کو فی مناسب راستہ

نکال لیں۔
 ”سوچنا چاہئے گا“ میس نے کہا۔ لیکن ایک بات میں
 آپ کو پہلے ہی بتا دیتا ہوں، اگر بعد میں کوئی ایسی دلیس بات

ساٹنے آئی تو لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے قبر سے بھی نکالا جاسکتا ہے۔
 کوئی ایسی دلیس بات نہیں ہے جی۔ آپ خاطر جمع رکھیں۔

”نہیں تمھاری بات مان لیتا ہوں۔ مگر لاشیں ایک دفعہ مردہ خانے بہر حال جائیں گی۔“

انھوں نے میری بات مان لی۔ میں نے لاش مرثہ خانے بھجوا دی اور احتیاطاً اس کمرے کو پیل کر دیا جس میں لڑکی نے بہینہ طور پر

جب ہم واپس جانے کے لیے باہر نکلے تو اے ایس آئی نے کہا: محلے والوں کا خیال ہے کہ لوہی نے خودکشی نہیں کی۔

”یعنی اسے مسل کیا گیا ہے؟“ یس نے پوچھا۔

اُس نے کہا: "اے اللہ! میں نے اپنے قاتلوں کے سامنے کھڑی کرات

نہیں نے اس کا قہر عمل جاننے کے لیے کہا: "نہیں اپنے کے کھانسی
پہل جانے بھرانے کا سوچ رہا ہوں۔ اگر انھوں نے تمہا کو نہ

اُس نے آنکھیں گھما کر سوچا، پھر بولا: آپ کیوں زحمت
رتے ہیں۔ ہم خدا اس کا اسے فارغ ہو جائیں، اُس کے بعد

اب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایسی حرکت کرنے والا سچ کر کہیں نہیں
سکتا۔ قدرتِ حق سے خوف کے بعد اُس نے خیر کیا؟ اب آپ
کیا چاہتا... ہم نے دوا دی لا پور بھیجنے کے لیے تیار

کر لیتے ہیں۔ یہ ایک آدھ گھنٹے میں دعاؤں پر حوائش کے آپ
معاظے میں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ نے غم کو بڑھنے دیا
خوش کو الگ سے دوسرے وقت کے بعد اللہ تمہارا کھسٹوٹا دے

310

دوسری میں ظالم اور غائب کرادی اور اس کا مقام حاکم کے باوجود
 درجہ کی کمی نہیں جانتے تھا۔
 اور پھر پڑنے سے سنا گیا تھا۔ دیا گیا ہے کہ دیوانوں کی طرف سے
 میں ہیں۔ ان کے پاس بھی، ان کے پاس تھا تو اسے دودھ میں
 کی زیادتیوں کے باعث میں جاتی۔ باقر اس کا بھی نہیں
 ہے کہ اس کا دور کہ وہ کہے چاہیے کہ اس کے ساتھ جو یہ بگال
 ہو گئی ہے۔ ہر وقت اس کے پاس میں اس کے لئے رہتی ہے۔ اس کے
 گئی۔ وہ اس کے پاس میں اس کے لئے رہتی ہے۔ اس کے
 اس کے لئے کہ اس کے پاس میں اس کے لئے رہتی ہے۔ اس کے
 ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس میں اس کے لئے رہتی ہے۔ اس کے
 ہو گئی ہے۔ اس کے پاس میں اس کے لئے رہتی ہے۔ اس کے

”میں نہیں بچاؤں گا تو میں اپنے آپ سے بہت کم ہوں گا۔“
 ”تو اسے دل میں ہے، میرا دل اب بکھر رہا ہے۔“ عزیز نے بہ
 دم بھری لالچیت طاری کر رہی تھی۔ ”اب تک میں بچا
 نہیں ہوں۔۔۔ مان جتنا ہی کیوں نہیں کرکس نے میری
 دل کو لیا۔“

”یہ کام اللہ کے کام ہے۔“ مان نے جواب دیا۔

”یہ سن کر عزیز نے غصہ فتنہ شروع کر دیا۔ ”اس نے ایک بار
 میرے کمرے کو لٹا دیا۔“ وہ اصرار پر چڑھ رہی تھی۔ ”دلیل
 دے۔۔۔ تو نے اپنے ناموں پر ہی تھوکتا سا خرچ کر دیا ہے
 یہ سچیت۔۔۔ جو بہت جلد گننے سے پہلے بھوتے
 ہو کر رہ جائے گا۔“

”بھوکے مرے کے بعد کچھ لوگوں نے بڑائی کے کام کو سیکھا
 بڑے کے نوجوان سے عزیز نے اکثر طعنے دیے۔ اس وقت کے
 پہلی طرح کی زندگی کو عزیز کا ماحول سے حصہ نہیں تھا۔ وہ ان لوگوں
 نے جو غریبوں کو بل کر جبر دیا۔ وہ کویت میں تھے۔ وہ اس کا
 سنے سے چند روز پہلے ہی تھا۔ اس نے ”مذکورہ“ دشمن متعلقہ
 اور وہ جہاد کا دوست سے ہمدردی کرنے کے لیے تھے۔ اس
 کے اس احتجاج سے صرف اتنا فائدہ ہوا کہ لوگوں نے
 شے سے انکار کر دیا۔

”اللہ بڑے بھائی سے عزیز کی کوٹھلی میں جاکر کہا۔
 ”عزیز، یہ تمہاری زندگی ہے۔“ اس نے کہا۔ ”تمہاری زندگی
 بھوکوں کی وجہ سے تمہاری زندگی کو یاد ہو رہی ہے اور تمہاری

[illegible][illegible]

درویشوں کا ایک سالِ ضائع ہو چکا تھا۔ انہیں اس نے اس قدر غصہ کیا کہ وہ ان کو کھانا دینا اور ان کے دل کی محنت پر ہنس ماری۔

اب اس کی فضا میں دم رکھنے کے بعد اس کے بیڑے فرعون کی طور پر اٹھ اٹھے۔ اس نے سارے کسے تلاش شروع کر دی، اس کی غرا خاں باطل بھول گیا۔ اب اس کی فضا میں دم رکھنے کے بعد اس کے بیڑے فرعون کی طور پر اٹھ اٹھے۔ اس نے سارے کسے تلاش شروع کر دی، اس کی غرا خاں باطل بھول گیا۔ اب اس کی فضا میں دم رکھنے کے بعد اس کے بیڑے فرعون کی طور پر اٹھ اٹھے۔ اس نے سارے کسے تلاش شروع کر دی، اس کی غرا خاں باطل بھول گیا۔

اس پر شہر میں فوجی کے نتیجے میں درہ زلی کی کاس
کے سبب ان کی عزت و کرامت، بل و برفوں کو بھی چاک کھا ہوا
میں ان کے متاداروں نے فوجیوں پر چڑھا تھا۔ اس کا سادہ سا حال
میں ان کا حادہ و فطرت

خون میں درہ، ہمدرد کے توسط سے ساجد سے بات
کے لئے کہ جس پر رشتہ درہ دول توجہ کے لئے ہمدردی فطرت
درہ زلی، ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی
تھیں۔ سادہ جو کہ ان کے لئے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی
میں ان کے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی
کو کہ ان کے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی فطرت کے لئے ہمدردی

مذاقہ دووں کو کہے گا ہے تنہا ہی بھی فراہم کر دے گا
 جو یہ ہے نکلتی برہمنی تو زینت سے ساجہ کو اپنے جھلنے والی
 توش کیلئے میں تاناخو رہا کرے گا۔
 سادہ سے اُسے حوصلہ دے گا اور کہہ گا حضرت ہے نہ
 چوراہا پر اس جگہ کے اور نہ اس کی جگہ سے چوری
 کرتے ہیں۔

جب اُس کے سالار اسحاق بن خالد قریب آئے تو کہا کہ
روزِ بڑے تھا کہ تم نے زینہ! اپنے دوست کے خلاف
تھیں تعظیم حاصل کرنے کی پادری اجازت دے دی ہے۔ اب
تم اپنے دوست کے خلاف کلمہ پڑھنا شروع کرو۔
زینہ نے کہا: "میں نے تعظیم مکمل کرنے کے بعد دستخط کرنے
کا وعدہ کیا تھا۔"

اس کی فکر نہیں کرو۔ تمہاری تعلیم کا نفع دلائل و براہین سے معلوم ہوا
 جتنی رہے گی۔ میں چار دسویں کے سامنے تمہیں زبان دینے کے لیے
 تیار ہوں۔
 زمین کو نہ مرنے دینا اس نے کہا کہ وہاں سے سفوفہ کر کے
 کہ کوئی فیس نہ کرے گی اسے یہ بھی دیکھا کہ اس کے انسا کی وجہ
 سے کیا اس کے دوبارہ گھر میں نہ تھا دلی

دورو کے بعد اس نے ساجد سے اس معاملے میں مشورہ کیا۔ ساجد نے ٹھیک ٹھیک بات سننے کے بعد کہا کہ میں بھی یہ دستخط کرنے کا مشورہ نہیں دوں گا کیونکہ میرے خیال میں تمہاری یہ قید پر عمل درآمد کے لیے یہ ایک کامیابی ہے جو خداوند کے عطا کردہ فیصلہ پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ میں نے اپنے ساتھ یہ جرم محفوظ کیا ہے جس کی حفاظت کیے بغیر تمہاری شخصیت ختم ہو جائے گی۔ جو مالدار کو قید کیا گیا ہے؟

”تمہارا دوسرا برادر ہے جس نے ساجد سے اس کے علاوہ کوئی مال موٹے پھرنے میں نہیں لیا۔“

”تمہاری دین میں کیا کم از کم دھڑکتے زمین تمہارے تھے

[illegible]

ہمانہ موحاۃ
جس وقت دونوں کمرے میں باتیں کر رہے تھے اس وقت
ہمایاں نامی ایک عورت گھر میں داخل ہوئی۔ وہ بڑی تاجاں گھر گھر
پھرتے والی ایک تخیل خیز عورت تھی۔ وہ اس کی خلعت کو
جاننے کے باوجود اسے خوش آمدید کہتے تھے کیونکہ وہ بڑے
پشاور سے دارالہیجری تھی۔ اُسے بہت بخوبی معلوم تھا کہ



بادشاہِ حرم

چو وہ دہری منصب مل کے گھر میں اکرام ہوا تھا۔ اس کے نوجوان بیٹے نادر علی کو کسی نے سوتے میں قتل کر دیا تھا۔ بیٹے کے ساتھی کے موافق واردات پر دستا اور قتل کیے کی کارروائی شروع کر دی۔ موقع پر موجود قتلہ نے بیٹے کا گروہ واردات کی اطلاع ملتے ہی موقع واردات پر پہنچ گیا تھا اور اس نے کسی پیر کو اصرار دھمکائی کہ قتلہ اپنے بستر پر خون میں لخت بہت ہو رہا تھا بستر پر آدھے میں بچھا تھا۔ لہذا کچا دینہ ہونے کے باعث موسم زیادہ گرم نہیں تھا۔ پر آدھے کے سامنے سرنگیوں کی چھائی گلیں پڑی ہوئی تھیں۔ پر آدھے میں ایک دوسری چھائی بھی موجود تھی اور اس پر بستر بھی بچھا ہوا تھا۔ بائیں کی طرف ایک میس رکھا ہوا رکھا تھا اور چادر پر شکر نہیں تھیں۔ جس سے اندازہ ہوا تھا کہ اس پر کوئی نہیں سوتا۔ قتلہ اپنے بستر پر تھوڑا سا لے کے ایک ستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ گویا قاتل نے قتل کے پختہ ارادے سے دل رکھے تھے۔ اتنے زیادہ دھڑکی باتوں کی نشان دہی کرتے تھے۔ اول یہ کہ قتل کے پختہ موت غارت کار فرما تھی۔ دوم، قتلہ نے قاتل کو پہچان لیا تھا اور قاتل کی گھبراہٹ میں وار پھار کر اس کا چنگا لیا تھا۔ قتلہ کا جاننا تھا کہ قاتل کے پیٹ میں موت کا پیغام ثابت ہو سکتا تھا۔ سوم، یہ کہ قاتل بزدل اور گورہ تھا چنہ دوار کرنے کے بعد اسے اپنے دشمن کی موت کا شوق نہیں آیا تھا۔ قاتل کے دیتے چاہرانی کے نیچے بھی نظر آرہے تھے۔ وہ باہم غامض طور پر قاتل کو جھپٹ کر گھر کے بیچر اور قریبی کمرہ میں سوتے ہوئے تھے۔ انھوں نے قتلہ کی تہہ میں کیوں نہیں میں! اور دوسری بات یہ تھی کہ قتلہ قتلہ صحت

شخص تھا۔ اس نے مزاحمت کیوں نہیں کی؟ اگر وہ مزاحمت کرتا تو اس کی لاش کو کراڑم چاہرانی پر پڑی ہوئی ڈھائی مانی حلقہ دار خانا دھو دھوئے۔ ایک نے قتلہ کو دہانے رکھا اور دوسرا دار کستار مارا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ قاتل نے پہلا وار دل پر کیا ہوا اور وہی کار کا ٹیٹ ہوا۔ تاہم سب سے پہلے یہ اندازہ لگا تھا کہ قاتل باہر سے آیا تھا یا گھر کا آدمی تھا۔ قتلہ نے لاش پر چادر ڈال دی اور قتلہ کے باپ چوہڑی منصب مل سے بھاگا۔ قتل کے بعد سے سب سے پہلے اس نے چوہڑی کو بتا چلا تھا کہ "میری بیوی صابرہ بی بی کو اس نے اسے جواب دیا تب سے پہلے وہی تھی۔ لاش دیکھ کر اسے جیسے مارا تو تیرا گھر کی آغوش میں تھی۔ اسی وقت وہ آدمی تھا نے ڈالنے اور لاش کو اصرار سے ڈھک دیا۔"

چوہڑی نے لاش کو دیکھ کر ایک جگہ تھی۔ وہ اپنے قتلہ کا بھوت مذاق کی تھا۔ لیکن اسی وقت اس کے کندھے پر گئے ہوئے تھے اور ان بیٹے کی موت کے باعث بھول چور تھا جو آدمی اس نے قتلہ ڈالے تھے ان میں ایک اس کا چھوٹا بیٹا تھا اور دوسرا ایک مزارع تھا۔ قاتل اس کا کام کو موقوفہ۔ دونوں غریب بچے تھے۔ قتلہ نے چوہڑی سے پوچھا: "اُسے باہر کے دھالنے چاہیے تھے؟"

اس سوال کا جواب اس کے بیٹے مصطفیٰ نے دیا۔ "صمن کے دل سے کی تھی کی تھی؟"

مصطفیٰ میں تبیں سال کا ایک خوش شکل نوجوان تھا۔

یہ کہہ کر اس کا مطلب ہے کہ قاتل باہر سے آیا تھا۔ ملک صاحب قاتل باہری سے آیا کرتے ہیں۔ اس کے اس کی آواز میں غصہ تھا اور ہم بھی یہ توقع تھی کہ بعد کی پتا چلے گا۔ میں نے کہا: آپ اس کو پتہ ہے؟"

چوہڑی نے جواب دیا۔ "ہاں کی سی سے خوش نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا۔"

یہ شک ظاہر کر دیا۔ "میرے تو یہ کسی چور کی کارروائی گنتی ہے۔" مصطفیٰ نے کہا۔ "میری کھوجی کو لو کر گھر آگیا تو میں نے اسے پتہ کیا کہ قاتل آواز دیا ہے۔"

اس واقعہ پر کسی کے اس پوری طرح شک نہ ہو سکتے تھے۔ وہ اپنی بیوی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "میں تو نیار علی کی دوپٹی ذریعہ صوفی ہے۔ اسے وہ خیریت سے تو ہے نا؟"

"ذریعہ کا تو کون سی حال میں نہیں آیا؟ صابرہ بی بی نے تجویز چڑھا لی۔ اس نے اس کی پھر بتایا ہی نہیں، صبرہ چڑھا اس کو خیر کا پتا کر کے۔"



”میں نے اس سے پوچھا: دلدار حسین! نیاز علی سے بچنا
آخری ملاقات کب ہوئی تھی؟“

”میرا پہلا سوال سننے ہی وہ فکرمند دکھائی دیتے لگا۔
بولے: ”کوئی ایک آدھ ہفتہ ہوا ہوگا۔“

”تجھ ادا اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا؟“
”معاملہ آپ کس معاملے کی بات کر رہے ہیں؟“

”سنائے کہ نیاز علی کی بیوی بہت خوبصورت ہے۔“
”جج... جج میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“

”تم ہمت کچھ کر سکتے ہو۔“ میں نے سخت لہجے میں کہا۔
”اس لیے جلدی سے کہنا شروع کر دو۔“ وہ متذنب نظر

لگنے لگا۔ میں نے اس پر نفسیاتی دباؤ ڈالتے ہوئے کہا: ”جس
بالے کشمیری اور ضیف ٹنڈے کی کہانی سن چکا ہوں۔ اگر تم

نے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو بڑی مشکل میں پھنس جائے۔“
اس کے چہرے پر گھبراہٹ نظر آنے لگی بولنا لگا:

”صاحب! جوئے میں اس قسم کی باتیں بھی ہوجاتی ہیں۔ اور یہ
سب نیاز علی کی طرف سے ہوا تھا۔ وہ مضرب آگیا تھا۔“

”میں نے کہا: ساری بات شروع سے بتاؤ میں دیکھنا
چاہتا ہوں کہ بالے کشمیری اور ضیف ٹنڈے نے جو کچھ

بتایا تھا اس میں کتنا سچ ہے۔“
اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ سات آٹھ روز پہلے

اس کی نیاز علی کے ساتھ تاش کی بازی لگ گئی۔ نیاز علی بھی تاش
کا اچھا کھلاڑی تھا۔ شروع میں دو دو چار چار روپے کے شرطیں

چلیں رہیں۔ اگرچہ کچھ بازیوں میں نیاز علی بھی جیت رہا تھا، تاہم
دلدار حسین کا پلہ شروع سے بھاری تھا۔ اگر نیاز علی دو روپے

جیتا تھا تو وہ چار روپے جیت جاتا تھا۔ رات کے گیا وہ کچھ
نیاز علی کی حسیب خالی ہو گئی۔ وہ سخت جھنجھلا رہا ہوا تھا۔ دلدار

اسنے لگا تو نیاز علی نے اس کا بازو پکڑ لیا اور بولا: ”کہاں چل
دیے اچھی اور بازی ہوگی۔“

دلدار حسین نے طنز یہ لہجے میں کہا: ”حسیب تو تمھاری
خالی پونجی ہے۔ کیا کپڑے داؤ پر لگاؤ گے۔“

نیاز علی نے اپنی سونے کی انگوٹھی اٹا کر سامنے رکھی
”دلدار حسین! اچھی مرا جو اچھی سوال کا کہ ہو تا ہے۔ اس انگوٹھی

کا کیا دیتے ہو؟ یہ آدھے تو لے کی انگوٹھی ہے۔“
”مجھے سونا خریدنے کا شوق نہیں ہے۔“

نیاز علی نے پاس بیٹھے ہوئے دوسرے چار لوگوں کو دیکھ کر
خریدنے کے لیے کہا۔ ایک ہمدردی نے چالیس روپے میں انگوٹھی

گرو دی رکھ لی۔ اس زمانے میں سونا سوراہے تو تھا۔ یعنی اس

ہے اور نیاز علی کی بیوی لیکے کی بہن ہے۔“
”یعنی وٹے سٹے کا معاملہ ہے۔“

”ہاں، نیاز علی نے ایک دفعہ مجھے بتایا تھا کہ اس کی بہن
چنے کے گھر میں خوش نہیں ہے۔ کسمسال والے اس پر بہت

زیادتی کرتے ہیں اور وہ اس زیادتی کا بدلہ اپنی گھر والی سے
لیتا چاہتا ہے۔ لیکن سنا ہے کہ وہ بڑی ڈھیٹ عورت ہے۔

نیاز علی اسے کئی دفعہ گھر سے نکال چکا ہے۔ مگر وہ پھر واپس
آجاتی ہے۔ اب اس نے جان بچھڑانے کا یہ طریقہ نکالا ہے۔“

”صیف ٹنڈے نے کہا: اوئے کشمیری خان! تم نے انہیں
پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ہم اس کی جان بچھڑا دیتے۔ پھر وہ بالے

سے مخاطب ہوا: ”کیا خیال ہے بالے؟“ یہ اپنے دلدار حسین سے
بات کر رہی ہے۔“

”کیا مطلب؟“
”مطلب یہ کہ اس کے ساتھ ٹوٹی کا سودا کر لیتے ہیں۔“

”وہ شریف آدمی ہے، راضی ہو جائے گا۔“
”کیا تم چوہدری کی بیوی کو گھر میں لے آؤ گے؟“

”اور نہ... مجھے بھی نہیں پالنے کا شوق نہیں ہے۔“
”صیف ٹنڈے نے کہا: دو چار مہینے اپنے پاس رکھ کر مٹھی

میں بیچنا چاہیں گے۔“
”بات کرنی ہے تو آج ہی کرلو۔ کشمیری خان نے کہا۔“

”نیاز علی نے دلدار حسین سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک دو روز
میں اپنی گھر والی کو اس کے حوالے کر دے گا۔“

”حشمت بی بی نے بات ختم کرتے ہی امیر بدر رکھے ہوئے
نوٹ کسی تواری کی طرح سمیٹ لیے۔ اس نے داخلی کارآمد

معلومات فراہم کی تھیں۔“
”حشمت بی بی! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی، میں

نے کہا: نیاز علی اپنی گھر والی کو دلدار حسین کے سپرد کیوں کرتا
چاہتا تھا؟“

”یہ بات دلدار حسین سے جا کر پوچھ لیں۔“
”میں نے چند اور سوالات کیے اور رخصت ہو گیا۔“

دلدار حسین اگرچہ ایک کاروباری شخص تھا لیکن جوئے کے
پرانا ماہر تھا۔ اس کے ہاں میں مشہور تھا کہ وہ تاش کے چلنے

کے معاملے میں جادوگر ہے۔ تاش میں اس کو ہر اناہت مشکل
تھا۔ وہ بھی کشمیری خان کے آؤے پر جاتا تھا۔

”میں نے دو آدمی بھیج کر اسے تھلے بلالیا اور اسی وقت
وہ میرے سامنے بیٹھا تھا۔“

آدمیوں کی ایک پارٹی تیار کی اور اسے ایس آئی کی واپس کا اختصار کرنے لگا۔ وہ تقریباً شام کے چھ بجے واپس آیا اور گاؤں کا رُف مانتھ میرے سامنے رکھ دیا۔

”زمیندار کا نام جمال دین ہے“ اس نے بتایا۔ ”اچھا کیا بتایا زمیندار ہے اور پہلے بھی بھولوں کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ دونوں مزمہ اس کی حویلی میں چھپے ہوئے ہیں اور سچ ہیں۔“

اگلے روز میں نے عدالت سے سرخ وارنٹ حاصل کیا اور چچا یا مار پارٹی کے آٹھ افراد کو ساڑھ لباس میں الگ الگ گاؤں روانہ کر دیا۔ ان میں سے کچھ تیاروں کے بھیس میں تھے اور کچھ گھسیاروں کے بھیس میں۔ انھیں میں نے ہایت کرنی کئی کر وہ گاؤں کے ارد گرد باہر چلے جانے راستوں پر چھوٹ کر بیٹھ جائیں اور کہنے چلنے والوں پر نظر رکھیں۔

اس کے بعد میں نے مین آدمیوں کو ساتھ لیا، ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر گاؤں پہنچ گئے تو وہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں زیادہ تر مزارعین رہتے تھے وہاں زکوئی اسکول تھا، ڈاکخانہ اور تہی ڈپنٹری وغیرہ۔

چوہدری جمال دین کو ہماری آمد کی پہلے ہی خبر ہو گئی تھی۔ اس کے آدمی حویلی کے باہر ہی چارے منتظر تھے۔ انھوں نے چارے گھوڑے لے کر ایک طرف ہانڈھ دیے اور ہمیں بیٹھک میں لے گئے۔ جہاں چوہدری نے بڑی شان سے ہمارا استقبال کیا۔ وہ کچھن چھپن سال کا طویل القامت اور بارعب شخص تھا۔ رسمی کلمات کے بعد اس نے ہماری آمد کا مقصد پوچھا اور بیٹھنے کے لیے کہا۔

”چوہدری! میں کوئی ایسی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ میں نے کھڑے کھڑے کہا: ہم بائے کشمیری اور ضعیف منڈے کو لینے آئے ہیں۔ ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دیں باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔“

”اب صاحب! تشریف تو رکھیں۔ آپ پہلی دفعہ ہائے گاؤں آئے ہیں، یہیں کچھ خدمت کا موقع تو دیں۔“

”چوہدری صاحب! آپ ہماری خدمت کر کے خوش نہیں ہوں گے کیونکہ میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔“

وہ سنجیدہ ہو گیا، بولا: ”جن مزموں کا آپ نے نام لیا ہے ان کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“

”بیشک میں چند افراد بھی تھے جن میں سے دواں کے بیٹے تھے۔“

”میں نے کہا: میں حویلی کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔“

دلدار حسین سوار سو پر راضی ہو گیا۔ اسے یہ بھی وقت میں مل رہے تھے۔ وہ اس چکر سے الگ ہونا چاہتا تھا۔

نیا زعلی کے مطالبے پر ہالے نے ایک چارہ روپے نکال کر نیا زعلی کے ہاتھ پر رکھے اور کہا: باقی چارہ روپے مال وصول ہونے پر۔

نیا زعلی نے چارہ روپے اپنی جیب میں رکھے اور چھ سو روپے دلدار حسین کی طرف بڑھائے اور ہالے سے کہا: کل رات ساڑھے نو بجے پٹری اسکول کے رآمدے میں انتظار کرنا۔ ذریعہ وہاں پہنچ جائے گی۔ اسے کتنا کہ تمھیں میں نے بھیجا ہے سواری کا انتظام کہہ کے آنا۔

”تم ساتھ نہیں آؤ گے؟“
”میری کیا ضرورت ہے؟“
”اور میری باقی رقم؟“ دلدار حسین نے پوچھا۔
”باقی رقم ہم پہنچا نہیں گئے،“ ہالے نے کہا۔ ”فکر کیوں کرتے ہو؟“

یہ سواٹے کرنے کے بعد نیا زعلی رخصت ہو گیا۔ دلدار حسین نے مجھے بتایا کہ اس بات حقیقت کے دو روز بعد تک اسے باقی رقم نہیں ملے گی۔ پھر اس نے نیا زعلی کے قتل کی خبر کو قحطی ہونا ناجی ہسٹری سمجھا۔

یہ معلومات حاصل ہونے کے بعد میں نے ہائے کشمیری اور ضعیف منڈے کی گرفتاری کے لیے ایک چھاپا مار پارٹی ترتیب دی اور ایس پی علاقہ کو بھی اس امر کی اطلاع سمجھا دی۔

ایک ہفتے تک دونوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس بارش میں میں نے سلیم کو لہ کر ایک مستر شخص کی ذاتی ضمانت پر ہمارے دیا۔ لیکن دلدار حسین کو حالات میں بند رکھا۔

ایک سہ ماہی ایک خبر کے ذریعے اطلاع ملی کہ دونوں معزور مزموں نے قریبی گاؤں کے ایک زمیندار کے گھر میں پناہ لے رکھی ہے۔ جن دنوں وقت لے لیں، آئی اور پوٹیا کسم کے سپاہی کو لہ کر ساری صورت حال بتائی اور کہا: تم دونوں غمے کے بیچاروں کے بھیس میں جاؤ اور کچھ من گھڑے کر آؤ۔“

”ہیں کوئی کارروائی تو جنم کرنا چوٹی؟“

”کارروائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ فی الحال تم زمیندار کی حویلی دیکھ آؤ اور گاؤں کا نقشہ بھی بنالو۔ یہ بھی اندازہ لگاتا کہ کارروائی کے لیے کتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔“

ان کو رخصت کرنے کے بعد میں نے کوئی درجن بھس



سکڑیوں کے دن تھے اور سچ سے ٹھٹھری ہو رہی تھی۔
تھوڑی دیر پہلے ایک جگہ سے جھڑکے کی اطلاع ملی تھی اور
میں نے ایک حالدار کو متنبی کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔
حالدار قریباً آپ گھنٹے کے بعد واپس آیا اور لگایا تینا سنا
اُدھر تو کچھ اور ہی معاملہ ہے۔
میں نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟
”آپ کو یاد ہو گا جو چند دن پہلے شیطان والے گھر میں ایک
بڑھلا آدمی فوت ہو گیا تھا۔ سچ دروغ اس کا نام تھا۔“
سچ دروغ کی کوئی منگولی سا بچا تھا۔ عام طور پر آدمی تھا اس
کے بارہ سال سے زیادہ تھے۔ وہ اپنے دروازے کے سامنے ایک
کرسی پر بیٹھا اُدھتار مارتا تھا۔ ریشاڑو سرکاری فلام تھا اور اس کی کچھ
زمینیں بھی تھیں۔
”ذیر علی کلک“ دینا آخر علی ہے۔ یہ سوالیہات مادی لکھے
ہوئے بولا۔ چالیس پینتالیس سال عمر ہوئی۔ کاکڑا کچھ نہیں کرتا نہ بڑی
پھر تار پتا ہے۔ گیسوں اس کی دکان پر گیسوں اس کی دکان پر اُدھتار مارتا ہے۔

حسین نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ اس کی بیٹی کلمہ بھی جاگ اٹھی اور زور دے دئے تھی۔

روئے پھٹنے کی آواز میں من کر پڑی اٹھتے ہوئے منظور ابھی آدی تھا اور کسی کی پروا نہیں کرتا تھا۔ اس نے پڑوسیوں کے سامنے کہا: "آخری بار کہہ رہا ہوں، اگر تو نے پانچ منٹ کے اندر بالیاں میرے حوالے نہیں کیں تو تجھے تین طلائی!"

طلائی کا نام سن کر حسینہ جھپٹ گئی اور جلدی جلدی بالیاں تلاش کرنے لگی۔ اتفاق کی بات کہ کچھ لمٹ اور کلمہ سے کی وجہ سے حسینہ وہ جگہ پھول گئی جہاں اس نے بالیاں چھپا کر رکھی ہوئی تھیں۔ اب اُسے بالیاں تلاش کرتے ہوئے دس منٹ گزر گئے تو ایک پڑوسی نے بڑے ڈرتی ڈرتی سے کہا: "بی بی! اب بالیاں تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں منظور نے طلائی کے لیے پانچ منٹ کی شرط لی تھی اور دس منٹ سے آج ہو چکے ہیں تجھیں اب مطلق ہو چکی ہے۔ اب یہ تھا اور فائدہ نہیں رہا۔ تم اس کے لیے حرام ہو گئی ہے۔" دیکھا اور دوسری بڑھے کی ہاں میں ہاں ملائے گئے۔

حسینہ رونے لگی، "بولی، بتائیں! بالیاں کہاں چھپی تھیں۔" نے کسی سالے کے ڈپٹے میں کبھی تھیں۔

ایک دوسرے پڑوسی نے کہا: "اند کوئی منظور تھا۔" ایک دوسرے قسم کے پڑوسی نے کہا: "اوجھنی اتنی جلدی فیلد نہیں کر دی مولوی صاحب سے شہرہ کرو۔"

ایک چڑھے کے شخص نے منظور سے پوچھا: "میاں تمہاری کیا مرضی ہے؟"

منظور بڑھے غصے میں تھا، "یولا" میں مردوں والی بات کرتا ہوں، جو کہ دیا سو کہہ دیا۔ یہ عورت میرے گھر میں رہنے کے قابل ہی نہیں ہے۔"

ہمدرد پڑوسی نے کہا: "پھر بھی مولوی صاحب سے فتویٰ لینا چاہیے۔ شرع کے معاملے میں کوئی شک شبہ نہیں رہتا چاہیے۔" سب نے طے کیا کہ میرے کو یہ معاملہ مولوی صاحب کے سامنے رکھا جائے گا۔ حسینہ بیگم کوگوں کی منہیں کرتی رہی مگر اس نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ سب یہی کہتے رہے کہ اب فیصلہ ہو جائے گا۔ کے فتوے سے ہو گا۔

پڑوسیوں کے جانے کے بعد منظور ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگا اور دس منٹ کے بعد بالیاں اس کے ہاتھ لگ گئیں۔ اُس نے بالیاں جیب میں ڈالیں اور گھر سے نکل گیا۔

حسینہ ساری رات رو رہی تھی۔

اگلے صبح چند پڑوسی مولوی اللہ بخش کو لے کر اس کے بوسیدہ

آگے سے زبان چلاتی ہے۔ بار بار کے ٹھک بٹکا دوس کا جلدی نکل پیسے۔ میں کوئی خیرات نہیں مانگ رہا۔ اپنی کمائی کے پیسے مانگ رہا ہوں!"

حسینہ نے منہ کے پانے سے ڈپٹے سے پندرہ روپے نکال کر اس کے سامنے پھینکے۔ "یہ سبزی وال کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ یہ جس لے جا۔ کل کو گھر میں پڑھا۔ جلا تو مجھ سے نہ کھاتا۔"

"تجھے نہیں کہوں گا تو تیرے پاس سے کہوں گا۔ اور یہ کیا؟ یہ صرف پندرہ روپے ہیں! مجھے پچاس روپے چاہیے۔... پونے پچاس روپے۔ جلدی کر... عزت کا معاملہ ہے۔"

"تجھ سے لیے جاتیں؟"

"ہاں بڑے کے لیے جاتیں۔" منظور نے ہٹ دھرمی سے کہا۔ "میں پچاس روپے ادھار لے کر ہار گیا ہوں۔ وہ لوگ میری جان کو آٹے ہوئے ہیں۔"

"میرے پاس تو یہ کچھ تھا۔"

"میں تیری چالیں ابھی طرح دیکھتا ہوں۔ ایسا کر پڑوسیوں سے جا کر ادھار لے۔"

"اس وقت؟ رات کے گیارہ بجے؟"

"جہاں سے بھی کر... مجھے پیسے چاہیے۔"

"تیرا تو ماغ الٹ گیا ہے۔ میں اس وقت کچھ نہیں کر سکتی۔ صابان کی مانی کے لیے ہی بیس روپے دینے میں۔"

منظور نے پندرہ روپے اٹھا کر جیب میں ڈال لیے اور سر کھمبے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد بولا: "تیرے پاس جو سونے کی بالیاں تھیں وہ کہاں ہیں؟"

"میں نہ کہہ سکتا ہوں۔ اس کے پاس جو منظور بہت زبرد تھا وہ پہلے ہی بک گیا تھا۔ صرف بالیوں کا جوڑا بچا تھا۔ یہ بالیاں وہ اپنے چیز میں ساتھ لائی تھی۔"

"بالیاں تو میں کبھی نہیں دوں گی۔" اس نے کہا۔ "ان بالیوں پر تیرا کوئی حق نہیں ہے۔"

"حق کیوں نہیں ہے؟ میں تجھے اپنی کمائی کھاتا ہوں۔ اگر تیری بالیاں میری عزت بچانے کے کام آئیں تو کوئی آفت ہمیں آبلے گی اور یہی عمارتیں کی۔"

"کچھ بھی ہو میں اپنی بالیاں نہیں دوں گی۔ بے شک جان سے مار دے۔"

"تیرا ہاں بھی دے گا بالیاں۔ تو کیا چیز ہے؟"

"نہیں... ہرگز نہیں۔"

منظور نے اُسے لاتوں اور تھپڑوں سے مارنا شروع کر دیا

”اس کے ساتھ نظر فرمائیے کہ جو اسے ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 اس کے علاوہ اسے ملواری افسر نے لکھا ہے۔
 دوبارہ اس کو گھر میں لے جاتا ہے۔
 ”کیا یہ شخص ملواری ہی کی ہے؟“
 سمیرا نے اس کے علاوہ اس کا نام لے کر فرمایا۔
 ملواری صاحب نے کہا: ”اب ملازم کے بغیر یہ منظور کے ساتھ کلاں میں رہ سکتی۔“
 ”یہ اسے کیا ملازم؟“
 ”یہ ایک نیا نیا ملازم ہے۔“
 ”آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟“
 ”جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“

سمیرا نے اس کے علاوہ اس کا نام لے کر فرمایا۔
 ملواری صاحب نے کہا: ”اب ملازم کے بغیر یہ منظور کے ساتھ کلاں میں رہ سکتی۔“
 ”یہ اسے کیا ملازم؟“
 ”یہ ایک نیا نیا ملازم ہے۔“
 ”آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟“
 ”جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“

ملواری صاحب نے اس کے علاوہ اس کا نام لے کر فرمایا۔
 ملواری صاحب نے کہا: ”اب ملازم کے بغیر یہ منظور کے ساتھ کلاں میں رہ سکتی۔“
 ”یہ اسے کیا ملازم؟“
 ”یہ ایک نیا نیا ملازم ہے۔“
 ”آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟“
 ”جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“

ملواری صاحب نے اس کے علاوہ اس کا نام لے کر فرمایا۔
 ملواری صاحب نے کہا: ”اب ملازم کے بغیر یہ منظور کے ساتھ کلاں میں رہ سکتی۔“
 ”یہ اسے کیا ملازم؟“
 ”یہ ایک نیا نیا ملازم ہے۔“
 ”آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟“
 ”جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“

میرزا محمد علی بیگ کا یاد دہش

دست انتقام

اسیر ہوس

میرزا محمد علی بیگ کا یاد دہش

شیطان صفت

سبز قسم

ایک نیا نیا ملازم ہے۔
 آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟
 جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔
 اس کا نام کیا ہے؟
 اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔
 اس کا نام کیا ہے؟
 اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔
 اس کا نام کیا ہے؟
 اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔
 اس کا نام کیا ہے؟
 اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔

ملواری صاحب نے اس کے علاوہ اس کا نام لے کر فرمایا۔
 ملواری صاحب نے کہا: ”اب ملازم کے بغیر یہ منظور کے ساتھ کلاں میں رہ سکتی۔“
 ”یہ اسے کیا ملازم؟“
 ”یہ ایک نیا نیا ملازم ہے۔“
 ”آج سے یہ جاسوس نہیں ہے؟“
 ”جس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“
 ”اس کا نام کیا ہے؟“
 ”اس کا نام ملواری افسر نے لکھا ہے۔“

”آپ کو دوقت کی روٹی مل جاتی ہے پانی پیر پھر کا
رہتا ہے اور کیا چاہیے آپ کو؟“
”میں پڑھا اور نالا جو ہو گیا ہوں۔ ذریعہ غصے میں لگ گیا
مجھے دو وقت کی روٹی اور چائے کا پانی کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اتنا
تور اور اس پر پڑے ہوئے فخر کو میں مل جائے گا۔ اب اس پر بڑے
کی بات واقعات رکھتے ہیں۔“
”میں نے شرم پر ہونا“ ممتاز نے غصے سے بولی ”آپ
کی یہ باتیں بھی نہیں لکھیں۔ یہ عورت یہاں رہے گی تو اس
کو ہاتھ پیرا اور لڑائی میں بیٹا لے گا۔ اور ساتھ ہی ہم بھی ہے۔“
اس نے ہلکی طرف اشارہ کیا ”ان کو انجانوں کو روایت کرے گا؟“
”میں روایت کروں گا اور کون بڑا دوست کرے گا؟“
”میرے پاس کسی چیز کی بھی نہیں ہے۔ زمین کی آدھی میں ہے۔
پیشہ بھی حق ہے۔ ان کو بڑا ڈرامہ ہے کہ اس نے مجھے اور اس کا
صناعت کیا بنایا۔“
مولوی صاحب نے ممتاز کے ساتھ کہا ”بچی پورے باپ کے
ساتھ اونچا اور اڑیں بات نہیں کرنی چاہیے۔ ان کو ان سے بڑے
”آپ رہتے ہیں آپ کو؟“ وہاں سے حالات کا علم نہیں
ہے۔ آہی رہے تھے۔۔۔ چارہ لڑائی کا کرتے ہیں۔ ہم جیسے
مذاہق اور اڑیں بولیں۔ اور آپ کو کیا حیرت تھی اس عورت کو
یہاں لائے گی۔ اس کا ہاکی کا ہاتھ ہے۔ میں نے کمرے سے پہلے اپنی
ماری میں بونٹی لگوں میں پانٹ چلی۔“
”ہے۔۔۔ یہ میری قسمت کا یہ ہے۔ ذریعہ کسی کا وارڈ بننے
میں۔ میں نے کمرے میں آکر کھڑی کیے کہ وہاں میں نہیں جاؤں گا۔
ترم کو اس پر بڑھا ہے میں میری پائیڈ کر رہے ہوں۔ دو وقت پر کھانا
منا ہے۔ تو کوئی کھانا دیا گیا ہے۔ اس کے ہاتھ کے لیے میں
آواز دہرائی کرتی ہے۔ کھا ہوا سے کھول جاتے ہو کہ بعد میں برسی
مجھے اٹھانے ہیں۔ دلجو ہرگز سے ترم کو پریشان نہیں مینا کرتی
ہیں۔ ایک دعائے خواہنا پر کوسو شش کی پڑتی ہیں۔ یہاں وہاں
کوئی پاس نہیں بیٹھا۔ اور دیکھتے ہیں کہ جاتے ہو ہر وقت
ای کھانے دیتے ہو کہ آپ چھامے اور اس کے گول کی چال
چھوٹے۔۔۔“
”اس کی بات چاہتے ہیں ہم۔ ممتاز نے سختی سے جواب دیا۔
”مارے گھر کے لیے غلاب ہے تو نے اسے آپ۔ میرا گھر کے
تو آپ کی خدمت میں گئے ہو یا نہیں لگا اور ہاں میں۔“
”قول ڈا۔۔۔ مولوی صاحب نے بے اختیار کہا۔
”آتا ہوں۔“ قیامت بہت قریب معلوم ہو گئی ہے۔
”نورہ۔۔۔ ممتاز نے چپکے سے آپ کو لگ ڈالا بات

پر قیامت کو آواز میں دینے ہیں بلکہ بھی قیامت آتی
آپ لوگوں کی وجہ سے آئے گی۔“
مولوی صاحب اس قیامت کی باتیں سُر کھاتے۔
ذریعہ اپنے بھائی کے لیے میں کہا۔ ”اپنی ترم کے ساتھ
کر دو تم نے دیکھی یہ ایسا کہ کہاں میرے ساتھ کیا نہیں
ہے۔ مجھے بھائی کی خدمت ہے۔ ان لوگوں کی باہل میں
سب کچھ تیرا ہے۔ نہ گھر میں تیرا ہے اور اس کا سامان میں
اگر کسی نے میرے حالات میں روک ٹوک کی تو میں آپس کا
تھاری دانش اور کھونے لے کر میرے میں ہو گی۔“
حیدر بیگم نے کہا ”اب صاحب کی باتیں آپ کے نہیں
نہیں دانا ہوتی۔“ ان لوگوں میں اور بندوں کو کہنے لگا۔
”اللہ تمھارا بھی بندہ دوست کر دیا ہے اور میرا بھی
لوگوں کی رشتہ گردی میں ان لوگوں کے خوش نامہ ہونا
اس سے حیدر بیگم کے لیے بڑا دکھ اور کھلاؤ اور اڑیں لڑائی
وہاں دیکھا تھا ناں اور میری بھلائی ہو گئی ہے۔
دلت اور ترم کی تھرا تو ممتاز نے اسے بدلے کیا آتی ہے
ایک صورت اور اس کی ترم کو گھر میں ڈال دیا ہے۔
انھوں نے دل میں گھر میں ہر شے صفائی اور شینے سے
کوئی تھی۔ باورچی خانے میں کون سے ترم کو کاڑھی میں نہیں نکال
وہاں ہر چیز کو کھل کر لڑا کرے ہوئے ہے باپ کے گھر میں بڑا ہوا
منا ہے۔ یہ ہو گئی ہے کہ اس کی آہی میں اس نے اس کے باپ
کی صورت گھر میں ڈال دی ہے۔“
”اگر کہے یہ غلامی ہے۔ ذریعہ نے اپنے غصے کو
دبا ہے۔ یہ تو نے دیا ہے۔ یہ اس وقت ہے۔ اور یہ ہے کہ
”آپ کو پوچھ کر دیا گیا ہے۔ تھا۔ چاہتا نہیں آپ نے اس کو
صورت کو گھر دیا ہے۔“
”وہاں میں شریف صحت ہے۔ اور تم کو دیا ہے۔
آوارگی کو گھر لائے ہو۔“
”آپ کو تو پتا چلتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں
”شاہ شمس۔ بیٹا دانش اور اڑیں لڑائی میں اس کے والا ہوتا
آج یہ گلاب اور اس کا سامان ہاں لکھ رہا تھا۔“
”ہم اس صحت کو گھر کے ضرورت کا بھی گھر کے کا ہوا
رہے ہیں۔ یہ صاحب سے روٹی کچلے کے علاوہ کوئی دوسرے
پڑے گی۔“
”میں گھر کو مل رہی ہوں یا نہیں کہ ہے۔ یہ سب اس
کی ہے۔ میرے بیٹے ہیں۔ میری صحت کی کالی ہے۔ اگر کچھ اس
چراغ میں میں آکر دلا لکھتے ہیں۔ یہ ہے پڑے

”آپ تو ہر وقت ایک بات کہتے رہتے ہیں۔ آپ
تو شکایت کیا ہے۔ دو وقت کی روٹی ان کے ہاتھ میں ملے
ہے۔ اور کیا چاہتے آپ کو؟“
”میں ساری کچھ کہہ چکی ہوں۔ تم جب ترم میں
پہنچو گے تب تمھیں بتائیے گا کہ ایک پورے آدمی کے گھر میں
اور کتنے کا ہوتے ہیں۔ تمھیں تو کبھی یہ نہیں تو قیقت نہیں ہو گی کہ
گھر میں میرے لیے پورے گھر کو کھینچ کر دیا گیا ہے۔ میں
”آپ ساری کچھ کہہ چکے ہو۔ میرے ہر قسم کے
وقت میں ہے ہر وقت یہاں بیٹھ کر آپ کی شکایت میں ہوا
کے قہقہے سناتا ہوں۔ آپ نے اس عورت کو اس لیے رکھا ہے
وہ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کو کیا مانگتی رہے تو یہ باتیں
پس منیں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کی بچہ کی کوریں
ذریعہ اپنے غصے میں کہہ رہی تھی کہ اس کے گھر میں
جس میں میں تھی میری بھائی کی بھائی کے گھر میں
میری خدمت کرے۔ یہ پڑے صحت کی روٹی ان کو دے رہے ہو اور
میں دنوں آتی رہے ہو۔ میری سب کچھ طلب ہوتا ہے۔ میں کچھ
میں دے رہی ہوں کہ اس کے گھر میں کھانا کھانا کھانا
ان سے یہ چھوٹا کا لیس کا نصف اور اس کو گھر سے نکال دینا چاہیے
لکھنا چاہیے۔“
”انھوں نے کہا کہ دے رہے ہیں۔ اسے یہ زیادہ
ٹھوس بات کہ ان لوگوں اس کا باپ اسے ہالدا سے مان کر کے
گھر سے نکال دے۔ وہ آپ کی روت کے قہقہے میں تھا کہ
کب بڑھا آپ ان کو پیرا اور باورچی اسے ہالدا پر گھڑے
لانے کا قہقہہ ہے۔“
”مجھے حیدر بیگم نے چند روز کے اندر گھر کے سارے کا سامان
لیے۔ اگرچہ ذریعہ کی باتیں اور اس کے ساتھ اس کے سارے
ٹھوس نے اس بات کی زیادہ پر دہانیں کی۔ یہ کہ وہ اپنے خوتہ کے
باقوں اس سے کہ زیادہ تعلیق و رفاقت کو کھینچی دیں اسے
روٹی پڑے گی کوئی نہیں سمجھتی۔“
”چند مہینوں کے بعد ترم مل دیتا تو اس کے ساتھ
ٹھیک ہو گیا۔ یہ کہ وہ اس کے مادی ہوتے دیکھتے تھے۔
حیدر نے گھر کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ممتاز کو کوئی
کا نہیں کرنا پڑا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے دو بچوں کی کچھ بھال
بھی حیدر کی کرتی تھی۔“
”انھوں نے بتائیے۔ ان کے اصرار سے صحت اور ایک اٹھنے
مرگ لکھنا مارا حیدر بیگم نے دھلے پھلے اور اس کی بے ہوشی
مل جاتے۔“

”آپ کو حیدر بیگم کی باتیں سہجے پر چھوڑ گئے کہ ان کے
تو شکایت کیا ہے۔ دو وقت کی روٹی ان کے ہاتھ میں ملے
ہے۔ اور کیا چاہتے آپ کو؟“
”میں ساری کچھ کہہ چکی ہوں۔ تم جب ترم میں
پہنچو گے تب تمھیں بتائیے گا کہ ایک پورے آدمی کے گھر میں
اور کتنے کا ہوتے ہیں۔ تمھیں تو کبھی یہ نہیں تو قیقت نہیں ہو گی کہ
گھر میں میرے لیے پورے گھر کو کھینچ کر دیا گیا ہے۔ میں
”آپ ساری کچھ کہہ چکے ہو۔ میرے ہر قسم کے
وقت میں ہے ہر وقت یہاں بیٹھ کر آپ کی شکایت میں ہوا
کے قہقہے سناتا ہوں۔ آپ نے اس عورت کو اس لیے رکھا ہے
وہ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کو کیا مانگتی رہے تو یہ باتیں
پس منیں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کی بچہ کی کوریں
ذریعہ اپنے غصے میں کہہ رہی تھی کہ اس کے گھر میں
جس میں میں تھی میری بھائی کی بھائی کے گھر میں
میری خدمت کرے۔ یہ پڑے صحت کی روٹی ان کو دے رہے ہو اور
میں دنوں آتی رہے ہو۔ میری سب کچھ طلب ہوتا ہے۔ میں کچھ
میں دے رہی ہوں کہ اس کے گھر میں کھانا کھانا کھانا
ان سے یہ چھوٹا کا لیس کا نصف اور اس کو گھر سے نکال دینا چاہیے
لکھنا چاہیے۔“
”انھوں نے کہا کہ دے رہے ہیں۔ اسے یہ زیادہ
ٹھوس بات کہ ان لوگوں اس کا باپ اسے ہالدا سے مان کر کے
گھر سے نکال دے۔ وہ آپ کی روت کے قہقہے میں تھا کہ
کب بڑھا آپ ان کو پیرا اور باورچی اسے ہالدا پر گھڑے
لانے کا قہقہہ ہے۔“
”مجھے حیدر بیگم نے چند روز کے اندر گھر کے سارے کا سامان
لیے۔ اگرچہ ذریعہ کی باتیں اور اس کے ساتھ اس کے سارے
ٹھوس نے اس بات کی زیادہ پر دہانیں کی۔ یہ کہ وہ اپنے خوتہ کے
باقوں اس سے کہ زیادہ تعلیق و رفاقت کو کھینچی دیں اسے
روٹی پڑے گی کوئی نہیں سمجھتی۔“
”چند مہینوں کے بعد ترم مل دیتا تو اس کے ساتھ
ٹھیک ہو گیا۔ یہ کہ وہ اس کے مادی ہوتے دیکھتے تھے۔
حیدر نے گھر کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ممتاز کو کوئی
کا نہیں کرنا پڑا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے دو بچوں کی کچھ بھال
بھی حیدر کی کرتی تھی۔“
”انھوں نے بتائیے۔ ان کے اصرار سے صحت اور ایک اٹھنے
مرگ لکھنا مارا حیدر بیگم نے دھلے پھلے اور اس کی بے ہوشی
مل جاتے۔“

اُسے ہر طرح کی آسائش مل ہے۔

یہ بات بھی کہ مولوی اللہ بخش بھی حیران ہوئے اور منظور بھی حیران ہوا۔

مولوی اللہ بخش نے کہا: شیخ صاحب آپ اس عمر میں شادی

کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر علی خامنوش رہا میاں ملی نواز نے کہا: مولوی صاحب،

آپ ماشاء اللہ فقہ کے عالم ہیں، یہ بتائیں کہ کیا شادی کے لیے ضروری

کوئی تہ یا پابندی ہے؟

"پابندی تو نہیں ہے۔"

"تو پھر اس بات کو چھوڑیں۔ اگلی بات کریں۔ میں نے

شیخ صاحب کو فری شکل سے اس بیک کا پیرا مٹی کیا ہے۔"

منظور نے کہا: شیخ صاحب کے پتھر اسی ہو جائیں گے،

"ان سے یہ معاملہ خیر رکھا جائے گا۔" میاں ملی نواز نے کہا

"حسین بیگم پہلے ہی شیخ صاحب کے گھر میں رہتی ہے۔ چار گروہوں

کی موجودگی میں مولوی صاحب نکاح پڑھا دیں گے۔ اللہ اللہ خیر نکلا۔"

منظور نے پوچھا: اور وہ... کیا کتنے ہیں ملاو؟

"وہ تو ہے۔" میاں ملی نواز نے کہا: "لیکن اس میں طلاق

کی شرط نہیں ہوتی، ایسی شرط رکھنا آٹھ ہے کیوں جی مولوی صاحب

میں نے نہ تو نہیں کہا؟

"ہرگز نہیں... ہرگز نہیں۔ یہ شیخ صاحب کی مرضی پر منحصر ہے۔"

کہ طلاق دینا پابندی؟

منظور کا منہ لٹک گیا، بولا: "اوجی یہ تو پھر کوئی بات: ہوئی

میرا مقصد تو پورا نہ ہوا۔"

میاں ملی نواز، منظور کو ایک طرف لے گیا اور آہستہ سے بولا۔

"اؤں نے نادانوں جیسی بات فرما کر دیکھا نہیں شیخ صاحب تیرے

پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ آج مرنے پر سو سو گم۔ میں نے تمہارے

شیخ صاحب سے ایک ہزار کی بات کی ہے۔"

ایک ہزار روپے اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی منظور

نے خوش ہو کر پوچھا: کیا واقعی؟

"ہاں، پورے ایک ہزار روپے۔ اس کے علاوہ میں ایک

اور تھوڑا لٹائے والا ہوں۔"

"وہ کیا جی؟"

"شیخ صاحب کو اپنا مکان حسین بیگم کے نام لگانا پڑے گا

تو خاموشی سے میری ہاں میں ہاں ملا رہا۔"

"ٹھیک ہے جی۔ میں آپ کا تابعدار ہوں۔"

دونوں واپس آ گئے۔

میاں ملی نواز نے کہا: "شیخ صاحب میری ایک تجویز ہے۔"

میاں ملی نواز نے ملاو دارانہ لہجہ میں کہا: اگر میں تمہاری جگہ پر

ہوتا تو حیدر سے نکاح پڑھواتا۔"

وزیر علی جب تک کہ کچھ بٹا رہے تھے میاں ملی نواز نے سوتی چھوڑ

دی ہو یہ کسی بات کر رہے ہو؟ اس پر بٹا رہے ہیں میں شادی کروں گا!

میری اولاد تو پہلے ہی موقع کی تلاش میں ہے۔ پھر حسین بیگم کی عمر دیکھو

اور میری دیکھو۔ اور میں نے سنبھلے کہ اس کا وہ منظور بھی ادھر بیٹھا تھا

رہتا ہے۔"

"اولاد کو تانے کی کیا ضرورت ہے۔ چپ چاپ نکاح پڑھو

لو حسین تو تمہارے گھر میں رہ رہ رہی ہے اور منظور کی فکر نہیں کرو۔

اس سے میں بات کر رہا تھا۔"

"اور حسین سے کون بات کر رہے گا؟"

"اس سے بھی بات ہو جائے گی۔"

وزیر علی کو یہ تجویز معقول سی معلوم ہوئی کچھ دیر سوچنے کے

بعد بولا: "میاں ملی نواز! اصل مسئلہ تو طلاق کا ہے۔ اگر شادی کے بعد طلاق

بعد حسین یا منظور طلاق کے لیے اصرار کرے تو پھر کیا ہوگا؟"

میاں ملی نواز بولے: "بوسے سر ملانے لگا۔" بولا: "یہ مسئلہ تو ہے۔"

وہ صبح میں پڑ گیا۔ ایک گھنٹہ توقف کے بعد اس نے وزیر علی کے

گھٹنے پر ہاتھ ملا۔ "مل ہو گیا مسئلہ ختم الیسا کر کہہ دیتی ہوں میں یہ مکان

حسین کے نام کرو۔ اور شرط یہ رکھ دو کہ طلاق یا غفلت کی وجہ سے حسین

مکان کی حقدار نہیں ہوگی۔"

"منظور اس بات پر ہمتی ہو جائے گا؟"

"اس کے راضی یا نہ راضی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

لیکن پھر میری ہم اس سے بات کریں گے۔ اگر اس نے ڈیڑھ گھنٹہ کی

توجہ پسوں سے اس کا منہ بند کر دیں گے۔"

"دیکھ لو... آخری عمر میں کہیں مٹی خراب نہ ہو جائے۔"

"مٹی کیوں خراب ہوگی۔ سارا کام شروع کے مطابق کریں گے۔"

✱

میاں ملی نواز نے منظور اور مولوی اللہ بخش سے الگ الگ بات

کر کے دونوں کو ہمارا کر لیا۔ ابتدائی بات حیثیت کے دوران اس

نے وزیر علی کا ذکر نہیں کیا، صرف یہ کہا کہ اس نے ایک عمر بیدار آدمی

کو شادی پڑھائی کیا ہے۔

ایک روز اس نے مولوی اللہ بخش اور منظور کو حتی بات

طے کرنے کے لیے اپنے گھر بلا دیا۔ شیخ وزیر علی پہلے سے وہاں موجود تھا

دسی بات حیثیت کے بعد میاں ملی نواز نے بیٹھنے کے ڈرتے

بند کر دیے اور اصل بات کی طرف آئے ہوئے کہا: "مولوی صاحب

میں نے جس شخص کا ذکر کیا تھا وہ کچھ میرے دوست شیخ صاحب ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ حسین بیگم ان کے گھر میں لگا کر رہی ہے اور وہاں



لا تھا۔ قائل نے اسے زندگیاں حالت میں ہی ختم کر دیا تھا۔
مومن گرم ہو چکا تھا اور اختر علی صحن کی طرف دلے یا۔
میں سو تا تھا۔

جانے واردات پر آکر قتل موجود نہیں تھا تا آکر
سے آیا تھا تو یقیناً دلوار پھانڈا نکرانہ داخل ہوا تھا۔

گھر کے اندر حسین بیگم اور اس کی بیٹی کے سوا
کوئی نہیں تھا۔ فوری طور پر میرے ذہن میں یہ بات آئی

وہ قتل جانہ لادی وجہ سے کیا گیا تھا اور ایسی صورت میں
حسین بیگم کی پوزیشن شیعے سے بالائیں تھی۔ وہ تاسی تو

عورت تھی اور سوئے ہوئے آدمی پر یہ آسانی وار کر سکتی تھی
میں نے ایک اسے ایس آئی کو واردات کا نقشہ

کرنے کے لیے کہا اور خود حسین بیگم کے گھر سے یہ پتہ
وہ مجھے کی دو تین عورتوں کے درمیان سہی ہوئی بیٹھیں تھیں

اس کی دس سالہ بیٹی بھی وہاں موجود تھی۔
میں نے کہا "بی بی" میں تم سے اس واردات کے بارے

میں چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔
اس نے اپنی بیٹی سے کرسی لانے کے لیے کہا

انہی اور ایک کرسی لاکر دروازے کے پاس رکھ دی
"حسین بی بی" یہ واردات کیسے پیش آئی؟ میں نے

کری پر بیٹھنے کے بعد پوچھا
"مجھے تو جی کچھ پتا نہیں ہے! اس نے جواب دیا

صبح اٹھی تو میں نے دیکھا کہ اختر علی خون میں است ہت بڑا
سے لاش دیکھ کر میرے ہاتھ پیر پھول گئے۔ میں پوچھنی

باہر بھاگی۔ میری چھین سن کر لوگ گھروں سے باہر نکلے۔
"تم کتنے بچے اٹھی تھیں؟

"میں روزانہ چھ پونے چھ بچے اٹھ جاتی ہوں۔
بعد میں دیگر گواہوں کے بیانات سے اس بات

کی تصدیق ہو گئی۔ دو تین ہڑھیوں نے بتایا کہ انھوں نے
چھ بچے سے کچھ دیر پہلے خون کی آواز سنی تھی۔

میں نے پوچھا "اختر علی کتنے بچے اٹھتا تھا؟"
"اختر علی دیر سے اٹھتا تھا کبھی سات اور کبھی

کیس ایسا تو نہیں تھا کہ اس نے صبح اٹھ کر اختر
کا ہاتھ کر دیا تھا اور پھر چوتھی ہوئی گی میں نکل گئی تھی میں نے

اس کے ہاتھوں اور کپڑوں کا جائزہ لیا مگر کہیں پر کوئی نور
کا دھبہ دکھائی نہیں دیا۔

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھیں؟"
میں نے

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھیں؟"
میں نے

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھیں؟"
میں نے

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھیں؟"
میں نے

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھیں؟"
میں نے

لگا تھا۔ یہ کوئن کے بعد بولا "میاں صاحب! میرا آپ کے ساتھ
کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ آپ اس معاملے میں دمل نہ دیں۔ ایک صاحب

نے فیصلہ سنایا ہے۔ یہ عورت اپنے کس اکھر میں رہے۔ اب میں
اسے نہیں نکالوں گا۔ عدالت نکالے گی! اس نے ہورے سے منافذ

کیا میں اسے عدالتوں میں خول کر دوں گا۔ یہ عدالت میں میرا مقابلہ
نہیں کر سکے گی؟

یہ سن کر میاں علی نواز نے براہی سے کہا "اؤ! سے اکیلا نہ
سمجھا۔ میں اس کے ساتھ ہوں۔"

بات ختم کرتے ہی اس نے کاغذات طے کر کے پتیلے میں
دکھے اور سلا کر کے خدمت ہو گیا۔

خواجہ محمد حسین اور مولوی صاحب بھی اٹھ گئے۔
اختر علی مجھے دروازے تک چھوڑنے گیا اور میری ہڈیاں

مائل کرنے والی باتیں کرتا رہا اور آپ جانتے ہی ہوں گے کہ پولیس
کی ہمدردیاں مائل کرنے کے لیے کس قسم کی باتیں کرتی ہیں۔

چند منٹوں کے بعد مجھے پتا چلا کہ منظور واپس آ گیا تھا اور میرے
سے ملا بھی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ دونوں کے درمیان کیا بات

چیت، ہوئی تھی! یا حسین بیگم اس کے ساتھ شادی کرنے پر رضی
ہوئی تھی یا نہیں البتہ شیعے میں آکر اختر علی نے کوئی کس داخل

نہیں کیا تھا۔ یہی اس نے حسین بیگم کو دوبارہ گھر سے نکلنے کی
کوشش کی تھی اس سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ دونوں نے آپس میں

کوئی سمجھوتہ کر لیا تھا۔
لیکن ایک شخص کو یہ سمجھوتا پسند نہیں آیا۔

ایرل کے جینے میں یہ اطلاع ملی کہ اختر علی کو زندگیاں حالت
میں کسی نے قتل کر دیا ہے۔ صبح جب میں ڈیوٹی پر پہنچا تو سب سے

پہلے اس واردات کی اطلاع ملی۔ میں چند آدمیوں کے ہمراہ فوراً
جائے واردات پر پہنچ گیا۔

مکان کے باہر کافی لوگ جمع تھے۔
اختر علی کی لاش خون میں است بستر پر پڑی تھی۔ اس

کے جسم پر تیز دھارے سے لگے گتے پانچ وار کے گتے تھے۔ ان میں
سے تین زخم سینے پر اور دو دھڑ پڑے تھے۔ یہ میں آپ کو اپنے

سرسری جاننے کی رپورٹ بتا رہا ہوں۔
ایک زخم عین دل کے اوپر تھا۔ غالباً قائل نے پہلا وار

دل پر کیا تھا لیکن ایک وار سے ملنے نہیں ہوا تھا اور مزید وار کرتا
چلا گیا تھا۔

مقتول کے ہاتھوں پر نون لگا ہوا تھا۔ جڑ زخم کوئی نہیں تھا۔
جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسے مزاحمت کرنے کا موقع نہیں

8276

ہیں۔ حصین ان باتوں کا تجربہ نہیں ہے :

حصین بیگم عدالتوں کے چکر میں پڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کے لیے دو گھر سے بہت تھکے پورا مکان دو کھال کے رقبہ میں بنا ہوا تھا۔ دو گھر سے کے ساتھ حصین بیگم کے حصے میں دس مرلے سے زیادہ زمین آ جاتی۔

اسے تامل کرتے دیکھ کر اختر علی نے کہا میں حصین ضروری سامان بھی دے دوں گا۔ اس کے علاوہ تھاری دو وقت کی روٹی بھی میرے ذمے ہے۔ اس کے بدلے میں میرے گھر کا کام کاج کروا کر دیا

حصین بیگم نے سوچ کر جواب دینے کا وعدہ کیا اور دو روز کے بعد میاں علی نواز سے اس معاملے میں مشورہ کیا میاں علی نواز نے اختر علی کی تجویز کو پسند نہیں کیا اور حصین بیگم سے کہا کہ وہ نواز اختر علی کے چکر میں آئے اور نہ ہی منظور سے میل جول رکھے کیونکہ وہ لوگ اسے پھانسا چاہتے ہیں۔

حصین بیگم میاں علی نواز کو اپنا دشمن سمجھتی تھی اور اس کی باقول پر عمل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

تین چار روز بعد منظور دوبارہ اس سے ملنے آیا اور پوچھا کہ اس نے کیا فیصلہ کیا ہے

”میرا اختر علی سے معاملہ طے ہو گیا ہے“ حصین بیگم نے جواب دیا اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس مکان کے دو گھر سے میرے نام لگا دے گا اور بچہ میں دیوار کچھ دے گا تاکہ میرا حق بالکل ادا ہو جائے

”اویہ تو ہوا مکان تیرا ہے۔ تو دو گھر پر اپنی ہوگا“ میں نے کیا کرنا ہے پورا مکان میرے لیے دو گھر ہی بہت ہیں۔ میں کسی مقدمے بازی میں نہیں پڑنا چاہتی۔ منظور نے حصین بیگم کو بہت بھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں ملتی۔

حصین بیگم کے اس بیان کی بعض باتیں وضاحت طلب تھیں مثلاً ایک یہ کہ جب میاں علی نواز نے اسے اختر علی سے بھونٹا کرنے سے منع کر دیا تھا تو پھر اس نے منظور سے کیوں یہ کہا کہ اس کا اختر علی سے بھونٹا ہو گیا ہے۔

تاہم اس کے بیان سے بظاہر یہ خبر نکلتا تھا کہ اختر علی کے قتل میں منظور کا ہاتھ تھا۔

میں نے اسے اس بات پر متوجہ کیا کہ اس نے اپنے آپ کو اور دوسروں کے لیے خطرہ بنایا ہے۔

ٹنگ سے مکان میں رہتا تھا۔ گھر سے کا دو واہ ایسا تھا کہ اگر ذرا زور سے دھکا دے دیا جاتا تو وہ چھٹ سمیت باہر آ جاتا۔ یہیں دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا، بولا ”کیسے آنا چاہا سرکار؟“ اس کی عمر چالیس پینتالیس سال کے درمیان تھی جسم مضبوط نظر آتا تھا۔ رنگ سافلا اور بال چھوٹے تھے چہرے پر اکھڑ پنا یا جاتا تھا۔

میں نے اسے ایک طرف کیا اور گھر سے کلاشی لینا شروع کر دی۔ وہ مختصر سا کھرا تھا اور اس میں زیادہ سامان نہیں تھا ایک برتنے سے ٹنگ میں بوسیدہ کپڑوں کے چند جوڑے رکھے تھے۔ میں نے ایک ایک کپڑے کا ہانڈہ لیا مگر کسی پر خون کے دھبے دکھائی نہیں دیے کچھ پیلے کپڑے کھونٹی پر رنگ ہوئے تھے ان پر بھی دھبے نہیں تھا۔ البتہ ایک قمیص کی جیب سے ایک کھائی دار چاقو برآمد ہو گیا۔ میں نے بڑی باریکی سے اس کا ہانڈہ لیا۔ مگر وہ صاف تھا۔

”سنا کیا ہے سرکار؟“ منظور نے پوچھا کچھ مجھے بھی بتا دینا۔ ”گھر کو تالا لگاؤ“ میں نے کلاشی مکمل کرنے کے بعد کہا۔ ”سنا تھا کہ میں پل کر بتاؤں گے“

”مج... جناب میں شریف آدمی ہوں“

”وہ تو تھوڑی سی گل سے ہی ظاہر ہے“ واللہ ار نے کہا۔ ”زیادہ باتیں نہاؤ اور دروازے کو تالا لگاؤ“

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ہم اسے لے کر تھانے پہنچ گئے۔ ایک اسٹیشن آئی کو میں اختر علی کے پڑوسیوں سے پوچھ کر کہہ کے لیے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ ویسے منظور کا حرکت خاصا واضح تھا۔ اس کے خیال میں یہ کہ حصین بیگم کو اختر علی کا سہارا مل گیا تھا اس لیے وہ شادی سے گریز نہیں کرتی۔ لہذا اسے میرے راستے پر لانے کے لیے اختر علی کا کانا کانا سامان تھا ہر حال یہ ایک نتیجہ تھی جس کی اخلاقی کی ضرورت تھی چنانچہ میں نے منظور کو اپنے گھر سے ملایا اور پوچھا تم نے اختر علی کو قتل کیوں کیا؟

”قتل... قتل! اختر علی قتل ہو گیا ہے؟“ اس نے حیرانی سے کہا۔ اگر وہ لاداکا تھی تو وہ لاداکہ تھی۔

میں نے کہا کہ حصین بیگم نے جس سبب کھ بتا دیا ہے یہ وہی طرح سے اپنے خرم کا اعتراف کرو گے تو تکلیف سے بچ جاؤ گے۔

وہ نہیں کھانے لگا مجھے تو کچھ بتائیں یہ میری بیوی نے کوئی وعدہ سے اختر علی کی شکل بھی نہیں دیکھی

میں نے کہا ”جب حصین بیگم نے ختم ڈیر علی سے شادی

کانہ کا دیوتا تھا تو صلہ سے ان کا کچھ اور کچھ تھا؟
 ”مگر کونجیہ عجیب ہے ختمہ آپ تو یہ فرما رہا تھا کہ ہے
 مجھے کچھ نہیں تھا۔ میں نے تھیں سب سے تھیں سب کی بوری بوری
 دے دی تھی لیکن یہ کوئی بات نہیں تھی اس لیے یہی
 کہہ رہا تھا کہ میں نے کچھ نہیں دیا تھا۔“
 ”دست معلوم ہوتا تھا کہ سبز رنگ کے جس سے دیوتا بنی
 کا وہ کچھ تھا۔ تاہم اس سے متعلق کچھ کسٹل کی لڑکی میں
 ہوتا تھا۔ کداس کا کداس پہلے سے لڑکھو ہوتا تھا۔
 میں نے یہ چاہا تھا کہ لڑکی کو کداس سے دوسرے
 دی تھی“

[illegible]

مکان عزیز کے نام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن شرط یہ ہو گی کہ
میرزا اس علاقہ میں لگے گی سب سے مناسب جگہ کے لیے
میں مکان ہمارا جو طے کیا گیا۔ اس صاحب نے مجھے بھی یہ چاہی
کہ سب سے پہلے وہ اس وقت میں گیا۔ اور اس وقت میں کوئی
ہو جسے یہ کہیں کہ ان کی ٹولن میں گیا۔ لیکن میں لاپے گیا۔
سوچا گیا کہ وہ مال کی تو اسے ہے۔ میں اتنا بڑا مکان
بنا رہا ہوں۔

میں نے کہا: ”تمہارا یہ مطلب ہے کہ مکان کا انٹیپ میچ لوگ لٹنے جگڑنے کے سوا اور کچھ کیا سکتے ہیں؟“

”اگرچہ یہ انتہام شادی کے چار لاکھ روز بددعا کا کیا
تھا اور دوسری مذکورہ جیسے تھا کیا تھا؟
میں نے سوچا گویا ایسے کچھ بتا دیا تھا جس میں بہت
ساحریت ہے۔ اس کا جواب آپ کو بھی بتا دوں گا۔ دوسری
معصیت کا بڑا ذریعہ یہاں بھی نواز تھا۔ دوسرا بڑا ذریعہ بیہوش
کے اس نواز نے مجھے کچھ بتاتا تھا۔ حیدر نے مجھے اس کی تعریف
کی تھی۔ سوال یہ تھا اگر کسی نے یہاں کی نوازی حمایت میں
جھوٹ لیں تو بلا جواز نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ سب کے لڑکھٹے
پر شادی کے کاروبار نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں سے
کچھ نہ ہو گا۔“

نہ مجھے گمگیاں دیں اور کہا کہ بھاگ جاؤ، اس انتہام سے
تھکا اور کوئی تعلق نہیں ہے۔ زیادہ تر جبر کرو گے تو انہیں کروا
دوں گا۔ جناب میں غریب آدمی ہوں یہاں صاحب کھتا بل
نہیں کر سکتا تھا، اس لیے چپ ہو گیا۔

اس کی باتیں سن کر ایک اور ہی نقشہ میرے ذہن میں ابھر گیا تھا۔ یہاں ہی نوائے دیہی اس مسئلے میں مجھے زیادہ یقین دہانی معلوم ہوئی تھی۔ اس حقیقت کے انکشاف کے بعد منظور کا عموک مجھ پر ڈر ہو گیا تھا۔ اگر اس سے حینہ بیگم یا مکان کے لیے خیر سنی کو تھکن کی تھا تو وہ تھوہہ ڈرنا تھا۔ کوئی دوسرا شخص جس کی اس کے درس میں بھی ہمیں باطن حسینہ شاہی سے انکار کر چکی تھی اور مکان کا خاندانی نظام کے قیام میں تھا۔

میں نے ایک تجربہ کو میاں علی نواز کے بارے میں سنا تھا۔
یعنی پر امور کر دیا وہ جو شیار اور چلتا ہندزہ آدی تھا۔ ہر محل
اور محفل میں بڑی آسانی سے قتل مل جاتا تھا۔ اس کا نام
مظہر خاں تھا۔

[illegible]

لیے ساتھ رکھتے ہیں کیونکہ اکیلا اے عورتاں جو ہمیں گم ہو جاتا ہے
 یعنی چھپتا نہیں جاتا کہ وہ پڑا خان والا ہے نام بھنی ہو گیا
 کوئی افسوس کی ضرورت بھی ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے چھپنا
 بہت پال رکھی ہوتی ہیں۔
 میں نے یہاں علی نواز کو کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا
 اور اس کے افسوس کو یہ کہہ کر باہر بیچ دیا کہ ہاتھ دے
 والی ہے۔

”جناب نے کیسے مار فرمایا؟“ میں نے کہا کہ میں نے اسے چھڑا دیا۔
 میں نے کہا: ”آپ کو کتا ہی ہو گا کہ کم سے کم حضور کو
 اختر علی کے قتل کی خبر میں کچھ سنا کر رکھا ہے۔ اس مسئلے
 میں آپ کی ہر بات پر میں نے غصہ کیا۔“
 ”میں نے کہا: ”اے اس کے لیے میں ناگواری یا بی ہمتی
 تھی جیسے کہ اب ہو کر اس معاملے سے متعلق؟“
 ”آپ کو نکاح نامہ اور مذہب پیر لانے میں؟“
 ”مکمل نامہ اور مذہب پیر لانے میں۔“
 ”آپ کو اور آپ کے دوست وزیر علی کا نکاح نامہ؟“
 میں نے جواب دیا: ”اس کے ساتھ مکان کا انتظام پیر

یہی تھا کہ
اس نے آپ مجھ سے کہیں بوجھ رہے ہیں جس کی چیزوں
ہیں اس سے بھی نہیں جاگرتے
ایک بات ہے یہاں صاحب کا بڑے غصے میں
معلوم ہوئے ہیں آپ کا؟ میں نے بھی ذرا کھنی ہے کہنا یہ فقہروں
میں بھی کر کے کہوں، نیکان مارا اور صاحب سے کہیں ہے اس
بلے آپ سے ملنا ہے کہ وہ دھول چھڑائی میں نے آپ ہی
کی تحریک میں بھی کیا ہے کہ وہ دھول کا شائبہ ہے کہ اس نے
تھے اور اس میں کو دھکا اور وہاں لے گئے تھے
تو چھڑکا ہوا آپ مجھ سے کہنا نہیں مانگ سکتے
ہوں... کو کیا کاڑھ آپ سے ہاں ہیں لیکن
آپ دینے سے تیار نہیں ہیں
میں کہہ رہی ہوں

"میں صاحب، یہ بتائیں کہ اس ٹیمپ میں لکھنے کے لئے
 روز بعد تیار کرنا کیا تھا؟"
 "اُس نے تصویر دیر تک سرے سے ہات پر نہ رکھا، پھر لولا
 "تجربہ کیا، پھر دو دن کے بعد"
 "پہلے تو آپ نے کہہ کر اُدھر تیار کیا تھا؟"
 "جی، تیار کیا تھا، آپ نے ٹیمپ کے سامنے بیٹھا
 "میں صاحب، میں اتنا بھی انسان نہیں ہوں کہ آپ

میں نے اُس کی بات نہ توجہ دینے کے بجائے ایک اسے لیس آئی کو لیا اور کہا: دو آدمی ساتھ لے جاؤ اور حیدر بیگ کو تھکے میں بٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ایک آدمی مولوی اللہ بخش کی طرف بیچ دو۔ اُس سے کتنا کہ مولوی صاحب کو ساتھ ہی لیتا آئے۔

میاں علی نواز آہستہ آہستہ کرسی پر بیٹھ گیا، بولا حیدر بیگ سے آپ کیا بات کر رہا جانتے ہیں؟
 ”آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ کا کیا تعلق ہے حیدر؟ وہ حیدر الہی ظہور ہرزم فریال، بولا تعلق تو کوئی نہیں ہے... بس یوں ہی پوچھ رہا ہوں۔ وہ بیوہ عورت مجھ پر بہت بھروسہ کرتی ہے۔“

”میاں صاحب، عورت سے تو آپ کو بہت ہمہ دلی ہے مگر اُس کے بچوں کے باپ کو آپ دھتکتے دیتے ہیں۔“
 ”ملک صاحب، میں اس قاتل بدعاش سے کیا بڑی کوئی گھڑوہ تو دو دفعہ حیدر بیگ کا سودا کر چکا ہے۔“

لفظ ”دو دفعہ“ سن کر میں چونکا۔ اوس میں نے دیکھا کہ میاں علی نواز بھی یہ بات کہہ کر قد سے پریشان ہو گیا تھا۔ میں نے یہ بات ذہن میں رکھ لی، مگر اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔
 قد سے کوئی تعلق کے بعد اس نے کہا: ملک صاحب آپ ایسا کریں کہ حیدر بیگ سے گھر جا کر بات کر لیں، عورت کو تھکانے بلا لیں، اچھا نہیں لگتا۔

میں نے چالائی سے کہا: چلیں، آپ کی یہ بات میں مان لیتا ہوں، پھر میں نے اُس کو ستانے کے لیے ایک حوالہ دار کو بلا کر کہا: تم... اسے ایس آئی سے کوہ حیدر بیگ کے گھر نہ جانے۔ میں کل کسی وقت خود چلا جاؤں گا۔
 بات کرتے وقت میں نے اُسے اشارہ بھی کیا، مگر وہ سمجھا نہیں لے، ایس آئی ابھی تھا۔ میں ہی تھا۔ اُس نے اُسے حیدر بیگ کے گھر جانے سے منع کر دیا، لیکن یہ غلطی فائدہ مند ہی ثابت ہوئی۔

میری چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ علی نواز کو رخصت کر کے میں گھر پہنچا اور اچھٹ منہ دھو کر کپڑے تبدیل کیے اس سارے وقت میں یہ بات میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ علی نواز حیدر بیگ کے گھر ضرور جائے گا۔ غالباً وہ اُسے کچھ باتیں بھانا چاہتا تھا۔ سوچتے سوچتے میں نے اچھا ملک فیصلہ کیا اور سادہ کپڑوں میں حیدر بیگ کے گھر پہنچ گیا۔ ایک بڑوسن اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی جو میری آمد پر اٹھ کر چلی گئی۔

رہی کلمات کے بعد میں نے حیدر بیگ سے کہا: بی بی میں

نے کہا تھا مکان کے بارے میں نکاح سے پہلے فیصلہ ہو گیا تھا اور اسٹیپنڈی پر نکاح خاتم کے ساتھ ہی منقطع کیے گئے تھے۔“

”ملک صاحب، آج یہ باسی کڑھی میں آیاں کیوں آٹھ رہا ہے۔ اگر میرے سسر سے ایسی کوئی بات نکل بھی تھی تو کون سی آفت لگتی۔ مکان کی بات شادی سے پہلے طے ہو چکی تھی۔ اسٹیپنڈی پر چارچہ روز بعد میں تیار کر دیا گیا تھا۔“
 ”منظور کا کتنا ہے کہ مکان کی بات بعد میں طے ہوئی تھی۔ جب اُس نے وزیر علی پر طلاق کے لیے زور ڈالا اور شادی کا راز افشا کرنے کی دھمکی دی تو اس نے مکان کا لالچ دے کر منظور کا سسر بند کر دیا۔“

”چھوڑ دیجی، اس کہیں کی میرے سانسبابت نہ کریں۔“
 ”مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وزیر علی نے حلالہ کی شرط پوری کرنے کے لیے حیدر سے شادی کی تھی لیکن بعد میں اس نے اس لیے طلاق دینے سے انکار کر دیا کہ اس طرح مفت کی ملازمہ اس کے ہاتھ سے جاتی۔“

”جو اس دینا سے گزر گیا اس کی بات کرنے کا کیا فائدہ؟ وہ ہر بات سے اپنا دامن بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میں آہستہ آہستہ اس کے گرد گھیرا تنگ کر رہا تھا۔“

”میاں صاحب، اس بات کو چھوڑیں کہ مکان کی بات پہلے ہوئی تھی یا بعد میں، لیکن منظور کو آپ ہی نے حیدر بیگ سے بات کرنے پر ہار دے کیا تھا اور اسے یہ سمجھا تھا کہ وزیر علی کے مرنے کے بعد وہ دونوں مکان کے مالک بن جائیں گے میں نے غلط تو نہیں کہا؟“

”ہاں، کہا تھا۔ لیکن وہ عورت اب اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے پر تیار نہیں ہے۔ میرا اس میں کیا تصور ہے؟“
 ”آپ کا تصور یہ ہے کہ جب منظور آپ کے پاس مدد کے لیے آیا تو آپ نے اُسے گایاں دے کر بھگا دیا۔“
 ”میں کوئی کمیشن زمین نہیں ہوں گی۔“

”آپ نے حیدر بیگ کا نکاح نامہ اور اسٹیپنڈی پہنچائی تو میں کیوں رکھا ہوا ہے؟“

”حیدر بیگ نے یہ چیزیں حفاظت کے لیے میرے پاس رکھوائی ہوئی ہیں۔“

میں نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا:

”کیا آپ حیدر بیگ کے کمیشن زمین ہیں؟“
 وہ ایک دم کھڑا ہو گیا: ملک صاحب میں حضرت دار آدمی ہوں۔“

اسی وقت اس بات کا شبہ ہوا تھا۔ پہلی دفعہ اس نے وزیر علی کے ساتھ سہوا کیا تھا اور دوسری دفعہ میاں علی نواز

286

وہ بھی تھیں کہ وہ رات کو گتے بنے سوتا ہے، کہاں سوتا ہے اور اپنے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ تو نہیں رکھتا۔

”میں نے ساری بات چیت سن لی ہے۔ رات کے دس بجے ہم بھی ادھر ہی ہوں گے۔“

کپڑے تھے جنہیں میں اس کے گھر میں کھوٹی پر لٹکا ہوا دیکھ چکا تھا۔ اب ان پر خون کے دھبے بھی موجود تھے۔ واضح طور پر وہ کسی مرنے والی بکری کا خون تھا۔

”علی نواز! اب جھوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ میں نے کہا ہے آج شام جب تم حیدر بیگم سے ملنے آنے تھے تو میں اندر کمرے میں موجود تھا۔ میں نے تھوڑی سی بات چیت سن لی تھی اور یہ جو تم ثبوت لانے ہو اس کی حقیقت بھی مجھے معلوم ہے۔ یہ کپڑے منظور کے ہیں۔ واردات والی جمع جب ہم نے اس کو گرفتار کیا تھا تو یہ کپڑے اس کی کھڑکی پر لٹکے ہوئے تھے۔ اس وقت ان پر خون کے دھبے نہیں تھے۔ یہ دھبے تم نے لگائے ہیں۔“

حالد لارنس میرے اشارے پر اُسے تھکڑی لگا دی۔ وہ بڑھتا آؤی تھا، کوئی مزاحمت نہ کر سکا۔

”علی نواز! میرے پاس تمہارے خلاف کافی شہادتیں جمع ہو چکی ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اقرار جرم کر لو۔ میں نے اسے ایس آئی سے کہا: اس پاس رہنے والے چار معززین کو بلالو۔ یہاں کی ساری کارروائی ان کے سامنے رکھاؤ ہوگی۔“

”ملک صاحب! ٹھہریں۔ میں عزت دار آدمی ہوں۔ اگر آپ نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی تو میں اپنی اولاد کے سامنے آنکھیں نہ ملانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ میری ہتھکڑی کھول دیں۔ میں آپ کو قاتل کا نام بتا دیتا ہوں وہ اقبال جرم بھی کر لے گا۔ اس بات کی میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں۔“

مجھے اندازہ تھا کہ قاتل اس نے خود نہیں کیا تھا کسی سے کروایا تھا۔ میں نے اس کی ہتھکڑی کھلوادی۔ اس نے بتایا کہ قاتل اس کا ایک مزارع تھا جس کا نام جمال دین تھا۔ میں نے علی نواز سے اس کا بتا ہوا چھوڑ دیا۔ وہ اس کے پیچھے روانہ کر دیے جو تقریباً ایک گھنٹے میں اسے گرفتار کر کے لے آئے۔

جمال دین پچیس پچیس سال کا ایک صحت مند نوجوان تھا۔ اس نے قتل کا سدا الزام اپنے سر لے لیا اور کہا کہ اختر علی کو اس نے قاتل دیکھ کر قتل کیا تھا۔

میں نے جمال علی نواز کو بھی شامل تفتیش رکھا اور کھجالات نے اسے بڑی کر دیا کیونکہ کوئی شخص اس کے خلاف گواہی دینے پر تیار نہیں ہوا تھا۔ حیدر بیگم بھی اپنے بیان سے معترف ہو گئی تھی۔ جمال دین کو عرق قید ہو گئی۔

میں فوراً تھانے پہنچا اور دو سادہ لباس پہنوں کو حیدر بیگم کے گھر کی چھائی کرنے بھیج دیا۔ انہیں تاکید کر دی کہ حیدر بیگم کو گھر سے باہر نہ جانے دیں۔

رات کے دس بجے میں چار آدمیوں کے ہمراہ حیدر بیگم کے گھر میں موجود تھا۔ دو سادہ لباس آدمی لگی ہوئے تھے۔ تقریباً سو اس بجے دروازے پر دستک سنائی دی۔ حیدر بیگم میری ہدایت کے مطابق اس وقت تھکڑے میں موجود تھی۔ دستک کی آواز سن کر وہ اٹھی اور دروازہ کھولا۔ اس وقت تھکڑے کے سوا مکان کی تمام چیزیں لٹی ہوئی تھیں۔ میں اندرونی دروازے سے تھکڑے میں چھاٹک رہا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی میاں علی نواز کمرے میں داخل ہوا اور فوراً اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیوس کا تھیلا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بولا: یہ تھیلا کسی محفوظ جگہ پر رکھ دو۔“

”اس میں کیا چیز ہے؟ حیدر بیگم نے پوچھا۔ اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

”اس کو کون نہیں۔“ علی نواز نے کہا۔ وہ ہستیاورم ادھر دیکھ رہا تھا۔ ٹھہرو، میں خواہے کسی جگہ پر رکھ دیتا ہوں۔ تم اسے تھانہ دار کے حوالے کر دینا۔“

بات کرتا ہوا وہ سیدھا اس دروازے کی طرف آیا جس کی دوسری طرف میں اور میرے آدمی کھڑے تھے۔ میں نے دیواروں نکالا اور دروازہ کھول کر سامنے آئید۔ مجھ دیکھ کر وہ بڑی طرح اچھٹلا اور تھیلہ پھینک کر دروازے کی طرف بھاگا لیکن میرے آدمی باہر سے دروازہ بند کر چکے تھے۔ ”میاں علی نواز! کھیل ختم ہو چکا ہے۔“ میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ مکان کے باہر بھی میرے آدمی موجود تھے۔ اب تم بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔“

وہ غصے سے حیدر بیگم کی طرف جھپٹا: ذلیل عورت! میں تیری بھلائی کے لیے پریشان ہو رہا ہوں اور تو مجھانہ کرنے کی کوشش ہے۔ میں تیرا پیار حق کر دوں گا۔“

ایک حوالہ دار اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔ ”ملک صاحب! میں اس عورت کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا، سگریہ دعا باز تھی۔ اس نے منظور کے ساتھ مل کر اختر علی کو قتل کیا تھا۔ ثبوت اس تھیلے میں موجود ہے۔“

میں نے تھیلا کھول کر دیکھا تو اس میں کپڑوں کا ایک میلا سا ہڈا تھا جس میں ایک خون لکڑا ہوا تھوڑا بچوں کو میں نے فوراً پہچان لیا۔ وہ منظور کے کپڑے تھے۔ یہ وہ